قد جاءكم برهان من ربكم وأنزلنا إليكم نورا مبينا

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

البرہان

جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزاتِ مبارکہ

— از —

فقیہِ عصر حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

قد جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

البرہان

جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزاتِ مبارکہ

از

فقیہِ عصر حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

تحریک تبلیغ الاسلام محمد پورہ فیصل آباد

فون: ۶۳۲۸۶۶

نام کتاب ——— البرھان

مصنف ——— حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین دامت برکاتہم العالیہ

اشاعت ——— ششم ۱۴۱۷ھ

مطبع ——— 86907

کتابت ——— احمد علی بھٹہ

اہتمام ——— الائیڈ گرافک آرٹ فیصل آباد

تعداد ——— ایک ہزار

قیمت ——— ۱۷۰/ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ سلطانیہ ○ محمد پورہ، فیصل آباد، فون ۶۳۲۸۶۶

جامعہ امینیہ رضویہ ○ شیخ کالونی، فیصل آباد، فون ۶۱۱۴۹۴

مکتبہ صبح نور ○ ستیانہ روڈ فیصل آباد، فون ۷۱۷۲۸۱

جامع مسجد الصدیق ○ لیاقت ٹاؤن فیصل آباد فون ۶۵۶۲۲۵

مکتبہ نوریہ رضویہ ○ گلبرگ اے فیصل آباد

مکتبہ ضیاء القرآن ○ داتا گنج بخش روڈ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي

اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں

وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور آپ سے زیادہ حُسن وجمال کا پیکر کسی ماں نے جنا ہی نہیں

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

آپ ہر عیب سے مبّرا اور پاک پیدا کیے گئے ہیں

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

گویا کہ جیسے آپ چاہتے تھے ویسا ہی آپ کو پیدا کیا گیا ہے۔

(مدح سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

نعت

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین

خواجۂ دنیا و دیں گنجِ وفا — صدر و بدرِ ہر دو عالم مصطفٰےؐ

آفتابِ شرع و دریائے یقین — نورِ عالم رحمۃٌ للعالمین

خواجۂ کونینؐ و سلطانِ ہمہ — آفتابِ جان و ایمانِ ہمہ

صاحبِ معراج و صدرِ کائنات — سایۂ حق خواجۂ خورشید ذات

مہدیٔ اسلام و ہادیٔ سبل — مفتیٔ غیب و امامِ جزو کل

ہر دو گیتی از وجودش نام یافت — عرش نیز از نامِ او آرام یافت

نورِ او مقصودِ مخلوقات ہست — اصلِ معدومات و موجودات ہست

ماہ از انگشتِ او بشگافتہ — مہر در فرمانش از پس تافتہ

عقل را در خلوتِ او راہ نیست — علم نیز از وقتِ او آگاہ نیست

اوست سلطان و طفیلِ او ہمہ — اوست دائم شاہ و خیلِ او ہمہ

خواجگیٔ ہر دو عالم تا ابد — کرد وقفِ احمدؐ مرسل احد

یا رسول اللہؐ! بس درماندہ ام — باد بر کف خاک بر سر ماندہ ام

یک نظر سوئے منِ غمخوارہ، کن — چارۂ کارِ منِ بیچارہ کن

آنکہ آمد نہ فلک معراجِ او — انبیاء و اولیا محتاجِ او

ہر دم از ما صد درود و صد سلام
بر رسولؐ و آل و اصحابش تمام

خواجہ فریدالدین عطار رضی اللہ عنہ

ؐ صلی اللہ علیہ وسلم

اظہارِ تشکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ من اتخذہ اللہ حبیبا فی الدنیا والآخرۃ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین ○

اما بعد! فقیر حقیر پر تقصیر ابوسعید محمد امین غفرلہ پر اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کا خاص فضل وکرم ہوا کہ اس ربِّ ذوالجلال نے فقیر غفرلہٗ کو کتاب البرہان لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ کتاب مذکور اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے فضل سے چھپ کر منظرِ عام پر آئی ایمان والوں نے اسے پسند فرمایا، فقیر نے جن جن کتابوں سے مواد ملتا گیا حاصل کیا اور ساتھ حوالجات بھی درج کیے اور بہت سا مواد حافظ الحدیث علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب خصائصِ کبریٰ سے اور عاشقِ رسول علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حجۃ اللہ علی العٰلمین سے لیا اور ان ہی کتابوں کے حوالجات کو کافی سمجھا کیونکہ ہر کسی کا اپنا اپنا نظریہ ہوتا ہے فقیر کی نظر میں یہ بات رہی کہ یہ کتاب محبّت والوں اور ایمان والوں کے لیے ہے، اور یہ دونوں حضرات علامہ سیوطی، اور علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہما عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیکر ہیں دونوں کی دربارِ رسالت میں کافی مقبولیت ہے، اور وفورِ علم میں ان کی شہرت آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہے علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی دربارِ رسالت میں یہ مقبولیت ہے کہ آپ چھپتّر بار بیداری کی حالت میں رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرّف ہوتے ہیں آپ نے بیان فرمایا کہ جن احادیثِ مبارکہ کو کچھ لوگ ضعیف کہہ دیتے ہیں وہ میں رحمتِ دوعالم حبیبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا کرتا ہوں۔ (میزان الشریعۃ الکبریٰ للشعرانی رحمۃ اللہ علیہ) اور محبِّ رسول علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت یہاں تک پہنچ گئی کہ محترم سیّد ڈاکٹر ابراہیم حسن نے جو کہ نہایت ہی سچے پکّے مومن تھے بیان فرمایا کہ کسی نے براہِ تعصّب علامہ یوسف نبہانی رحمہ اللہ

کے خلاف ایک رسالہ لکھ دیا اور وُہ رسالہ مصنّف نے ایک مدنی بزرگ جو کہ اکثر طور پر سیّدِ دو عالم شفیعِ معظّم صلی اللہ علیہ وسلّم کے دیدار سے مشرف ہوتے رہتے تھے ان کو دیا اس مدنی بزرگ کا بیان ہے کہ وُہ رسالہ میں نے گھر میں رکھ دیا تو زیارت والا انعام رُک گیا یعنی کافی عرصہ زیارتِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محروم رہا جس کی وجہ سے میں بہت غمگین ہوا اور پھر عرصہ کے بعد جب میں ایک دن زیارتِ سیّدِ الانام صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نوازا گیا اور میں نے اس عرصہ تک زیارت سے محرومی کے متعلق عرض کیا تو سیّدِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کَیْفَ تَرَانِیْ وَعِنْدَکَ ھٰذَا الْکِتَابُ الَّذِیْ یَطْعَنُ فِیْہِ صَاحِبُہٗ عَلٰی حَبِیْبِنَا النَّبْہَانِیْ یعنی تو میرا دیدار کیسے حاصل کر سکتا ہے حالانکہ تیرے گھر میں وُہ کتاب ہے جس میں مصنّف نے ہمارے محبُوب ہمارے پیارے نبہانی پر نکتہ چینی کی ہے۔ میں بیدار ہوا تو میں نے اس کتاب کو آگ لگا کر جلا دیا اور اس جلانے کے بعد پھر مجھے زیارت والا انعام شروع ہو گیا۔ (جامع کرامات الاولیاء ص جلد ۱) ان ہر دو واقعات سے ان دونوں حضرات کی مقبولیت کا بآسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے لہٰذا ایمان والوں کے لیے کفیٰ بھما قدوۃ دونوں کی شان کافی ووافی ہے ایک کو جاگتے میں دیدار سے مشرف فرماتے ہیں تو دوسرے کو ہمارا محبُوب اور ہمارا پیارا فرمایا جاتا ہے الحاصل ان حضرات کے یہ ایمان افروز ارشادات اور ان کی کتابوں کے مندرجات ایمان والوں کے لیے قابلِ اعتبار ہیں۔

لیکن جب یہ کتاب میرے لختِ جگر مناظرِ اسلام علامہ محمد سعید احمد اسعد سلمہ ربہ الصمد نے نے پڑھی تو مندرجہ ذیل بنا پر کہ "جن کے دل محبّتِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے خالی ہیں اور ان کے دلوں میں بغض کی بیماری ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً۔ اس دلی بیماری کی وجہ سے وُہ لوگ ایمان

والوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں دیکھو جی "حجۃ اللہ علی العلمین" یا "خصائص کبریٰ" بھی کوئی حدیث کی کتابیں ہیں؟ ہمیں ان کتابوں پر اعتبار نہیں ہے۔ اور ایسی باتیں سُن کر ایمان والے دھوکہ کھا جاتے ہیں مگر اتنا نہیں سوچتے کہ مثلاً بخاری شریف سے یا مسلم شریف یا حدیث پاک کی کسی کتاب سے یہ لوگ حدیث پاک بیان کریں تو اس کو معتبر مانا جائے اور اگر اسی حدیثِ مُبارکہ کی کتاب سے علامہ سیوطی یا علامہ نبہانی کوئی حدیثِ پاک بیان کریں تو وہ کیوں معتبر نہ ہو؟

اور چونکہ عزیزم علامہ محمد سعید احمد اسعد زید علمہٗ وفضلہ کا ذہن مناظرانہ ہے انہوں نے مذکورہ بالا بنا کی وجہ سے کہا ابا جی ہم اس مُبارک اور ایمان افروز کتاب کو ایسا کریں گے کہ کسی بیمار دل والے کو انگشت نمائی کا موقع ہی نہ مل سکے ہم اس کتاب کو اصل کتابوں کے حوالہ جات سے مزین کریں گے۔ اور پھر اس کام کو عزیزم مولوی غلام مصطفیٰ شاکر سلمہٗ کے تعاون سے بڑی محنت اور جانفشانی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا، لبا اوقات عزیزم مناظرِ اسلام سلمہٗ جلسوں میں خطاب کرنے کے بعد رات کو گھر آتے تو اس کام پر لگ جاتے اور صبح اڑھائی تین بجے تک کتابوں کی ورق گردانی کر کے اصل حوالجات لگاتے۔ اسکی جزا عزیزم موصوف کو اللہ رب العلمین جل جلالہٗ ہی عطا فرمائے گا جس کے پیارے محبوب کے ناموس کی خاطر مناظرِ اسلام نے یہ محنت کی ہے۔ فجزاہ اللہ خیراً فی الدنیا والآخرۃ و رزقہ اللہ شفاعۃ حبیبہ رحمۃ للعلمین وجعل الجنۃ مثواہ بمنّہ وکرمہ ورحمتہٖ آمین یا ربّ العلمین۔

اور اس محنتِ شاقہ کے بعد کتاب البرہان آپ کے ہاتھوں میں بحیثیت ایک دستاویز پہنچ رہی ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ شرفِ قبولیت فرمائے اور لکھنے پڑھنے والوں کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

فقیر ابو سعید غفرلہٗ

لہ فیا للعجب۔

بشارات یعنی اچھے خواب

(۱)

اکتوبر ۱۹۹۴ء میں عزیزم الحاج شیخ محمد امجد صاحب زید اقبالہ عمرہ کے لیے حرمین طیبین حاضر ہوتے اور بیان کیا کہ مدینہ منورہ میں جمعہ کے دن میں حبیبِ خدا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارکہ کی طرف روضۂ انور کے قریب بیٹھا درود پاک پڑھ رہا تھا۔ پڑھتے پڑھتے اچانک آنکھیں بند ہوگئیں اور دیکھا کہ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عالیشان تخت پر جلوہ افروز ہیں اور سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہیں اور میں نے دیکھا کہ کتاب **البرہان** رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ہے اور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اوپر کو اٹھائی میں نے دیکھا کہ اوپر نور کی چھت ہے جیسے کہ سفید بادل ہوتا ہے اور اس چھت میں روشندان کی طرح ایک خلا ہے اور جب رسولِ اکرم صلی اللہ نے کتاب البرہان کو اوپر اٹھایا تو آپ کا ہاتھ مبارک اس خلا سے اوپر چلا گیا اور جب ہاتھ مبارک نیچے کیا تو ہاتھ مبارک میں کتاب نہیں تھی کتاب غائب ہو گئی، پھر تھوڑی دیر کے بعد میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک اس خلا میں سے اوپر کیا اور جب ہاتھ نیچے لائے تو ہاتھ مبارک میں کتاب موجود تھی اس پر آنکھ کھل گئی فقط۔

بعض اہلِ ذوق نے اس سے یہ تعبیر نکالی ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارِ الٰہی میں پیش کردی اور پھر منظوری کے بعد واپس آگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارك علی النبی المختار سید الابرار زین المرسلین الاخیار وعلی اٰلہٖ واصحابہ اولی الایدی والابصار الی یوم القرار۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲

عزیزم خواجہ محمّد سلیم صاحب ساکن محمّد پورہ فیصل آباد نے بیان کیا کہ میں رات کو کتاب البرہان پڑھتے پڑھتے سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا ایک جگہ نُور ہی نُور ہے نہایت ہی پیاری پیاری روشنی ایسی روشنی میں نے کبھی بھی نہیں دیکھی تھی پھر دیکھا کہ وہاں اندازاً سوا یا ڈیڑھ سو کے قریب بزرگ تشریف فرما ہیں جن کے چہرے نُور سے جگمگا رہے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں کتاب البُرہان ہے نیز دیکھا کہ حضرت محدّث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب البرہان پکڑی ہوئی ہے اور آپ درمیان میں ٹہل رہے ہیں اور خوش ہو کر فرما رہے ہیں مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ جزائے خیر عطا کرے جنہوں نے یہ پیاری کتاب لکھی ہے، پھر میں بیدار ہو گیا۔ والحمد للہ ربّ العٰلمین۔

۳

ماسٹر مقصود احمد صاحب ساکن ۹۱ ج۔ب دھروڑ ضلع فیصل آباد نے بیان کیا میں پہلے دیوبندی مسلک کا تھا ایک دن مجھے کہیں سے کتاب آبِ کوثر ہاتھ آ گئی میں نے پڑھی تو میری آنکھیں کھل گئیں کہ ہم کدھر جا رہے ہیں پھر ایک دن دیکھا کہ ہمارے چک سے کچھ احباب کہیں جانے کی تیاری کر رہے ہیں میں نے ایک بزرگ محمّد شفیع صاحب سے پُوچھا چاچا جی کہاں جا رہے ہو انہوں نے بتایا ہم محمّد پورہ جا رہے ہیں میں نے پُوچھا کیوں تو بتایا وہاں جُمعہ کے دن عصر کے بعد درُود پاک کی محفل ہوتی ہے لہٰذا ہم بھی درُود پاک پڑھنے جا رہے ہیں میں نے کہا مجھے بھی لے چلو اور میں بھی ساتھ چلا آیا اور ایک ہی محفل میں شرکت کرنے سے میں نے جان لیا کہ میں تو جنّت میں پہنچ گیا ہوں پھر نہ وُہ پہلا عقیدہ رہا نہ وُہ

باتیں رہیں پھر میں نے باقاعدہ درُود پاک کی محفل میں آنا شروع کر دیا اور زاں بعد میں نے اپنے گاؤں دھروڑ کی مسجد میں آبِ کوثر کا درس دینا شروع کر دیا اور جب آبِ کوثر کا درس مکمل ہو گیا تو میں نے اَلبُرہان کا درس دینا شروع کر دیا' رات کو تیاری کرتا اور صبح نمازِ فجر کے بعد درس دیتا ایک رات میں جب تیاری کر رہا تھا سامنے حدیث پاک یہ آئی کہ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مومن نے مجھے خواب میں دیکھا وُہ دوزخ نہیں جائیگا یہ پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا اور اس حدیثِ پاک کو بارہ یا تیرہ بار پڑھا پھر ہزار بار درُود پاک پڑھ کر عرض کیا، یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے میں اندھیرے میں تھا اور مجھے اندھیرے سے نکال کر سیدھے راستے لایا گیا اور اگر اب یہ بھی کرم ہو جائے (دیدار نصیب ہو جائے) تو کرم پر کرم ہو گا یہ عرض کرکے میں سو گیا رات کے دو بجے آنکھ کھلی پھر تازہ وضو کیا اور سو گیا تو کرم ہو گیا جی بھر کر زیارت کی اور دست بوسی کا شرف بھی حاصل ہوا دیکھا سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے ہی خوش ہیں اور پھر میں نے عرض کیا حضور مجھ پر یہ کرم کس وجہ سے ہوا تو فرمایا آبِ کوثر اور البُرہان کا درس دینے کی وجہ سے ہوا اس پر میں بیدار ہو گیا۔

وَالحمدللہ ربّ العٰلمین والصّلوٰۃ وَالسّلام علیٰ حبیبہ سیّدالمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین۔

نعت شریف

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی ﷺ

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی ﷺ

لا و ربّ العرش جس کو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی ﷺ

وہ جہنّم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی ﷺ

ہم بھکاری وہ کریم اُن کا خدا اُن سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی ﷺ

اہلِ سُنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی ﷺ

ٹوٹ جائیں گے گنہ گاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی ﷺ

یا ربّ اک ساعت میں دُھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش پر آ جائے اب رحمت رسول اللہ کی ﷺ

اے رضا خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی
صلی اللہ علیہ وسلم

کلام اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارفِ البرہان

وما توفیقی الا باللہ

داستانِ عشق کی تمہید کا عنوان ہے — رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی دید کا عنوان ہے

معجزاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام البرہان ہے — مظہرِ ذاتِ خدا کا نام البرہان ہے

مصطفےٰ علیہ السلام جانِ جہاں ہیں حق کے دعوٰی کی دلیل — جسکو قرآں نے کہا برہان وہ برہان ہے

خُلُقُہُ القرآں جن کا خُلق ہے خُلقِ عظیم — سیدالکونین علیہ السلام کی پہچان بس برہان ہے

ہے سراپا جسمِ اطہر معجزہ ہی معجزہ — ہر ادا محبوب کی برہان ھی برہان ہے

معجزہ شق القمر کا ہے بیاں قرآن میں — جو نہ مانے بوجہل ہے منکرِ قرآن ہے

مفتی صاحب کے قلم کا ہے یہ شاہکارِ عظیم — معجزوں کی کثرتوں کا نام البرہان ہے

ناخن یا بال بال اُن کا ہے سارا معجزہ — معجزہ بن کے وہ آئے بس یہی برہان ہے

ایک ہی محور ہے اپنا ذاتِ پاک مصطفےٰ علیہ السلام — صاحبِ قرآں کا ہر معجزہ برہان ہے

ہے بجا گر معجزہ کہدوں میں اس تصنیف کو — مصطفےٰ علیہ السلام کے لب سے جو نکلے وہ سب برہان ہے

صفحۂ قرطاس پر موتی بکھیرے آپ نے — سچ تو یہ ہے ماہِ طیبہ معجزوں کی کان ہے

سخنداں قاری ہے لیکن اُن کے در کا ہے فقیر
مفتی صاحب کی نگاہوں کا یہ سب فیضان ہے

از رشحاتِ قلم قاری سید محمد حسین شاہ چشتی صابری گوجرہ ضلع ٹوبہ ۱۵ رجمادی الاول ۱۴۱۶ھ

سبب تالیف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ وَافْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ اَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی حَبِیْبِہٖ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ امابعد!

فقیر حقیر پُر تقصیر اَبُو سعید محمد امین غفرلہٗ نے ایک دن شرح الصدور کے مطالعہ کے دوران یہ واقعہ پڑھا ایک بزرگ فرماتے ہیں میں نے خواب میں اَبُو ہمام کو ان کے وصال کے بعد دیکھا کہ ان کے سر پر ایک تاج ہے جس پر موتیوں اور جواہر کی لڑیاں ہیں جو کہ جگمگا رہی ہیں میں نے پُوچھا حضرت آپ نے یہ انعام کیسے حاصل کیا، تو اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ موتیوں کی لڑی حوض کوثر والی حدیث پاک بیان کرنے کا انعام ہے اور یہ موتیوں والی لڑی شفاعت والی حدیث پاک کا انعام ہے اور یہ فلاں حدیث پاک کا انعام ہے۔

(شرح الصدور ص۱۱۸ عربی)

فقیر نے جب یہ واقعہ پڑھا تو دل میں ارمان چٹکیاں لینے لگا،

کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ توفیق عطا فرمائے تو مجھے بھی عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
بیان کرنے کی سعادت نصیب ہو۔ صبح کے درس میں تو یہ انعام بار ہا
نصیب ہوا مگر تحریری طور پر سبب نہیں بن رہا تھا کہ بتاریخ
۹ر شوال المکرّم ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۱ر اپریل ۱۹۹۴ء بروز پیر صبح کے
درس میں فقیر نے اکرم الاوّلین والآخرین رحمۃ للعٰلمین[1]
کے موئے مبارکہ (بال مبارک) کے کمالات و برکات بیان کیے
سامعین میں عزیزِ من الحاج شیخ محمّد امجد صاحب سلّمہٗ ربہ الکریم بن الحاج
محمّد انور صاحب[2] مرحوم ساکن گلبرگ فیصل آباد بھی تھے درس کے
اختتام پر عزیزِ موصوف نے شوق ظاہر کیا کہ یہ بیان تحریر کر کے شائع
کیا جائے فقیر غفرلہٗ نے نظر کی کمزوری نقاہت اور دیگر مصروفیات
کا عذر پیش کیا مگر عزیزِ موصوف کا اصرار بڑھتا چلا گیا حتّٰی کہ تین دن
تک اصرار رہا اور عزیز موصوف سلّمہٗ نے کہا جیسے بھی ہو سکے یہ کام
کریں ان کے شوق نے اور اصرار نے فقیر میں بھی شوق پیدا کر دیا اور
یکم ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ بروز بدھ اس ایمان افروز کام کا آغاز کر دیا
گیا اور پھر وہ شرح الصدور والا واقعہ یاد آنے پر ڈھارس بندھ
گئی کہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات مبارکہ علیحدہ علیحدہ
باب بنا کر تحریر کیے جائیں مثلاً نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[1] صلی اللہ علیہ وسلم [2] اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ انکی قبر کو جنت کا باغ بنائے

زبان مُبارک، آنکھ مُبارک، ہاتھ مُبارک، پاؤں مُبارک، نام مُبارک، بال مُبارک جسمِ اطہر کے برکات وکمالاتِ مُبارکہ بیان کیے جائیں، توفیق دینے والا اللہ ربّ العٰلمین ہے جو کہ جو چاہے کر سکتا ہے وَھُوَ حَسبی وَنعم الوکیل وَلاحَوْلَ وَلَا قوۃَ اِلّاَ باللہ العلیّ العظیم۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ میرے عزیز شیخ مُحمّد امجد صاحب سلّمہٗ کو بہتر سے بہتر جزا عطا کرے جو کہ اس تالیف کا سبب بنے ہیں۔

یا ربّ بالمصطفیٰ بلغ مقاصدنا
واغفرلنا ما مضیٰ یا باری النسم

فقیر ابوسعید مُحمّد امین غفرلہٗ ولوالدیہ ولاحبابہٖ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ الحمد للہ الذی ہدانا الی الصراط المستقیم ○ وجعلنا من امۃ حبیبہ ونبیہ و رسولہ سید الانبیاء والمرسلین ○ والصلٰوۃ والسلام علیہ وعلیہم اجمعین وعلیٰ اٰل النبی الکریم واصحابہ و ذریتہ وازواجہ الطاہرات المطہرات امہات المؤمنین الیٰ یوم الدین اما بعد!

چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر رہا ہے کہ مسلمان عوام ہوں یا خواص سب کے دلوں میں عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور محبت وعظمتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجزن رہی اور اسی کی بدولت مسلمان کامیابیاں وکامرانیاں حاصل کرتے رہے مگر مسلمانوں کی بدقسمتی کہ آج سے ایک سو چہتر سال قبل ۱۲۴۰ھ میں ایک کتاب بنام تقویۃ الایمان شائع ہوئی جس میں رسولِ خدا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسانوں جیسا انسان بنا کر پیش کیا گیا ہے اُس کتاب میں کافروں اور بتوں کے حق میں نازل شدہ آیاتِ قرآنیہ لکھ لکھ کر حبیبِ خدا

اکرم الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو بے بس اور بے اختیار ثابت کیا گیا ہے۔ یہاں تک لکھا گیا ہے کہ "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" نیز لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (العیاذ باللہ، العیاذ باللہ) اور اسی بنا پر کہ کچھ لوگ کافروں اور بتوں کے حق میں نازل شدہ آیاتِ قرآنیہ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے محبوبوں نبیوں ولیوں پر چسپاں کرتے ہیں ایسے لوگوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ناراضگی کا اظہار فرماتے اور ایسے لوگوں کو ساری مخلوق سے بدتر جانتے تھے

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ (الْخَوَارِجَ) شِرَارَ خَلْقِ اللهِ وَقَالَ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِى الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(بخاری جلد دوم باب قتال الخوارج صفحہ ۱۰۲۴)

یعنی سیدنا ابنِ عمر صحابی رضی اللہ عنہما خارجیوں کو ساری خدائی سے بدترین جانتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ لوگ ساری خدائی سے بدتر اس وجہ سے ہیں کہ یہ لوگ کافروں کے بارے میں نازل شدہ آیاتِ قرآنیہ کو ایمان والوں (نبیوں، ولیوں) پر چسپاں کرتے ہیں اور یہی کام اس کتاب تقویۃ الایمان میں کیا گیا ہے، کافروں اور بتوں والی آیاتِ مبارکہ لکھ لکھ کر نبیوں، ولیوں کو نکمے اور ناکارے اور بے اختیار

ثابت کیا گیا ہے اور جب یہ کتاب شائع ہوئی تھی تو مولوی اسمٰعیل کے چچا زاد بھائی مولانا مخصوص اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سخت ناراض ہوئے اور برسرِ عام مولوی اسمٰعیل کو للکار کر لاجواب کر دیا اور فرمایا کرتے تھے یہ کتاب تقویۃ الایمان نہیں بلکہ یہ کتاب تفویۃ الایمان ہے یعنی ایمان کو برباد کرنے والی کتاب۔ تفصیل کے لیے کتاب تعارف تفویۃ الایمان کا مطالعہ کیجیے الحاصل تفویۃ الایمان کتاب کی وجہ سے گھر گھر جھگڑے لڑائیاں فرقہ بندیاں پروان چڑھ رہی ہیں، لہٰذا مسلمان بھائیوں اور مسلمان بہنوں سے اپیل ہے کہ اگر وہ اپنی قبر کو جنّت کا باغ بنانا چاہتے ہیں دوزخ کے عذاب سے بچ کر جنّت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو خدا را اس کتاب تفویۃ الایمان کو اور اس قسم کی دوسری کتابوں کو نہ پڑھیں بلکہ وہ ایسی کتابیں پڑھیں جن میں قرآن و حدیث سے اور ولیوں، غوثوں، قطبوں کے اقوالِ مبارکہ سے عظمتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی گئی ہو جن جن کتابوں کے مطالعہ سے دل میں محبّت اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ کتاب ہے جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے پڑھیے اور دل کو محبّت اور عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منوّر کیجیے اور اس شعر سے

مصطفٰے[1] برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی ست

(اقبال مرحوم)

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی علاّمہ اقبال نے فرمایا اے میرے عزیز تو اپنے کو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دے کیونکہ دین سارے کا سارا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدّسہ ہے اور اگر تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ سکا تو تیرا سب کچھ ابولہب ہے۔ نیز ؎

در دلِ مُسلم مقامِ مصطفےٰ است
آبروئے ما ز نامِ مصطفےٰ است
(اقبالؔ)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

کا مصداق بن کر ان کے ربّ کریم رحمٰن ورحیم جَلَّ جَلَالُہٗ سے جنّت الفردوس حاصل کیجیے۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَرَسُوْلِہٖ سَیِّد الانبیاءِ وَالمُرسَلِین وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وازواجہ الطاھرات اُمّھات المؤمِنِیْن الٰی یوم الدِّین۔

فقیر ابوسعید محمّد امین غفرلہٗ ولوالدیہ ولاحبابہ
۱۵؍ ذوالقعد ۱۴۱۴ھ ہجری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَرَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے اپنے نبیوں رسولوں صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ کو مختلف قسموں کے معجزات عطا کیے کسی کو کتنے کسی کو کتنے لیکن اپنے حبیب رحمتِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو سراپا معجزہ بنا کر بھیجا چنانچہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرمایا:

قَدْ جَآءَکُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ○

معجزے انبیاء کو خدا نے عطا کیے

معجزہ بن کے آیا ہمارا نبی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

لٰہذا جب حبیبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سراپا معجزہ ہیں تو شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ہر ہر عضوِ مبارک معجزہ ہے بال مبارک زبان مبارک، آنکھ مبارک، کان مبارک، دہن مبارک، چہرہ مبارک

ہاتھ مُبارک، پاؤں مُبارک، نام مُبارک، جسم مُبارک معجزہ ہے بلکہ ایک ایک عضو مُبارک کی اتنی برکتیں اتنے اعجاز ہیں کہ شمار نہیں ہو سکتے، ولیکن مقولہ ہے مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ یعنی اگر ساری برکتیں سارے اعجاز گنے نہیں جا سکتے تو چھوڑے بھی نہیں جا سکتے لہٰذا یہ فقیر اَبُو سعید غفرلہٗ ولوالدیہ ولاحبابہ اپنی بساط کے مطابق بتوفیقہٖ تعالیٰ سیّد العٰلمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علیحدہ علیحدہ معجزات و برکات لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

فائدہ:

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ

لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کے مطابق جس کسی نے شاہِ کونین اُمّت کے والی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی مدح سرائی کی اس نے اپنی ہی جھولی بھری ورنہ کون ہے جو اس محبوب ربّ العٰلمین باعثِ ایجادِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی کما حقّہ تعریف کر سکے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ۝

باب ۱ رسولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

جسمِ مبارک کا اعجاز و کمالات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امّا بعد! نبیِ مکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جسدِ مبارک ساری مخلوق میں سے بے مثل ہے ساری خدائی میں سے کسی کا جسم رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ پاک جیسا نہیں، بلکہ سارے ولیوں، قطبوں، غوثوں کی روحانیت سے سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ پاک لطیف تر ہے۔ چنانچہ شیرِ ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، دُنیا میں ایک گروہ ہے جو کہ تین سو ہیں، ایک چالیس ہوتے ہیں ایک تین ہوتے ہیں اور ایک ایک ہوتا ہے اور اس ایک کی روحانیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ مبارک ستّر درجہ لطیف تر ہے یعنی غوث کی روحانیت سے آپ کا جسدِ عنصری ستّر درجہ لطیف تر ہے۔ (انقلابِ حقیقت ص۶۲)

سُبحان اللہ جب سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جسم مُبارک کی یہ شان ہے تو ان کی روحانیت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ لہٰذا جب حبیبِ خدا سیّدِ انبیاء صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جسدِ مُبارک ساری مخلوق سے اعلےٰ افضل اطیب، اطہر، اکرم، اشہر، انور، ازہر امجد ہے تو حبیبِ خُدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جسمِ پاک کا اعجاز اور کمالات بھی سب سے اعلیٰ و افضل ہیں، یہی وجہ ہے کہ شفیعِ اعظم رحمتِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جسمِ پاک سے ہر وقت ایسی خوشبو مہکتی تھی کہ جہان کی کوئی خوشبو اس خوشبو مُبارک کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

مندرجہ ذیل چند احادیثِ مُبارکہ اور اقوالِ اکابر تحریر کیے جاتے ہیں جس سے ہر ایماندار اندازہ کر سکتا ہے کہ اس باعثِ ایجادِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جسمِ اطہر کی کیا شان ہے۔

حدیث ۱: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَزْھَرَ اللَّوْنِ کَاَنَّ عَرَقَہٗ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰی تَکَفَّأَ وَمَا مَسَسْتُ دِیْبَاجَۃً وَّلَا حَرِیْرًا اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمَمْتُ مِسْکًا وَّلَا عَنْبَرًا اَطْیَبَ مِنْ رَائِحَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ المصابیح ص۵۱۸)

(بخاری شریف ص۲۹۴، مسلم ص۲۵۷، مصابیح السنۃ ص۴۸ واللفظ للمسلم)۔

ترجمہ : سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک نہایت صاف اور چمکدار تھا اور حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک یوں تھا جیسے موتی ہوتے ہیں اور جب ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے تو پوری قوت سے چلتے تھے (یعنی کمزور لوگوں کی طرح نہیں چلتے تھے) اور میں نے کبھی کوئی موٹا ریشم یا باریک ریشم ایسا نہیں دیکھا جو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارکہ سے نرم ہو، اور میں نے کبھی کوئی کستوری یا عنبر ایسا نہیں دیکھا جو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو مبارک سے زیادہ خوشبودار ہو -

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ -

حدیث ۲ : عَنْ اُمِّ سُلَیْمٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْتِیْهَا فَیَقِیْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نَطْعًا فَیَقِیْلُ عَلَیْہِ وَکَانَ کَثِیْرَ الْعَرَقِ فَکَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَہٗ فَتَجْعَلُہٗ فِی الطِّیْبِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَا ھٰذَا قَالَتْ عَرَقُکَ نَجْعَلُہٗ فِیْ طِیْبِنَا وَھُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ نَرْجُوْ بَرَکَتَہٗ لِصِبْیَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ - [۱]

[۱] مسلم شریف ص۲۵۷ ج۲، مشکوٰۃ شریف ص۵۱۷، مواہب اللدنیہ ص۳۱۲ ج۲، مصابیح السنۃ ص۴۸ ج۴ -

ترجمہ: حضرت اُمِّ سُلیم صحابیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ دوپہر کے وقت نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لاتے اور آرام فرماتے میں سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے بستر بچھا دیتی نیز رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ زیادہ آتا تھا تو میں پسینہ مبارک جمع کرتی رہتی ایک دن حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُمِّ سُلیم کیا کرتی ہو عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اس پسینہ مبارک سے بچّوں کے لیے برکت حاصل کریں گے اور یہ پسینہ مبارک ہر خوشبو سے بہتر خوشبو ہے یہ سُن کر فرمایا تُو نے درست کہا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَعَلٰی آلِہٖ الْاَخْیَارِ وَاَصْحَابِہٖ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ۔

حدیث ۳: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْاُوْلٰی ثُمَّ خَرَجَ اِلٰی اَھْلِہٖ وَخَرَجْتُ مَعَہٗ فَاسْتَقْبَلَہٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ یَمْسَحُ خَدَّیْ اَحَدِھِمْ وَاحِدًا وَّاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدَّیَّ فَوَجَدْتُ لِیَدِہٖ بَرْدًا اَوْ رِیْحًا کَاَنَّمَا اَخْرَجَھَا مِنْ جُوْنَۃِ عَطَّارٍ۔

مصابیح السنۃ ص ۴۲۹ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۱۷) مسلم شریف ص ۲۵۶ ج ۲

ترجمہ: سیدنا جابر بن سمرہ صحابی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک دن میں نے فجر کی نماز رسولِ اکرم رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی نماز سے فارغ ہوکر سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے در دولت کی طرف نکلے اور میں بھی ساتھ ہولیا اچانک سامنے بچّے آگئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر بچّے کے رخسار پہ ہاتھ مُبارک پھیرتے تھے اور میرے دونوں رخساروں پر دستِ رحمت پھیرا تو ایسی ٹھنڈک اور ایسی خوشبو محسوس کی جیسے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مُبارک عطار کی صندوقچی سے نکالا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِی الْاُمِّیِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۔

بلکہ سُبحان اللہ سُبحان اللہ حبیبِ خُدا، سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک سے ہر وقت ایسی خوشبو مُبارک نکلتی کہ ساری گلی معطر ہوجاتی۔

حدیث ۴: چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيْقًا فَيَتْبَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ مِنْ طِيْبِ عَرَفِهٖ اَوْ قَالَ مِنْ رِيْحِ عَرَقِهٖ ۔

(مصابیح السنۃ ص۵۱) (مشکوٰۃ ص۵۱۷) (سنن الدارمی ص۲۶ مطبوعہ قاہرہ، ص۳۴ مطبوعہ ملتان)

یعنی اگر کسی نے سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تلاش کرنا ہوتا تو (پُوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی) بلکہ جس گلی سے تازہ تازہ خوشبو آتی ادھر کو جاتا تو آپ کو پا لیتا آپ کی خوشبو کی وجہ سے۔

صَلَّی اللہُ عَلَی الْحَبِیْبِ الْکَرِیْم وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

حدیث ۵ : سیّدنا عتبہ بن فرقد سلمی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے جسم سے ہروقت بہترین خوشبو مہکتی رہتی تھی حالانکہ آپ خوشبو لگایا نہیں کرتے تھے اور آپ کی چار بیویاں تھیں وُہ آپس میں کوشش کرتیں کہ میری خوشبو سب سے اچھی ہو لیکن جب ان کے شوہر سیّدنا عتبہ گھر تشریف لاتے تو سب خوشبوئیں مات ہو جاتیں اور حضرت عتبہ کی خوشبو ہی غالب رہتی ایک دن چاروں بیویاں اکٹھی ہو کر عرض کرتی ہیں اے ہمارے آقا اے ہمارے خاوند کیا بات ہے ہم ایک دُوسری سے سبقت لے جانے کے لیے اچھی سے اچھی خوشبو لگاتی ہیں مگر آپ آتے ہیں تو اور کسی کی خوشبو کا پتہ ہی نہیں چلتا صرف آپ ہی کی خوشبو مہکتی رہتی ہے یہ کیوں، یہ سُن کر حضرت عتبہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا میں نے کبھی کوئی خوشبو لگائی نہیں، وجہ یہ ہے کہ میں بیمار ہو گیا تھا میرے جسم پر پھنسیاں (پت) نکل آئی تھی تو میں اپنے آقا رحمتِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت

میں حاضر ہو گیا اور بیماری کی شکایت کی تو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عتبہ کرتا اتار دے اور بیٹھ جا میں کرتا اتار کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا فَنَفَثَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی یَدِہٖ الشَّرِیْفَۃِ وَدَلَکَ بِھَا الْاُخْرٰی ثُمَّ مَسَحَ ظَھْرِیْ وَبَطْنِیْ بِیَدَیْہِ فَعَبَقَ ھٰذَا الطِّیْبُ مِنْ یَدَیْہِ یَوْمَئِذٍ

(زرقانی علی المواہب ص ۲۲۴ ج ۴، مدارج النبوۃ ص ۲۴ ج ۱، سیرت حلبیہ ص ۴۰۳ جلد ۲)

(مواہب اللدنیہ ص ۳۱۱، ۳۱۰ ج ۲، خصائص کبریٰ ص ۸۴ ج ۲)

یعنی رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک پر پھونک لگائی پھر اس ہاتھ مبارک کو دوسرے ہاتھ مبارک کے ساتھ مل کر میری پشت اور میرے پیٹ پر دونوں ہاتھ مبارک پھیر دیئے اور اس وقت سے یہ خوشبو مہک رہی ہے۔[1]

اس حدیث کے متعلق امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اخرج الطبرانی فی الکبیر والاوسط بسندٍ جیدٍ۔

(خصائص کبریٰ ص ۸۴ ج ۲)

نوٹ: یہ خوشبو مبارک جو کہ حبیبِ مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک سے آتی ہے یہ کوئی عارضی خوشبو نہیں بلکہ پیدائشی ہے چنانچہ حبیبِ خدا، سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ

[1] یہ واقعہ ہاتھ مبارک کے معجزات میں بھی مذکور ہوا ہے۔

آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

حدیث ۶ : ثُمَّ نَظَرْتُ اِلَیْہِ وَاِذَا بِہٖ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ وَرِیْحُہٗ یَسْطَعُ کَالْمِسْکِ الْاَذْفَرِ

(مواہب لدنیہ ص ۱۲۶/۱ ، انوارِ محمدیہ ص ۲۴ ، زرقانی علی المواہب ص ۱۱۵/۱)

یعنی جب میرے نُورِ نظر (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی پیدائش ہوئی اور میں نے دیکھا حسن وجمال ایسا تھا جیسے کہ چودھویں کا چاند ہے اور آپ کے جسمِ پاک سے ایسی خوشبو مہک رہی تھی جیسے بہترین کستوری کی ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہُوا کہ سیّد العٰلمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا جسمِ انور اطہر اطیب ابہر ازہر انور کی تخلیق میں ہی سارے کمالات ودیعت رکھے گئے تھے۔ ؎

وصلّی اللہ علیٰ نُورٍ کزو شد نُورہا پیدا
زمین از حبِّ او ساکن فلک در عشقِ او شیدا

حدیث ۷ : اُمّ المؤمنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس روز جانِ جہاں رسُولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا وصال شریف ہُوا میں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ہاتھ مُبارک اپنے ہاتھ سے پکڑ کر آپ کے سینہ مُبارک پر رکھ دیے تو کئی ہفتوں تک میرے

ہاتھوں سے وضو کرتے اور کھانا کھاتے وقت مشک و عنبر کی سی خوشبو مہکتی تھی۔

(شواہد النبوۃ صـ۱۸۷ ، خصائصِ کبریٰ صـ۲۷۴ جلد ۲)

حدیث ۸ : اُمّ المؤمنین عائشہ صدّیقہ بنت صدّیق رَضِیَ اللہُ عنہما فرماتی ہیں :

قَالَتْ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ فَلَمَّا خَرَجَتْ نَفْسُہٗ لَمْ اَجِدْ رِیْحًا قَطُّ اَطْیَبَ مِنْھَا۔

اس حدیث کے متعلّق امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَخْرَجَ البزّارُ والبیہقی بسندٍ صحیحٍ۔

(خصائصِ کبریٰ صـ۲۷۴ جلد ۲)

یعنی جب رسولِ اکرم حبیبِ اعظم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصال شریف ہُوا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میری گود میں تھے، اورجب رُوحِ مقدّسہ نے پرواز کی تو ایسی خوشبو مہکی کہ میں نے اس جیسی خوشبو کبھی دیکھی بھالی نہیں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

86907

حدیث ۹: اَخْرَجَ اِبْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عَلِیًّا غَسَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَقُوْلُ بِاَبِیْ اَنْتَ طِبْتَ حَیًّا وَطِبْتَ مَیِّتًا قَالَ وَسَطَعَتْ رِیْحٌ طَیِّبَةٌ لَمْ یَجِدُوْا مِثْلَهَا۔

(خصائص کبریٰ ص ۲۷۶ جلد ۲)

یعنی مولیٰ علی شیرِ خدا باب مدینہ علم کرّم اللہ وجہہ الکریم نے شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیتے وقت یوں عرض کی، میرے ماں باپ قربان آپ نے زندگی بھی پاکیزہ گزاری اور آپ کا وصال مبارک بھی پاکیزہ ہے اور فرمایا کہ غسل دیتے وقت ایسی پاکیزہ خوشبو مہکی کہ اس جیسی خوشبو کبھی کسی نے بھی نہیں دیکھی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ بِالصَّلَاةِ عَلَیْهِ یُرْحَمُ الْکِبَارُ وَالصِّغَارُ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۱۰: شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ایک شخص نے اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے ہاں بھیجنے کے لیے خوشبو تلاش کی مگر خوشبو نہ مل سکی تو اس نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی کوئی خوشبو عطا کریں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیشی

طلب فرمائی تاکہ اس میں خوشبو ڈالی جائے شیشی حاضر کرنے پر حبیبِ خُدا جانِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے جسمِ انور سے پسینہ لے کر اس شیشی میں بھر دیا اور فرمایا جاکر اسے اپنی لڑکی کے جسم پر مل دو اور جب اسے پسینہ مُبارک ملا گیا تو سارا مدینہ اس خوشبو سے مہک گیا اور پھر اس گھر کا نام ہی "بیت المُطیّبین" رکھ دیا گیا۔

(مدارج النّبوّۃ اردو ص۴۷، مدارج النّبوّۃ فارسی ص۲۴)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ اَطْیَبِ الطَّیِّبِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

۱۱: عاشقِ رسُول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قائدِ اہلسُنّت علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جامعہ رضویہ کے جلسۂ عام میں اس واقعہ کو بیان فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ اس لڑکی کو تاحیات پھر کبھی خوشبو لگانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی بلکہ اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں جو بچّہ پیدا ہوتا اس کے جسم سے بھی خوشبو مہکتی تھی۔ (واللہ تعالٰی اعلم بالصواب)

۱۲: سیّدنا وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہ راوی ہیں کہ میں نبیِ مکرّم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ مصافحہ کیا کرتا تھا تو چونکہ

میری ہتھیلی شاہِ کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہتھیلی مُبارکہ کے ساتھ چھُو جاتی تھی تو میں تین دن تک اپنے ہاتھ سے کستوری سے بہتر خوشبو سُونگھا کرتا تھا۔

(المواہب اللدنیہ ص ۲۸۱/۲ ، زرقانی علی المواہب ص ۱۸۳/۴ ،

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۸)

بلکہ حبیبِ خدا سیّدِ انبیاء صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نام مُبارک میں بھی خوشبو ہے۔ چنانچہ سعادۃ الدّارین میں ہے :

مَا مِنْ مَجْلِسٍ یُصَلّٰی فِیْہِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِلَّا عَرَضَتْ لَہٗ رَائِحَۃٌ طَیِّبَۃٌ حَتّٰی تَصِلَ اِلٰی عَنَانِ السَّمَآءِ فَتَقُوْلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ھٰذَا مَجْلِسٌ صُلِّیَ فِیْہِ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

(سعادۃ الدّارین ص ۱۴۲)

یعنی جس مجلس میں بھی حبیبِ خُدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر دُرود پاک پڑھا جائے اس مجلس سے ایک پاکیزہ خوشبو اُٹھتی ہے جو کہ آسمان کی بلندیوں تک جاتی ہے اس خوشبو کو محسوس کر کے آسمان کے فرشتے کہتے ہیں یہ کوئی ایسی مجلس سے خوشبو آتی ہے جس میں حبیبِ خُدا پر دُرود پڑھا گیا ہے۔ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

۱۳ : ایک نیک صالح مرد تھا جب بھی وہ اللہ تعالےٰ

کا ذکر کرتا یا اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لیتا اس کے سینے سے ایسی خوشبو مہکتی جو کہ کستوری اور عنبر سے بہتر اور اعلیٰ ہوتی۔

(سعادۃ الدارین ص۱۴۳)

۱۴ : حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ کثرت اور محبت سے درود پاک پڑھا کرتے تھے اور انھوں نے اسی سلسلہ میں درود پاک کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جو کہ چاروں سلاسل طریقت میں پڑھی جاتی ہے بنام دلائل الخیرات جو کہ نہایت ہی بابرکت ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ہمیں استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

حضرت شیخ فاسی فرماتے ہیں:

ان (صاحبِ دلائل الخیرات) کی قبر مراکش میں ہے جس کی عظمت و شوکت ظاہر و باہر ہے۔ لوگوں کا اجتماع عام وہاں رہتا ہے، کثرت سے لوگ قبر کے پاس دلائل الخیرات پڑھتے ہیں اور یہ بات ثابت ہے کہ کثرت درود شریف کی برکت سے ان کی قبر سے کستوری کی خوشبو نکلتی ہے۔

(مطالع المسرات ص۴)

۱۵ : ایک صالح مرد حضرت محمد بن سعید مطرف فرماتے ہیں میں نے اپنے اوپر لازم کیا ہوا تھا کہ اتنی مرتبہ درود پڑھ کر سویا کروں گا اور وہ روزانہ حسبِ معمول پڑھا کرتے تھے فرماتے ہیں ایک دن

میں اپنے بالا خانہ میں سویا ہُوا تھا، میں کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک وُہ حبیبِ خُدا سیّدِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم جن کی ذاتِ مقدّسہ پر میں دُرُود پڑھا کرتا تھا وُہ اندر تشریف لائے تو ان کے نُورِ پاک سے سارا بالاخانہ جگمگا اُٹھا اور پھر سیّدِ دو عالم نُورِ مجسّم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میرے قریب تشریف لاتے اور محبّت بھرے لہجہ میں فرمایا اے میرے پیارے اُمّتی جس مُنہ سے تُو مجُھ پر درُود پڑھا کرتا ہے لائیں بوسہ دوں یہ سُن کر میں نے خیال کیا

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

مُجھے شرم آگئی میں نے اپنا مُنہ پھیر لیا اور جانِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے میرے رخسار پر بوسہ دیا تو اس سے ایسی پاکیزہ خوشبو مہکی جس کے مقابلہ میں سب خوشبوئیں ہیچ تھیں اور اس خوشبو کی مہک کی وجہ سے میری سوئی ہوئی بیوی بیدار ہوگئی اور ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ہمارا سارا گھر خوشبو سے مہک رہا ہے بلکہ میرے رخسار سے آٹھ دِن تک خوشبو ہی مہکتی رہی۔

(القول البدیع صـ۱۳۵، سعادۃ الدّارین صـ۱۲۳، جذب القلوب اُردو صـ۲۶۵)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِيْبِكَ اَطْيَبِ الطَّيِّبِيْنَ اَطْهَرِ الطَّاهِرِيْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یومِ الدِّین۔

تنبیہ: کچھ بدنصیب لوگ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو (معاذ اللہ) (خاک بدہنِ گستاخ) مُردہ مانتے ہیں اگر ان کی قسمت بیدار ہو اور وُہ دیکھیں اور غور کریں کہ جس ذاتِ والاصفات کے خواب میں تشریف لانے سے سارا گھر معطّر ہو جاتے اور اسی پر بس نہیں بلکہ آٹھ دن تک خوشبو ہی مہکتی رہے اس ذاتِ مقدّسہ کے متعلّق کس زبان سے وُہ مُردہ کہتے ہیں، یا **اللہ** جَلَّ جَلَالُہٗ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا کر یا ان کی زبانیں بند کر دے تاکہ وُہ دوزخ نہ خریدسکیں۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔

حبیبِ مکرّم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے جسمِ اطہر کی نظافت و لطافت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

نحمدہٗ ونصلّی ونسلّم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ امّا بعد!

اللّٰہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے اپنے حبیب لبیب رحمتِ دو عالم جانِ جہاں صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تخلیق ہی ایسی فرمائی ہے کہ سرکار اطیب الطیّبین اطہر الطّاہرین قرار پاتے اور سب ولیوں قُطبوں، غوثوں کی روحانیت سے ہمارے آقا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کا جسمِ اطہر سَتّر گُنا لطیف تر ہے جیسا کہ آپ حضرت شیرِ ربّانی میاں شیر محمّد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی پڑھ چکے ہیں اسی لیے فقہاءِ کرام مجتہدین عظام رحمہم اللّٰہ تعالیٰ نے نبیِ رحمت شفیعِ اُمّت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات مُبارکہ کو بھی طیّب و طاہر قرار دیا ہے۔ پہلے چند واقعات لکھے جاتے ہیں بعد میں فقہاءِ کرام مجتہدینِ عظّام کے فتاوے تحریر کیے جائیں گے۔ اقول وباللّٰہ التوفیق۔

۱۔ امام ملّا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحابی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا قول مُبارک تحریر کیا ہے کہ ایک دن میں نے دیکھا رسُولِ اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

رفع حاجت کے لیے دُور تشریف لے گئے اور جب واپس تشریف لائے تو میں اس جگہ پہنچا اور دیکھا کہ وہاں سوا تین پتھروں (ڈھیلوں) کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

فَاَخَذْتُهُنَّ فَاِذَا بِهِنَّ يَفُوْحُ مِنْهُنَّ رَوَائِحُ الْمِسْكِ فَكُنْتُ اِذَا جِئْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْمَسْجِدَ اَخَذْتُهُنَّ فِي كُمِّيْ فَتَغْلِبُ رَائِحَتُهُنَّ رَوَائِحَ مَنْ تَطَيَّبَ وَتَعَطَّرَ۔

(شرح شفاء، ص۳۶۰ ج۱)

یعنی میں نے ان تینوں ڈھیلوں کو اُٹھا لیا تو ان سے کستوری جیسی خوشبو مہک رہی تھی میں ان کو گھر لے آیا اور جب جُمعہ کا دن آتا میں ان کو آستین میں رکھ کر مسجد میں آتا اور ایسی پیاری خوشبو مہکتی کہ وُہ خوشبو ہر کسی کی خوشبو اور عطر پر غالب آجاتی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى رَسُوْلِكَ الطَّاهِرِ الْمُطَهَّرِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

اور یہ کوئی اتفاقی امر نہیں تھا کہ ایک مرتبہ ایسا ہو گیا، یا صحابی رضی اللہ عنہ نے ویسے ہی عقیدت سے بیان کر دیا بلکہ یہ قانونِ قدرت ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے زمین پر فرض کر دیا ہے کہ جب بھی میرے حبیب رفع حاجت کریں فوراً فضلہ مبارکہ کو نگل جائے۔ چنانچہ

مندرجہ ذیل ارشادِ گرامی اسی پر دال ہے:

۲۔ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرَاکَ تَدْخُلُ الْخَلَاءَ ثُمَّ یَجِیْءُ الَّذِیْ بَعْدَکَ فَلَا یَرٰی لِمَا یَخْرُجُ مِنْکَ اَثَرًا فَقَالَ "یَا عَائِشَۃُ اَمَا عَلِمْتِ اَنَّ اللّٰہَ اَمَرَ الْاَرْضَ اَنْ تَبْتَلِعَ مَا خَرَجَ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ"۔

ھٰذَا الطَّرِیْقُ اَقْوٰی طَرِیْقِ الْحَدِیْثِ قَالَ ابْنُ دحیۃَ فی الخصائص بعد ایرادہ ھٰذَا اِسْنَادٌ ثَابِتٌ

(الخصائص الکبریٰ ص۷۱)

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہیں اور آپ کے بعد جو بھی بیت الخلاء میں داخل ہو وہ اس چیز کو نہیں دیکھ پاتا جو آپ کے جسمِ اطہر سے نکلتی ہے "براز مبارک" یہ سُن کر فرمایا اے عائشہ کیا تُو نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے زمین کو حکم دے رکھا ہے کہ جو کچھ نبیوں کے اجسامِ مبارکہ سے نکلے تو اس کو نگل لیا کر۔

یہ روایت قوی ہے۔ محدّث ابن دحیہ نے "الخصائص" میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا یہ سند ثابت ہے۔

یہ حدیث یہاں بھی ملاحظہ ہو : دلائل النبوّت ابونعیم ص۲/۲۴۴ المواہب ص۲/۲۱۴ زرقانی علی المواہب ص۴/۲۲۸ شفا شریف ص۱/۶۳ نسیم الریاض وشرح شفا ص۱/۳۵۲

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی امام الانبیاء وسید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین

۳- شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں فرمایا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین میں شگاف پڑ جاتا اور زمین آپ کا بول و براز اپنے اندر سمو لیتی اور اس جگہ ایک خوشبو پھیل جاتی تھی آپ کے براز کو کسی نے بھی دیکھا نہیں، اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم استنجا کر کے بیت الخلاء سے تشریف لاتے اور میں جا کر دیکھتی تو اس جگہ از قسم براز کچھ نہ دیکھتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ تو نہیں جانتی کہ انبیاء کرام سے جو کچھ ان کے بطنِ اطہر سے نکلتا ہے زمین اسے نگل لیتی ہے، چنانچہ اسے دیکھا نہیں جاتا۔

(مدارج النبوۃ فارسی ص۱/۲۵، مدارج النبوۃ مترجم ص۱/۴۹، شفا قاضی عیاض ص۱/۶۳)۔

۴- نبی اکرم شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو خواتین تھیں دونوں کا نام برکت تھا ایک برکت اُمّ ایمن دوسری برکت

اِمِّ یُوسف اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خادمہ تھیں، اور برکت اُمِّ یُوسف اُمّ المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھی، اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیّد دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی چارپائی کے نیچے ایک پیالہ رکھا ہوتا تھا ایک دن نبیِ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس میں بَول مُبارک کیا زاں بعد میں اُٹھی اور مجھے پیاس لگ رہی تھی میں نے وُہ پیالہ اُٹھایا اور پی لیا جب صبح ہوئی تو اُمّت کے والی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے اُمِّ ایمن اس پیالے میں جو کُچھ ہے زمین پر ڈال دو، میں نے عرض کیا وَاللہِ لَقَدْ شَرِبْتُ مَافِیْھَا فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ ثُمَّ قَالَ لَایَجْفُرُ بَطْنُكِ بَعْدَہٗ اَبَدًا وَفِیْ لَفْظٍ لَاتَلِجُ النَّارَ بَطْنُكِ -

المواہب اللدنیہ ص۳۱۷ ج۲، المستدرک ص۶۴ ج۴، سیرتِ حلبیہ ص۲۸ ج۲، زرقانی ص۲۳۱ ج۴، دلائل النبوۃ ابونعیم ص۴۴ ج۲، انوارِ محمدیّہ ص۲۱۹

یعنی عرض کیا یا رسُول اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) جو کچھ اس پیالہ میں تھا میں نے وُہ پی لیا ہے، یہ سُن کر سیّدالکونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہنسے یہاں تک کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی داڑھ مُبارکہ بھی ہنسی کی وجہ سے ظاہر ہوئیں، بجائے اس کے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِّ ایمن کو ناراض ہوتے یا مُنہ دھونے کا حکم دیتے بلکہ فرمایا

اے اُمِّ ایمن آئندہ تیرا پیٹ کبھی درد نہیں کریگا اور تیرا پیٹ کبھی بھی دوزخ نہ جائیگا۔

اس حدیث پاک کے متعلّق حضرت قاضی عیاض رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَحَدِیْثُ ھٰذِہِ الْمَرْأَۃِ الَّتِیْ شَرِبَتْ بَوْلَہٗ صَحِیْحٌ اَلْزَمَ الدَّارُ قُطْنِیْ مُسْلِمًا وَالْبُخَارِیْ اِخْرَاجَہٗ فِی الصَّحِیْحِ - (شفا ص ۶۵) (نسیم الریاض ص ۳۶۱)

یعنی یہ حدیث پاک کہ اُمِّ ایمن نے بَول مُبارک پی لیا یہ حدیث صحیح ہے۔

دارقطنی نے امام مُسلم اور امام بُخاری کی شرائط پر اس حدیث کو صحیح پایا اور کہا کہ ان دونوں اماموں کو یہ حدیث اپنی اپنی صحیح میں درج کرنی چاہیے تھی۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ ایسے ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہماری طرف سے بہترین جزائے خیر عطا کرے جنہوں نے یہ کہکر ہمارے ایمان بچا لیے کہ حدیث صحیح ہے ورنہ وُہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق ہے وُہ کُچھ کا کُچھ کر دیتے۔ رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی فِی الدَّارَین۔

۵۔ یوں ہی برکت حبشیہ جس کی کنیت اُمِّ یُوسف تھی اس نے بھی بَول مُبارک پیا تھا اس کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا صِحَّۃً یَا اُمَّ یُوْسُفَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ لَھَا لَقَدِ احْتَظَرْتِ مِنَ النَّارِ بِحِظَارٍ۔

یعنی موت تک تجھے صحت و تندرستی عطا ہو گئی اور تُو نے

اپنے کو دوزخ سے بچا لیا ہے۔ چنانچہ وُہ مرض الموت سے پہلے کبھی بھی بیمار نہ ہوئی۔

(سیرتِ حلبیہ ص ۲۹/۲) (شفا قاضی عیاض ص ۶۵/۱)

۶۔ سیّدنا مالک بن سنان نے اُحد کے دن جانِ دو عالم مدنی تاجدار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خُون مُبارک پی لیا یعنی خُون چُوس کر نگل لیا تو سیّد الکونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا لَنْ تُصِیْبَهُ النَّارُ۔

(شفا قاضی عیاض ص ۶۴/۱)

یعنی جس نے میرا خُون نگل لیا ہے اسے ہرگز ہرگز دوزخ کی آگ نہ چھُوئیگی اور سیرتِ حلبیہ میں ہے جب اَبُوسعید خدری رضی اللّٰہ عنہما کے والد ماجد سیّدنا مالک بن سنان نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خُون مُبارک چُوس کر نگل لیا تو نبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا مَنْ مَسَّ دَمِیْ دَمَهٗ لَمْ تُصِبْهُ النَّارُ ۔ (سیرتِ حلبیہ ص ۲۸/۲)

کہ جس کے خُون میں میرا خُون مل گیا اسے دوزخ کی آگ نہ چھُوئیگی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ اَطْیَبِ الطَّیِّبِیْنَ اَطْهَرِ الطَّاهِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۷۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ سیّدنا مالک بن سنان نے خون چُوس کر نگل لیا تو سرکار سیّدِ ابرار صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے فرمایا

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا ۔ (سیرتِ حلبیہ ص ۲۸/۲) (زرقانی علی المواہب ص ۲۳۰/۴، المواہب لدنیہ ص ۳۱۶/۲)

یعنی جو کسی جنّتی کو دیکھنا چاہے وُہ مالک بن سنان کو دیکھ لے

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۸ ۔ حضرت سیّدنا ابُوطیبہ پچھنے لگانے والے نے بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خُون مُبارک پیا یوں ہی مولیٰ علی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ نے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی ۔ (سیرتِ حلبیہ ص ۲۹/۲)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ یوں ہے فرماتے ہیں میں ایک دن دربارِ رسالت میں حاضر ہُوا اور دیکھا کہ مکّی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگوا رہے ہیں اور جب فارغ ہوئے تو فرمایا اے عبداللہ اس خون کو لے جاؤ اور ایسی جگہ گراؤ جہاں کوئی نہ دیکھے تو میں باہر لے گیا اور باہر جاکر پی لیا جب حاضر ہُوا تو فرمایا اے عبداللہ کہاں محفوظ کیا ہے عرض کیا یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے ایسی جگہ محفوظ کیا ہے کہ لوگ دیکھ ہی نہ سکیں فرمایا :

لَعَلَّکَ شَرِبْتَہٗ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَیْلٌ لِّلنَّاسِ مِنْکَ وَوَیْلٌ لَّکَ مِنَ النَّاسِ ۔[۱] (سیرتِ حلبیہ ص ۲۹/۲)

یعنی غالباً تُو نے پی لیا ہے عرض کی جی حضور پی لیا ہے فرمایا

[۱] زرقانی علی المواہب ص ۲۳۰/۴، المواہب اللدنیہ ص ۳۱۶/۲

لوگوں کو تجھ سے ہلاکت ہے اور تجھے لوگوں سے اس کا مطلب خود صاحب کتاب لکھتے ہیں وَكَانَ بِسَبَبِ ذٰلِكَ عَلٰى غَايَةِ الشُّجَاعَةِ - (سیرت حلبیہ ص۲۹ ج۲)

یعنی خون پینے کی برکت سے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ میں حد درجہ کی شجاعت اور بہادری آ گئی تھی -

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ -

رسولِ اکرم شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلاتِ مبارکہ کے متعلق فقہائے کرام کے فتوے

حضرت امام ملا علی القاری فرماتے ہیں :

قَالَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ الْعَرَبِيِّ بَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْوُهٗ طَاهِرَانِ وَهُوَ اَحَدُ قَوْلَيِ الشَّافِعِيِّ وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي الرَّوْضَةِ اِنَّ بَوْلَهٗ وَدَمَهٗ وَسَائِرَ فَضَلَاتِهٖ طَاهِرَةٌ - (شرح شفا ص۳۵۴ ج۱)

حضرت ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بول و براز مبارک طاہر ہیں اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک

قول یہی ہے۔ اور حضرت امام نووی نے "الرّوضۃ" میں کہا ہے کہ آپ[1] کا بول مبارک، خون اور تمام فضلات پاک ہیں۔

امام شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں:

قَالَ النَّوَوِیُّ رحمہ اللہ تعالیٰ حَدِیث شرب الْبَوْلِ صحیح حسنٌ وذٰلِکَ کَافٍ فِی الْاِحْتِجَاجِ اِذْ لَمْ یُنْکِرْ عَلَیْھَا وَلَا اَمَرَھَا بِغَسْلِ فِمِھَا وَلَا نَھَاھَا عَنِ الْعَوْدِ لِمِثْلِہٖ وَقَالَ الْقَاضِی حُسَیْن اَلْاَصَحُّ الْقَوْلُ بطھارۃ الْجَمِیْعِ وَاخْتَارَہٗ کَثِیْرٌ من الْمُتَاَخِّرِیْنَ۔

(نسیم الریاض ص ۳۵۴)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بول مبارک پینے والی حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ دلیل میں کافی ہے اس لیے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہ تو اس پر انکار فرمایا اور نہ ہی ام ایمن کو منہ دھونے کا حکم دیا اور نہ ہی دوبارہ ایسے کرنے سے منع فرمایا۔ اور حضرت قاضی حسین فرماتے ہیں، کہ زیادہ صحیح یہی قول ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تمام فضلاتِ مبارکہ پاک ہیں اور اسی کو اکثر متاخرین نے اختیار فرمایا ہے۔

۲۔ امام نووی فرماتے ہیں:

وَرَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَتَقَذَّرُہٗ

[1] صلّی اللہ علیہ وسلّم

اَحَدٌ بَلْ يَتَبَرَّكُوْنَ بِاٰثَارِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ كَانُوْا يَتَبَرَّكُوْنَ بِبُصَاقِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُخَامَتِهٖ وَيَدْلُكُوْنَ بِذٰلِكَ وُجُوْهَهُمْ وَشَرِبَ بَعْضُهُمْ بَوْلَهٗ وَبَعْضُهُمْ دَمَهٗ وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ مَعْرُوْفٌ مِنْ عَظِيْمِ اِعْتِنَائِهِمْ بِاٰثَارِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَّتِيْ يُخَالِفُهٗ فِيْهَا غَيْرُهٗ۔

(شرح مسلم صفحہ ۱۸۰ ج ۲)

یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مومن بھی گھن نہ کرتا تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات سے برکت حاصل کیا کرتے تھے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھوک مبارک رینٹھ مبارک کو بھی تبرک جانتے تھے اور ان چیزوں کو اپنے چہروں پر مل لیا کرتے تھے بلکہ بعض صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک پی لیا تھا اور بعض نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک پی لیا تھا کیونکہ یہ بات مشہور ہے کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کا بہت زیادہ اہتمام کیا کرتے تھے ہاں اس میں غیر لوگ مخالفت کرتے ہیں۔

یعنی وہ غیر لوگ جن میں ایمانی کمزوری ہے وہ تو مخالفت کرتے

رہیں گے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ہمیں ایسے لوگوں سے بچائے رکھے (آمین)۔
بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۔ شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث مبارکہ سے واقعات بیان کرنے کے بعد فرمایا:

یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک اور خون مبارک پاک و طاہر ہیں اور اسی قیاس پر آپ کے تمام فضلات مبارکہ کا حکم ہے اور علامہ عینی شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(مدارج النبوۃ فارسی ص۲۶/۱) (مدارج النبوۃ مترجم ص۵۱/۱)

۴۔ نیز فرمایا کہ شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلاتِ مبارکہ کے پاک ہونے پر بہت زیادہ اور کثرت سے روشن دلائل ہیں اور ہمارے ائمہ کرام اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے شمار کرتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔[1]

(مدارج النبوۃ ص۵۱/۱)

۵۔ شفا قاضی عیاض میں ہے:

فَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِطَهَارَةِ هٰذَيْنِ

[1] مدارج النبوۃ فارسی ص۲۶/۱، مواہب اللدنیہ ص۳۱۸/۲، زرقانی علی المواہب ص۲۳۳/۴۔

الحَدَثِيْنِ مِنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

(شفا قاضی عیاض صـ ۶۴ جلد ۱)

یعنی علماء کی ایک جماعت نے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بَول و براز مُبارکہ کو پاک کہا ہے۔

وصلی اللّٰہ علیٰ نُورٍ کزو شد نُور ہا پیدا
زمین از حُبِّ اُو ساکن فلک در عشقِ او شیدا

۶۔ تفسیر رُوح البیان میں ہے :

وَفِیْ اِنْسَانِ الْعُیُوْنِ اَنَّ فَضَلَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَاهِرَةٌ ۔

(رُوح البیان صـ ۶ جلد ۵)

یعنی انسان العیون میں ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فضلاتِ مُبارکہ پاک ہیں ، نیز فرمایا :

حُکِیَ اَنَّ بَعْضَ اَهْلِ الرِّیَاضَةِ الْمُحَقِّقِیْنَ مِنْ اَهْلِ التَّوْحِیْدِ الْحَقَّانِیِّ کَانَ یُشَمُّ مِنْ فَضَلَاتِہٖ رَائِحَةُ الْمِسْكِ وَذٰلِكَ لَیْسَ بِبَعِیْدٍ لِصَفْوَةِ

بَاطِنِهِمْ وَسَرَيَانِ آثَارِ حَالِهِمْ اِلٰی جَمِیْعِ اَعْضَائِهِمْ وَاَجْزَائِهِمْ۔

(رُوح البیان ص جلد ۵)

یعنی ایک اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے مقبول بندے جو کہ اہلِ ریاضت اور محقّقین میں سے اور حقّانی توحید والے تھے ان کے فضلات (بول وبراز وغیرہ) سے کستوری کی سی خوشبو مہکا کرتی تھی اور یہ کچھ بعید بھی نہیں ہے کیونکہ ان کے باطن ان کے احوالِ مُبارکہ کی وجہ سے صاف ہو چکے ہیں اور ان کے باطنی احوال کے آثار ان کے اعضاء اور اجزاء تک سرایت کر جاتے ہیں۔ (سُبحان اللّٰہ)

نوٹ: علاّمہ حقّی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے توحیدِ حقّانی فرما کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ شیطانی توحید والوں کو یہ انعام کب نصیب۔ شیطانی توحید والے وُہ ہیں جو کہ توحید کی آڑ میں نبیوں، ولیوں کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرتے ہیں اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ہم سب کو ایسے لوگوں سے بچائے رکھے (آمین)۔

۷۔ زرقانی علی المواہب میں ہے:

وَهُوَ الطَّهَارَةُ عَلَى الرَّاجِحِ وَمَجْمُوْعُ مَنْ قِيْلَ اِنَّهٗ

شَرِبَ دَمَهُ لَا فِي خُصُوصِ هٰذَا الْيَوْمِ مَالِكُ بْنُ سِنَانٍ هٰذَا وَعَلِيٌّ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَاَبُوْطَيْبَةَ الْحَجَّام وَسَالِمُ بْنُ اَبِي الْحَجَّاجِ وَسَفِيْنَةُ مَوْلَى الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(زرقانی ص ۳۹ جلد ۲)

یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلاتِ مبارکہ قول راجح کی بنا پر پاک ہیں۔ نیز فرمایا جن حضرات نے سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ مبارک پیا ہے وہ حضرت صحابہ کرام مالک بن سنان، سیّدنا مولیٰ علی شیرِ خدا، سیّدنا عبداللہ بن زبیر، سیّدنا ابوطیبہ حجام اور سیّدنا سالم بن ابوالحجاج اور سیّدنا سفینہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

۸۔ قطبِ وقت سیّدنا امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(فَاِنْ قِيْلَ) يُفْهَمُ مِنْ تَقْرِيْرِكُمْ هٰذَا اَنَّ مَنْ كَانَ مَعْصُوْمًا وَلَمْ يَشْتَغِلْ عَنْ رَبِّهٖ بِحُكْمِ طَبِيْعَتِهٖ اَنْ يَكُوْنَ بَوْلُهٗ وَغَائِطُهٗ طَاهِرًا (فالجواب) نَعَمْ وَهُوَ كَذٰلِكَ كَمَا اَفْتٰى بِهٖ شَيْخُ الْاِسْلَامُ

الْبَلْقِيْنِيْ وَالسُّبْكِيْ وَالْجَلَالُ السَّيُوْطِيُّ وَغَيْرُهُمْ حَتّٰى قَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ السِّرَاجُ الْبَلْقِيْنِيْ وَاللّٰهِ لَوْ وَجَدْتُ شَيْئًا مِّنْ بَوْلِ النَّبِيِّ وَغَائِطِهٖ لَاَكَلْتُهٗ وَشَرِبْتُهٗ وَفِي الْحَدِيْثِ مَا يُؤَيِّدُ ذٰلِكَ وَرَوَى الطِّبْرَانِيُّ وَغَيْرُهٗ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ بُنِيَتْ اَجْسَادُنَا عَلٰى اَجْسَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَلِذٰلِكَ كَانُوْا يَشُمُّوْنَ الْمِسْكَ مِنْ مَّوْضِعِ بَرَازِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(الیواقیت والجواہر ص ۶۲ جلد ۲)

یعنی اگر کوئی سوال کرے کہ تمہاری اس تقریر سے سمجھا جا رہا ہے کہ جو ذات معصوم ہو اور وہ اپنے رب تعالیٰ سے اپنے طبعی حکم کی وجہ سے اعراض نہ کرے تو اس کا پیشاب پاخانہ پاک ہونا چاہیے۔
(جواب) ہاں ایسے ہی ہے جیسا کہ شیخ الاسلام سراج بلقینی، علامہ سبکی اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہم نے فتویٰ دیا ہے کہ "سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بول و براز مبارکہ (فضلات) پاک ہیں" حتیٰ کہ شیخ الاسلام سراج بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر مجھے کہیں سے رحمت للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بول و براز شریف مل جائیں تو میں اللہ جل جلالہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بول شریف پی لوں اور

براز شریف کھالوں اور حدیث پاک بھی اسی کی تاکید کر رہی ہے کہ رحمتِ دو عالم نُورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہم جو نبیوں کی جماعت ہیں ہمارے اجسام جنّتیوں کے اجسام پر بنائے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ جہاں رسُولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رفع حاجت فرماتے تھے وہاں سے صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم کستوری کی سی خوشبو سُونگھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ اطیب الطیّبین اطہر الطّاہرین وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

میرے عزیز غور کر اسے کہتے ہیں ایمان بالرسُول صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم جیسے کہ آپ نے شیخ الاسلام بلقینی کا ارشادِ گرامی پڑھا ہے اللّٰہ تعالیٰ ایسے ائمہ کرام کو ہماری طرف سے بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا کرے اور ہمیں بھی ان کے ساتھ اپنے حبیب لبیب صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے جوارِ خاص میں جگہ عطا کرے (آمین)۔

۹۔ عاشقِ رسُول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) خواجہ غُلام محیّ الدّین قصُوری رحمۃ اللّٰہ علیہ جن کا لقب تھا دائم الحضوری یعنی ہمیشہ دیدارِ مصطفےٰ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم سے مشرّف ہونے والے وُہ اپنی ایمان افروز کتاب "تحفہ رسُولیہ" میں فرماتے ہیں:

؎

غائط وخُون و بَولِ نبی طاہر است   گفت چنیں آنکہ بدیں ماہر است

(تحفہ رسُولیہ ص۵)

یعنی نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے بول و براز شریف اور خون مبارک پاک ہیں اور یہ کسی ایرے وغیرے کا قول نہیں بلکہ یہ ان اماموں کا قول مُبارک ہے جو کہ دین کے ماہر ہیں، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

۱۰۔ فتاوی شامی ردالمحتار میں ہے: (تنبیہ)

صَحَّحَ بَعْضُ اَئِمَّةِ الشَّافِعِيَّةِ طَهَارَةَ بَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرَ فَضَلَاتِهٖ وَبِهٖ قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ كَمَا نَقَلَهٗ فِي الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّيَّةِ عَنْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ لِلْعَيْنِيِّ وَصَرَّحَ بِهِ الْبِيْرِيُّ فِي شَرْحِ الْاَشْبَاهِ وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ تَظَافَرَتِ الْاَدِلَّةُ عَلٰى ذٰلِكَ وَعَدَّ الْاَئِمَّةُ ذٰلِكَ مِنْ خَصَائِصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَقَلَ بَعْضُهُمْ عَنْ شَرْحِ الْمِشْكٰوةِ لِمُلَّا عَلِيِ الْقَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ اِخْتَارَهٗ كَثِيْرٌ مِنْ اَصْحَابِنَا وَاَطَالَ فِيْ تَحْقِيْقِهٖ فِيْ شَرْحِهٖ عَلَى الشَّمَائِلِ فِيْ بَابِ مَاجَآءَ فِيْ تَعَطُّرِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

(ردالمحتار ص ۲۲۳ جلد ۱)

یعنی بعض ائمہ شافعیہ نے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بول مُبارک

اور دیگر فضلاتِ مُبارکہ کے پاک ہونے کی تصحیح کی ہے اور یہی قول امام اعظم ابُو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جیسے کہ "مواہب اللدنیہ" میں عینی شرح بُخاری سے نقل کیا ہے نیز علاّمہ بیری نے شرح اشباہ میں اس کی تصریح کی ہے اور علاّمہ ابنِ حجر نے فرمایا نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فضلاتِ مُبارکہ کی طہارت پر کثرت سے دلائل موجود ہیں اور ائمہ کرام نے فضلاتِ مُبارکہ کی طہارت کو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے خصائص سے شمار کیا ہے اور بعض ائمہ کرام نے مرقات شرح مشکوٰۃ سے نقل فرمایا ہے کہ اس حکم کو یعنی فضلاتِ مُبارکہ کی طہارت کو ہمارے بہت سے فقہاء حنفیہ نے اختیار کیا ہے نیز ملّا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح شمائل میں لمبی تحقیق کی ہے۔ (تعطّر یعنی خوشبو کے باب میں)

۱۱- فضلاتِ مُبارکہ کے پاک ہونے پر عقلی دلیل :

اگر بوتل میں گندگی ہو میل کچیل ہو اور اس میں پاک پانی ڈالا جائے تو وُہ پانی بھی گندہ اور ناپاک ہو جائے گا اور اگر بوتل پاک صاف ستھری اور معطّر ہو تو اس میں پانی ڈالنے سے گندا اور ناپاک نہ ہو گا بلکہ وُہ پانی اندر کی خوشبو کی وجہ سے خوشبودار ہو جائے گا لہٰذا عام لوگوں کے بَول و براز کا وہی حکم ہے جو کہ گندی بوتل کا ہے ہمارے باطن نفسانی خواہشات اور غلاظتوں کی وجہ سے ناپاک اور گندے ہیں لہٰذا ہمارے پیٹ میں

جو کچھ جائے گا وہ بھی گندہ اور ناپاک ہو کر نکلے گا لیکن حبیبِ خدا سیّدِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم کا باطن مُبارک پاک ہے صاف ہے، معطّر ہے مطیّب ہے جیسے کہ آپ فتاویٰ کے حوالہ نمبرا میں پڑھ چکے ہیں لہذا وُہ ذات جس کو اللہ تعالےٰ جلّ جلالہ نے پیدا ہی اطیب، اطہر، ابہر، انور، اکرم، احسن، اکمل کیا ہے ان کے شکمِ پاک میں کوئی کھانے پینے کی چیز چلی جائے تو وُہ خوشبودار اور طاہر و طیّب نہ ہو گی تو اور کیا ہو گا ایمان والوں کے لیے مندرجہ بالا حوالجات کافی و وافی ہیں لیکن جس کے دل میں نفاق ہو گا اس کو قبر میں فرشتے ہی سمجھائیں گے اور کوئی کیا سمجھائے اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ ہمیں ایسوں سے بچائے، آمین۔

بجاہ حبیبہ رحمۃ للعلمین صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

۱۲۔ یہ وُہ حقیقت ہے جسے اپنے بیگانے سب مانتے ہیں چنانچہ حکایاتِ صحابہ میں مولوی زکریا صاحب دیوبندی نے لکھا ہے:

۱۳۔ (حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا خُون پینا) حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ سِنگیاں لگوائیں اور جو خُون نکلا وُہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیا کہ اس کو کہیں دبا دیں وُہ گئے اور آکر عرض کیا کہ دبا دیا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دریافت فرمایا کہاں، عرض کیا میں نے پی لیا ہے آپ نے فرمایا کہ جس کے بدن میں میرا خُون جائے گا

اس کو جہنّم کی آگ نہیں چھُو سکتی مگر تیرے لیے بھی لوگوں سے ہلاکت ہے اور لوگوں کو بھی تجھ سے (خمیس)۔

فائدہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں اس لیے اس میں کوئی اشکال نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب کہ ہلاکت ہے، علماء نے لکھا ہے کہ سلطنت اور امارت کی طرف اشارہ ہے کہ امارت ہوگی اور لوگ اس میں مزاحم ہونگے چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوتے تھے اس وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا تھا کہ ایک مینڈھا ہے بھیڑیوں کے درمیان ایسے بھیڑیئے جو کپڑے پہنے ہوں گے چنانچہ یزید اور عبدالملک دونوں کے ساتھ حضرت ابنِ زبیر کی مشہور لڑائی ہوئی اور آخر شہید ہُوئے۔

(حکایاتِ صحابہ ص۲۰۷)

۱۴۔ (حضرت اَبُوعبیدہ کے دانت ٹوٹنا اور مالک بن سنان کا خُون چُوسنا)۔

اُحد کی لڑائی میں جب نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور یا سَرِ مُبارک میں خُود کے حلقے گھُس گئے تھے تو حضرت اَبُوبکر صدّیق[1] دوڑتے ہوئے آگے بڑھے اور دُوسری جانب سے حضرت اَبُوعبیدہ[2]

---

[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ [2] رضی اللہ عنہ

دوڑے اور آگے بڑھ کر خُود کے حلقے دانت سے کھینچنے شروع کیے ایک حلقہ نکالا جس سے ایک دانت حضرت اَبُوعبیدہ رضی اللّٰہ عنہ کا ٹوٹ گیا اس کی پرواہ نہ کی دُوسرا حلقہ کھینچا جس سے دُوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا لیکن وُہ حلقہ بھی کھینچ لیا، ان حلقوں کے نکلنے سے حُضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاک جسم سے خُون نکلنے لگا تو حضرت ابوسعید خُدری رضی اللّٰہ عنہ کے والد ماجد مالک بن سنان نے اپنے لبوں سے اس خُون کو چُوس لیا اور نگل لیا، حُضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جس کے خُون میں میرا خُون ملا ہے اس کو جہنّم کی آگ نہیں چھُو سکتی۔

(حکایاتِ صحابہ ص۲۰) (قرۃ العیون)

۱۵- مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں حضور صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کا جنگِ اُحد میں بعض صحابہ کرام کا خُون زخم چُوسنا اور ذائقہ حاصل کرنا اور حُضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بَول مُبارک لے جانا روایتِ معتبرہ سے ثابت ہے۔ درحالیکہ یہ دونوں چیزیں نجس العین ہیں پس اس واقعہ کی تاویل کیا ہے ارشاد فرمایئے۔

(جواب): روایت کی تو میں نے تنقید نہیں کی لیکن اگر یہ ثابت بھی ہو تو علماء نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ان رطوبات کو طاہر کہا ہے علاّمہ شامی نے اس کی تحقیق کی ہے پس کچھ بھی اشکال نہیں۔

اور اس کی کوئی دلیل میں نے کسی کے کلام میں منقول نہیں دیکھی لیکن اسی وقت میرے ذہن میں آئی ہے وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شاربین پر نکیر نہیں فرمایا اور آپ کا نکیر نہ فرمانا حجت شرعیہ بالاجماع ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(امداد الفتاوٰی ص۳۰۰ جلد۱)

حبیبِ مکرّم نورِ مجسّم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جسمِ اطہر کی روحانیت و لطافت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ۔

اَمَّا بَعْدُ! اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیب لبیب رحمتِ دو عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر و انور کی تخلیق ہی ایسی کی ہے کہ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ انور سے کوئی چیز لطیف تر نہیں جیسے کہ شیرِ ربّانی میاں شیر محمّد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ مبارک پیچھے گزرا (کہ حکومتِ الٰہیہ کا جو سب سے بڑا حاکم ہوتا ہے جسے غوث کہا جاتا ہے) اس کی روحانیت سے نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ پاک ستّر درجہ لطیف تر ہے (انقلابِ حقیقت) اور یہ مسلّم کہ رُوح کا سایہ نہیں ہوتا لہٰذا یہ بھی مسلّم کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ پاک کا سایہ نہیں ہے ایمان والے کے لیے تو اتنا ہی کافی ہے۔

دوم یہ کہ روشنی کے سامنے اس سے کم روشنی والی چیز کا سایہ ہوتا ہے بڑی روشنی کا سایہ نہ ہوگا مثلاً دیا جلایا جائے تو مکان میں

جو چیز ہو گی سب کا سایہ ہو گا لیکن اگر دیئے کے ہوتے ہوئے سو واٹ کا بلب روشن کیا جائے تو دیئے کا سایہ نظر آئے گا مگر دیئے کی وجہ سے بلب کا سایہ نظر نہ آئے گا پھر اگر تیز روشنی والا ہنڈا جلایا جائے تو بلب کا سایہ نظر آئے گا مگر اس ہنڈا کا سایہ نظر نہ آئے گا، پھر جب سورج طلوع ہو کر آئے گا تو ہنڈا کا سایہ تو نظر آئے گا مگر سورج کا سایہ نہ ہو گا، بلا تشبیہ جبکہ روح کا سایہ نہیں تو جو جسمِ اطہر و انور اس سے ستر درجہ لطیف تر ہو اس کا سایہ کیسے ہو سکتا ہے اور یہ صرف اپنی طرف سے ایک عقلی دلیل ہی نہیں بلکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محدثین اور مفسرینِ کرام سے منقول ہے، چنانچہ علامہ ابنِ جوزی نے سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی قَالَ لَمْ يَكُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ شَمْسٍ اِلَّا غَلَبَ ضَوْئُهٗ ضَوْءَهَا وَلَا مَعَ السِّرَاجِ اِلَّا غَلَبَ ضَوْئُهٗ ضَوْئَهٗ ـ

(زرقانی علی المواہب ص ۲۲۰ ج ۴، نفی الفئ صفحہ ۳)

یعنی سیدنا ابن عباس صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جسمِ پاک کا سایہ نہ تھا کیونکہ جب بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک

سُورج کے نُور پر غالب آجاتا اور اگر چراغ کے پاس جلوہ گر ہوتے تو چراغ پر حضور کا نُور مُبارک غالب آجاتا۔ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

۲۔ حافظ الحدیث امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف خصائص کبریٰ میں ایک باب باندھ کر اس میں حدیث ذکوان تحریر فرمائی وُہ یہ ہے

قَالَ ابْنُ سَبُعٍ مِنْ خَصَائِصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ظِلَّهٗ كَانَ لَا يَقَعُ عَلَى الْاَرْضِ وَاَنَّهٗ كَانَ نُوْرًا فَكَانَ اِذَا مَشٰى فِى الشَّمْسِ اَوِالْقَمَرِ لَا يُنْظَرُ لَهٗ ظِلٌّ قَالَ بَعْضُهُمْ وَيَشْهَدُ لَهٗ حَدِيْثُ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ دُعَائِهٖ وَاجْعَلْنِىْ نُوْرًا ۔ (نفی الفئی ص۳) لہ

یعنی ابنِ سبع نے فرمایا یہ حبیبِ خُدا، سیدِ انبیاء صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ حُضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا کیونکہ حضور نُور تھے تو جب شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سُورج کے سامنے یا چاند کے سامنے چلتے تو حُضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ دیکھا جاتا اور اس امر کی گواہی وُہ حدیث پاک ہے جسمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعاء کی تھی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ نُوْرًا۔ یا اللّٰہ مجھے سرتاپا نور کردے۔

۳۔ قَدْ اَخْرَجَ الْحَكِيْمُ التِّرْمِذِىُّ عَنْ ذَكْوَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يُرٰى لَهٗ

لہ خصائص کبریٰ ص۶۸، زرقانی علی المواہب ص۲۲۰

ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ۔ (نفی الفیئ ص۳) [1]

یعنی سیّدنا ذکوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ چاند کے سامنے دیکھا جاتا نہ سورج کے سامنے۔

۴۔ شیخ المحدّثین شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ونبود مرا آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب ونہ در قمر۔ (مدارج النبوۃ ج۲ نفی الفیئ ص۷)

ترجمہ وہی ہے جو اُوپر گزرا۔

۵۔ سیّدنا امام ربّانی مجدّد ومنوّر الف ثانی قدس سرہ العزیز مکتوباتِ مجدّدیہ میں فرماتے ہیں:

اورا صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر ست وچوں لطیف ترے از وے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد۔

(مکتوبات امام ربّانی حصہ نہم دفتر سوم ص۴۵، نفی الفیئ ص۷)

یعنی جانِ دو عالم رحمتِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، کیونکہ عالمِ شہادت (دُنیا میں) ہر چیز کا سایہ چیز سے لطیف تر ہوتا ہے اور جب حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف تر ہے ہی نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ ہونے کا سوال ہی

[1] مواہب اللدنیہ ص۳۰۷ ج۲، خصائصِ کبریٰ ص۶۸ ج۱، زرقانی علی المواہب ص۲۲۰ ج۴۔

پیدا نہیں ہوتا۔

۶۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سورہ والضحیٰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

سایہ ایشاں بر زمین نمی افتاد۔ (نفی الفئی صک) ؎

یعنی سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین پر سایہ پڑا ہی نہیں۔

اعلیٰحضرت امام اہلسنّت مجدّدِ دین و ملّت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل رسالہ اسی مضمون کا لکھ کر مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے جس کے پڑھنے سے ایمان منوّر و مضبوط ہوتا ہے جس کا دل چاہے وُہ رسالہ مُبارکہ بنام "نفی الفیئ، عمّن بنورہ انار کل شیئ" مطالعہ کرکے ایمان تازہ کرے اس مُبارک رسالہ میں اعلحضرت امامِ اہلسنّت قدّس سرّہٗ نے ان حضرات کے اسماء مُبارکہ تحریر کیے ہیں جنھوں نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ رحمتِ دوعالم نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ مثلاً:

۱۔ حافظ الحدیث علاّمہ زرّیں۔ ۲۔ علاّمہ ابن سبع۔ ۳۔ سیّدنا قاضی عیاض مالکی۔ ۴۔ عارفِ رومی علاّمہ جلال الدّین۔ ۵۔ سیّدنا مجدّدِ الف ثانی سرہندی۔ ۶۔ علاّمہ حسین دیار بکری۔ ۷۔ صاحبِ سیرتِ شامی۔ ۸۔ صاحبِ سیرتِ حلبیہ۔ ۹۔ علاّمہ جلال الدّین سیوطی

؎ تفسیر عزیزی (اُردو) صفحہ ۳۶۱ پارہ نمبر ۳۰

۱۰ - امام ابنِ جوزی - ۱۱ - علامہ شہاب الدین خفاجی - ۱۲ - امام قسطلانی ۱۳ - علامہ زرقانی - ۱۴ - شاہ عبدالحق محدث دہلوی - ۱۵ - مولانا عبدالحی لکھنوی - ۱۶ - شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (رحمہم اللہ تعالیٰ) -

میرے عزیز غور کر کہ اتنے اکابر ائمہ کرام جن کے پایہ کا آج ایک بھی مولوی نہیں جب وُہ صراحۃً فرما رہے ہیں کہ دُنیا میں سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا تو اب جو نہ مانے وُہ خود سوچ لے کہ اس کا ٹھکانا کہاں ہونا چاہیے -

۷ - بلکہ جو علماء ہر کمال میں مخالفت کرتے ہیں ان کے اکابر نے بھی تسلیم کیا ہے بلکہ پُر زور طریقے سے ثابت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنی تالیف امداد السلوک میں لکھا ہے حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نُور فرما دیا اور متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ حُضور صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہیں رکھتے تھے اور یہ واضح ہے کہ نُور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں - (امداد السلوک ص۱۵۶)

اب اس حوالہ کے بعد کسی مسلک دیوبند کے ساتھ نسبت رکھنے والے کو جرأت نہیں ہوسکتی کہ وُہ اس عظیم الشان معجزہ کا انکار کرے پھر یہ کہ ان کے اکابر کہہ رہے ہیں یہ متواتر احادیث سے

ثابت ہے اور جو متواتر حدیث کا انکار کرے اس کا ایمان ہی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہر کسی کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ ضد کو چھوڑ کر عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَطْيَبِ الطَّيِّبِيْنَ اَطْهَرِ الطَّاهِرِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہٗ ولوالدیہ ولاحبابہ

سیّد العٰلمین اکرم الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلّم کے جسمِ پاک کی قوّت و طاقت

(۱)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ عَلِمْتَ اَنَّکَ نَبِیٌّ حَتّٰی اسْتَیْقَنْتَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اَتَانِیْ مَلَکَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَکَّۃَ فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا اِلَی الْاَرْضِ وَکَانَ الْاٰخَرُ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَهُوَ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهٖ فَوَزَنْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِعَشَرَۃٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِائَۃٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِاَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَنْتَثِرُوْنَ عَلَیَّ مِنْ خِفَّۃِ الْمِیْزَانِ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَوْ وَزَنْتَهٗ بِاُمَّتِهٖ لَرَجَحَهَا۔

(مجمع الزوائد ص۲۵۸ ج۸) (الدارمی ص۱ ج۱، مشکوٰۃ شریف ص۵۱۵)

یعنی سیّدنا ابوذر غفاری صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ایک دن اُمّت کے والی رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

یارسُول اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ) یہ فرمایئے کہ آپ کو کب اور کیسے یقین ہُوا کہ میں اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کا نبی ہُوں، یہ سُن کر نبیِ رحمت شفیقِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا اے اَبُو ذر جبکہ میں ایک دن مکّہ مکرّمہ کی ایک وادی میں تھا دو فرشتے آئے ایک زمین پر اُتر آیا مگر دُوسرا زمین آسمان کے درمیان ہی رہا ان میں سے ایک بولا کیا ہمارے آقا یہی ہیں؟ دُوسرے نے کہا ہاں ہاں یہی ہیں اوپر والا فرشتہ بولا ذرا اپنے آقا کا ایک مرد کے ساتھ وزن تو کرو، فرشتے نے جب میرا ایک مرد کے ساتھ وزن کیا تو میں وزنی نکلا، پھر اُوپر والے فرشتے نے کہا اب ان کا دس مردوں کے ساتھ وزن کرو تو جب میرا دس مردوں کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں وزنی نکلا پھر فرشتے نے کہا اب ان کا وزن سَو مرد کے ساتھ کرو تو جب میرا وزن سو مرد کے ساتھ کیا گیا تو میں وزنی نکلا۔

(سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللہُ اکبر) پھر فرشتے نے کہا (کیا شان وعظمت ہے ہمارے آقا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی) اب ان کا ہزار مرد کے ساتھ وزن کرو تو جب (نُور کے ترازُو میں) میرا ہزار مرد کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں وزنی نکلا بلکہ (میرے جسم پاک کے وزن کی وجہ سے ہزار مردوں والا پلڑا یوں اُوپر اُٹھا گویا کہ وُہ اچھل کر

میرے اُوپر گرنے والے ہیں) یہ دیکھ کر وُہ فرشتے بھی خوش ہوگئے (اور ایمان والا اُمّتی بھی سُن کر اس کا دل باغ باغ ہورہا ہے) آخرکار اس اُوپر والے فرشتے نے کہا اب وزن کرنا چھوڑ دے کیونکہ اگر تو میرے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ان کی ساری اُمّت کے ساتھ بھی وزن کرلے تو پھر بھی ہمارے آقا (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ہی وزنی رہیں گے۔

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّم دَائِماً اَبَداً عَلٰی حَبِیبِکَ خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۲)

مکّہ مکرّمہ میں ایک پہلوان رکانہ نامی رہتا تھا جو کہ اپنی طاقت کی وجہ سے پُورے عرب میں مشہور تھا کہ آج تک کسی نے اس کی پشت نہیں لگائی دُور دُور سے پہلوان اس کے ساتھ کشتی کرنے آتے تھے اور وُہ سب پر غالب تھا، ایک دن نبیِ رحمت جانِ دو عالم نُورِ مجسّم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اس طرف تشریف لے گئے اور اس کے ساتھ واسطہ پڑ گیا باعثِ ایجادِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اے رکانہ کیا تو اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ سے نہیں ڈرتا اور میری دعوتِ اسلام کو قبول نہیں کرتا یہ سُن کر رکانہ نے کہا کیا آپ کے سچّے نبی ہونے پر کوئی دلیل بھی ہے رسُولِ اکرم شفیعِ اعظم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میرے ساتھ کُشتی کرلے اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو تُو اللّٰہ تعالےٰ جَلَّ جَلَالُہٗ

اور اس کے رسُول پر ایمان لے آئے گا اس نے کہا بالکل ایمان لے آؤں گا، یہ سُن کر اُمّت کے والی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا اُٹھ کُشتی کے لیے تیّاری کرلے جب اس نے تیّاری کرلی (کُشتی کا لباس وغیرہ پہن لیا) تو سیّد الکونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے بغیر کسی تیاری کے رکانہ کو پکڑا اور پشت لگادی، رکانہ ہکّا بکّا حیران و پریشان دیکھنے لگ گیا کہ یہ کیا ہوگیا ہے سوچ سوچ کر کہنے لگا اے محمّد (صلّی اللہ علیہ سلّم) یہ اتّفاقی امر تھا ایک بار پھر کشتی کریں یہ سُن کر سرکار مدینہ سُرورِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے اسے پکڑا اور پچھاڑ دیا اس کی پشت لگادی رکانہ کہنے لگا ایک بار اور کُشتی کریں، سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے اسے پکڑا اور پٹخ دیا، رکانہ حیران و پریشان ہوکر بولا آپ تو بڑے عظیم انسان ہیں۔ چنانچہ مواہب لدنیہ میں ہے:

وَذَکَرَ ابْنُ اِسْحَاقَ فِیْ کِتَابِہٖ وَغَیْرُہٗ اَنَّہٗ کَانَ بِمَکَّۃَ رَجُلٌ شَدِیْدُ الْقُوَّۃِ یُحْسِنُ الصِّرَاعَ وَکَانَ النَّاسُ یَاْتُوْنَہٗ مِنْ بِلَادٍ لِلْمُصَارَعَۃِ فَیَصْرَعُھُمْ فَبَیْنَمَا ھُوَ ذَاتَ یَوْمٍ فِیْ شِعْبٍ مِنْ شِعَابِ مَکَّۃَ اِذْ لَقِیَہٗ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ فَقَالَ لَہٗ یَا رُکَانَۃُ اَلَا تَتَّقِی اللہَ وَتَقْبَلُ مَا اَدْعُوْکَ

اِلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ رُكَانَةُ يَا مُحَمَّدُ هَلْ مِنْ شَاهِدٍ
يَدُلُّ عَلٰى صِدْقِكَ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ صَرَعْتُكَ اَتُؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ نَعَمْ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ لَهٗ
تَهَيَّأْ لِلْمُصَارَعَةِ قَالَ تَهَيَّأْتُ فَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَخَذَهٗ ثُمَّ صَرَعَهٗ فَتَعَجَّبَ رُكَانَةُ مِنْ ذٰلِكَ
ثُمَّ سَأَلَهُ الْاِقَالَةَ وَالْعَوْدَ فَفَعَلَ بِهٖ ثَانِيًا وَثَالِثًا
فَوَقَفَ رُكَانَةُ مُتَعَجِّبًا وَقَالَ اِنَّ شَانَكَ لَعَجِيْبٌ
رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِىْ مُسْتَدْرَكِهٖ عَنْ اَبِىْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ
رُكَانَةَ الْمُصَارِعِ ۔ (مواہب اللدنیہ ص ۳۶۵ ج ۲ ، زرقانی ص ۲۹۱ ج ۱ ، انوار محمدیہ ص ۲۳۳)۔
(مدارج النبوۃ ص ۹۸ ج ۲)

حضرت شیخ المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، حدیث پاک میں یہ نہیں بیان کیا گیا کہ رکانہ ایمان لایا یا نہیں۔ مدارج النبوۃ ص ۹۹

اسی مضمون کی حدیث شریف دلائل النبوۃ ابو نعیم ص ۲۹۵ ج ۲، خصائص کبریٰ ص ۱۲۹ ج ۱ پر بھی ملاحظہ ہو۔

(۳)

نبی اکرم حبیبِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف رکانہ کو ہی نہیں گرایا بلکہ بہت سارے زور آور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کیساتھ زور آزمائی کر چکے مگر کسی کو کچھ بھی کامیابی نہ ہوئی ان میں سے ابو الاسود جمعی نے بھی کشتی کر کے دیکھ لیا مگر شکست ہی کھائی یہ ابو الاسود ایسا

شاہ زور تھا کہ گائے کی کھال بچھا کر اس پر کھڑا ہو جاتا اور لوگوں کو کہتا میرے نیچے سے یہ کھال کھینچو لہٰذا دس دس جوانمرد زور آور اس کھال کو کھینچتے کھال ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی مگر ابُوالاسود کو جنبش تک نہ آتی اس نے بھی سیّدالعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کو کشتی کی دعوت دی اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں یعنی میری پشت لگا دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا، سرکار رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اسے پکڑ کر پٹخ دیا، اس ابُوالاسود کو بھی شکست ہوگئی مگر وُہ بدقسمت ایمان نہ لایا چنانچہ مواہب لدنیہ میں ہے:

وَقَدْ صَارَعَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَاعَةً غَيْرُ رُكَانَةَ مِنْهُمْ اَبُوالْاَسْوَدُ الْجُمَحِيُّ كَمَا قَالَهُ السُّهَيْلِيُّ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَكَانَ شَدِيْدًا بَلَغَ مِنْ شِدَّتِهِ اَنَّهُ كَانَ يَقِفُ عَلٰى جِلْدِ الْبَقَرَةِ وَيُجَاذِبُ بِاَطْرَافِهِ عَشَرَةٌ لِيَنْزِعُوْهُ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْهِ فَيَتَفَرَّى الْجِلْدُ وَلَمْ يَتَزَحْزَحْ عَنْهُ فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمُصَارَعَةِ وَقَالَ اِنْ صَرَعْتَنِيْ اٰمَنْتُ بِكَ فَصَرَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُؤْمِنْ - (انوار محمدیہ ص۲۳۴) (مدارج النبوۃ ص۹۹) [1]

[1] مواہب اللدنیہ ۳۶۵/۲، زرقانی علی المواہب ص۲۹۲/۴ -

میرے عزیز ایمان کی نظروں سے دیکھ اور غور کر کہ جس ذاتِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرشتے کہیں کہ چھوڑ اس بات کو ان کو تو اگر ساری اُمّت کے ساتھ وزن کرلے تو یہ پھر بھی وزنی رہیں گے۔ سوچ کہ اُمّت کے کتنے افراد ہیں اور کون کون داخل ہے (ساری خدائی میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ہے) تو ایک رکانہ کیا رُوئے زمین کے اگلے پچھلے سارے پہلوان اکٹھے ہو کر اُمّت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آجائیں تو پھر بھی ہمارے آقا شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم ہی غالب رہیں گے۔

مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

(۴)

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ڈھیر پر جلوہ افروز ہوئے تو سارا قرضہ ادا ہو گیا

سیّدنا جابر صحابی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد جنگ میں شہید ہو گئے تھے ان کی بہنیں بھی تھیں ان کے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے ذمّہ کافی قرضہ بھی تھا جب باغ پکّا تو تھوڑی سی کھجوریں حاصل ہوئیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فکر دامنگیر ہوئی کہ کیا بنے گا خیال ہُوا کہ قرضہ ہی ادا ہو جاتا غنیمت تھی میں اپنی بہنوں کی پرورش محنّت مزدوری سے کر لیتا مگر قرض کیسے ادا ہو، میں نے قرض والوں سے بات کی کہ ساری کھجوریں لے لو اور قرضہ منہا کر لو مگر وُہ نہ مانے اسی پریشانی کے عالم

میں میں بارگاہِ نبوّت میں حاضر ہو گیا اور ماجرا عرض کر کے عرض کی یا رسُول اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) آپ تشریف لے چلیں شاید آپ کو دیکھ کر قرضے والے رحم کر دیں یہ سُن کر رحمۃ للعٰلمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے جابر ہر قسم کی کھجُوروں کا علیٰحدہ علیٰحدہ ڈھیر لگاؤ (مثلاً اعلیٰ قسم کی علیٰحدہ، درمیانی علیٰحدہ اور ردّی قسم کی علیٰحدہ) تو میں نے ایسا ہی کیا اور پھر حاضر ہو گیا زاں بعد میرے آقا صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے ساتھ ہو لیے جب قرض والوں نے دیکھا تو وُہ کبیدہ خاطر ہوئے اور پُورے قرضے کا تقاضا کیا یہ دیکھ کر نبی رحمت شفیقِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بنفسِ نفیس بڑے ڈھیر کے ارد گرد چکر لگا کر اس کے اُوپر بیٹھ گئے اور فرمایا اے جابر قرض والوں کو کہو کہ وزن کرتے جائیں اور اپنا اپنا پُورا پُورا حق وصُول کریں اب قرض والوں نے پیمانے لے کر اپنا اپنا حق لینا شروع کیا سب کے قرض پُورے ہو گئے۔

فَسَلَّمَ اللہُ الْبَیَادِرَ کُلَّھَا وَحَتّٰی اَنْظُرُ اِلَی الْبَیْدَرِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّھَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَۃٌ وَاحِدَۃٌ۔

(بخاری شریف صفحہ ۵۸۴) (مشکوٰۃ شریف ۵۳۲)

یعنی سب کے قرضے پُورے ہو گئے اور سارے ڈھیر

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے بچا لیے حتّٰی کہ میں نے غور سے دیکھا تو اس ڈھیر سے جس پر رحمتِ مجسّم جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے گویا اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

تنبیہ: ایمان والا گریبان میں منہ ڈال کر سوچے اور اپنے ہی دل سے پوچھ لے کہ جس ڈھیر پر سارے جہانوں کی رحمت جلوہ فرما ہو وہ کیسے کم ہو سکتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی رَسُوْلِكَ الَّذِیْ بَعَثْتَهٗ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

بعض روایتوں میں ہے کہ یہ دیکھ کر جابر صحابی رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے تو سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر یہ ماجرا جا کر عمر کو بتاؤ اور جب حضرت جابر نے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے واقعہ بیان کیا تو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے جابر تُو مجھے اب بتانے آیا ہے لیکن مجھے تو اس وقت سے یقین ہے جب اللہ تعالیٰ کے حبیب تشریف لے چلے تھے کہ یہ کام ہو کر رہے گا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَرَسُوْلِهِ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

محبوبِ کبریا سیدِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی طاقت

کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعات سے لگایا جاسکتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّا یَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ
کُدْیَةٌ شَدِیْدَةٌ فَجَاؤُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالُوْا هٰذِهٖ کُدْیَةٌ عَرَضَتْ فِی الْخَنْدَقِ فَقَالَ
اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَ بَطْنُهٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا
ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ کَثِیْبًا اَهْیَلَ فَانْکَفَاْتُ
اِلٰی اِمْرَاَتِیْ فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَیْءٌ فَاِنِّیْ
رَاَیْتُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِیْدًا
فَاَخْرَجَتْ جِرَابًا فِیْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِیْرٍ وَلَنَا بُهَیْمَةٌ
دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِیْرَ حَتّٰی جَعَلْنَا
اللَّحْمَ فِی الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَسَارَرْتُهٗ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَیْمَةً لَّنَا
طَحَنْتُ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ فَتَعَالَ اَنْتَ وَ نَفَرٌ مَّعَكَ
فَصَاحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ

اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ وَجَاءَ فَاَخْرَجَتْ لَهٗ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ اُدْعِيْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ اَلْفٌ فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْا وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ -

(مسلم شریف ص ۱۷۸ ج ۲، مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۲، بخاری شریف ص ۵۸۸ ج ۲، ص ۵۸۹ ج ۲)

یعنی سیّدنا جابر صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم جب خندق کھود رہے تھے تو اچانک ہمارے سامنے ایک چٹان آگئی جو کہ بڑی سخت تھی (بڑا زور لگایا مگر وہ ٹوٹتی نہ تھی) تو خندق کھودنے والے صحابہ کرام نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور ماجرا عرض کیا تو باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آتا ہوں، زاں بعد سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور تشریف لائے حالانکہ سیّد العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک پہ بھوک کی وجہ سے

پتھر بندھا ہُوا تھا اور تین دن سے ہم نے کوئی چکھنے کی چیز نہ چکھی تھی اور باوجود اس حالت کے حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گینتی پکڑی اور اس چٹان پر ماری تو وُہ چٹان ریت کی طرح بہ گئی (یہ ہے سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بازُو کی طاقت سُبحان اللہ) زاں بعد میں اپنے گھر اپنی بیوی کے پاس آیا اور میں نے پُوچھا کیا گھر میں کوئی چیز کھانے کی ہے کیونکہ میں نے نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مُبارک پر پتھر بندھا دیکھا ہے جو کہ بھُوک کی وجہ سے ہے یہ سُن کر بیوی صاحبہ نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع، جَو تھے اور ہمارے ہاں ایک گھریلو بکری تھی میں نے اس بکری کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جَو پیس کر آٹا بنایا پھر ہم نے بکری کا گوشت بنا کر ہنڈیا میں ڈالا اور میں دربارِ رسالت میں حاضر ہوگیا اور کان مُبارک میں آہستہ سے عرض کیا یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے بکری ذبح کی ہے اور ایک صاع، جَو پیس کر آٹا بنایا ہے لہٰذا حُضور تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ چند احباب آجائیں، یہ سُن کر والیِ اُمّت نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا اے خندق والو جابر نے دعوت پکائی ہے سب چلو، اور اس اعلان کے بعد مجھے فرمایا اے جابر جب تک میں نہ آؤں نہ تو ہنڈیا کو اُتارو اور نہ ہی ابھی روٹیاں پکانا شروع کرو اور

اور جب جانِ دو عالم رحمۃ للعٰلمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف لائے تو میری بیوی نے وُہ آٹا گُندھا ہُوا حاضر کر دیا، سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس میں آبِ دہن مُبارک ڈالا اور برکت کی دُعا کی پھر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم ہنڈیا کے پاس تشریف لائے اس میں بھی آبِ دہن ڈالا اور برکت کی دُعا کی پھر میری بیوی سے فرمایا ایک اور روٹیاں پکانے والی ساتھ بُلا لو جو کہ تیرے ساتھ مل کر روٹیاں پکاتے اور ہنڈیا کو چُولہے پر ہی رہنے دیں اور وہیں سے سالن نکال نکال کر کھلاتے جاؤ سب کو کھلایا اور کھانے والے ایک ہزار تھے تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سب کھا کر چلے گئے اور ہماری ہنڈیا اسی طرح جوش مار رہی تھی اور آٹا ابھی پک رہا تھا (روٹیاں پکائی جا رہی تھیں) اور وُہ اتنا ہی تھا جتنا کہ پکانے سے پہلے تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ المختار سَیِّدِ الابرار وَعَلٰی اٰلِہٖ الاخیار وصحبہ اُولی الایدی وَالابصار۔

یَا اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ اے میرے رحمٰن و رحیم مولیٰ ان لوگوں کو نظرِ بصیرت عطا فرما جو تیرے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو انسانوں جیسا ایک انسان جانتے ہیں اور وُہ اسی ڈگر پر تبلیغ کرتے رہتے

ہیں اور وہ اسکو ہی توحید کا نام دیتے ہیں اور وہ اسی غلط توحید کے چکّر میں سرگرداں ہیں۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم۔

رحمتِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جسمِ پاک کی برکت اور جاذبیت

(۱)

حبیبِ مکرّم رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک مرتبہ ایک خشک شدہ درخت کے نیچے وضو کیا تو وہ درخت پھلدار ہوگیا۔ (دلائل الخیرات)

(**تذییل**) فقیر جب جامعہ میاں صاحب شرقپور شریف میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تو ایک دن بوقتِ عصر سیر کے لیے اڈہ کی طرف چند طلبہ کے ساتھ نکلا پھر وہاں سے مشرق کی جانب کھیتوں میں آگے نکل گیا آگے ایک آموں کا باغ آگیا وہاں ایک زمیندار مل گیا اس نے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ آم کا درخت وہ ہے جو خشک ہوگیا تھا اچانک شیرِ ربّانی حضرت میاں شیر محمّد رحمۃ اللہ علیہ یہاں تشریف لائے تھے اور آپ نے اس درخت کے نیچے وضو کیا

تو یہ درخت اس دن سے ہرا بھرا ہو کر پھل دینے لگ گیا ہے۔

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِكَ الَّذِی بعثتہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۲)

سیّدنا جابر صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ شروع میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب خُطبہ دیتے تو مسجد کے ایک ستون جو کہ خشک شدہ کھجور کا تھا اس کے ساتھ ٹیک لگا کر خُطبہ دیتے پھر جب سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر تیار ہُوا اور جانِ جہاں رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر خُطبہ دینے کے لیے جلوہ فرما ہوئے تو اس ستون نے باآوازِ بلند رونا شروع کر دیا اتنا رویا کہ قریب تھا وُہ پھٹ جاتا یہ دیکھ کر سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے نیچے تشریف لائے اور اسے گلے سے لگا لیا فَجَعَلَتْ تَاِنُّ اَنِیْنَ الصَّبِیِّ الَّذِیْ یُسَکَّتُ حَتّٰی اسْتَقَرَّتْ۔ یعنی جب گلے سے لگایا تو اس نے بچّوں کی طرح ہچکیاں لینا شروع کر دیں پھر وُہ آہستہ آہستہ خاموش ہوا۔

(رواہ البُخاری ص۵۰۶، مشکوٰۃ المصابیح ص۵۳۶)

بعض روایتوں میں یوں ہے:

اِخْتَرْ اَنْ اَغْرِسَكَ فِی الْمَکَانِ الَّذِیْ کُنْتَ فِیْہِ

فَتَكُوْنُ كَمَا كُنْتَ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ اُغْرِسَكَ فِي الْجَنَّةِ فَتَشْرَبُ مِنْ اَنْهَارِهَا وَعُيُوْنِهَا فيحسن نبتك فَتُثْمِرُ فَيَاكُلُ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ مِنْ ثَمَرَتِكَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَهٗ نَعَمْ قَدْ فَعَلْتُ مَرَّتَيْنِ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِخْتَارَ اَنْ اُغْرِسَهٗ فِي الْجَنَّةِ ۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین صفحہ ۴۴۸)

یعنی وُہ ستون خاموش ہُوا تو اسے مختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا کہ اے ستون تجھے اختیار ہے تو چاہے تو تجھے اسی جگہ اُگا دوں جہاں تو تھا اور اگر تو چاہے تو تجھے میں جنّت میں اُگا دوں تو جنّت کی نہروں اور چشموں کا پانی پیئے اور تیرا پھل خُدا تعالیٰ کے دوست کھائیں یہ سُن کر اس ستون نے اسی کو اختیار کیا کہ جنّت مجھے بھیج دیجیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ستون اب کیا کہتا ہے؟ تو فرمایا اس نے یہ پسند کیا ہے کہ اسے جنّت میں لگا دیا جائے اور بعض روایتوں میں یوں ہے کہ وُہ ستون اتنے زور سے رویا کہ حتّٰی ارْتَجَّتِ الْمَسْجِدُ بِخَوَارِہٖ کہ اس کے رونے کی آواز سے مسجد

گونج اُٹھی تو حبیبِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اگر میں اسے چُپ نہ کراتا تو یہ رسُول اللہ کے غم میں قیامت تک روتا رہتا۔ علّامہ نبہانی رضی اللہ عنہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ستون حنانہ والی حدیث سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرکے بعد میں فرماتے ہیں سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب بھی یہ حدیث بیان فرماتے تو خود روتے اور فرماتے اے اللہ (جل جلالہ) کے بندو غور کرو کہ وُہ خشک لکڑی کا ستون حُضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فراق میں رویا تو تم زیادہ حقدار ہو کہ حُضور کے عشق میں رویا کرو اَنۡتُمۡ اَحَقُّ اَنۡ تَشۡتَاقُوۡا اِلٰی لِقَائِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۴۹)

(۳)

حضرت سنان بن طلق یمامی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بنوحنیفہ سے میں پہلا شخص ہوں جو کہ وفد بن کر رحمتِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ والیِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنا سر مُبارک دھو رہے ہیں مجُھے دیکھ کر حبیبِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اے اخو یمامہ بیٹھ جا اور تُو بھی اپنا سر دھولے میں نے اپنا سر دھویا پھر میں نے اسلام قبول کیا اور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجُھے ایک خط لکھ کر عنایت فرمایا زاں بعد میں نے عرض کیا

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اپنے کُرتہ مُبارکہ کا ایک ٹکڑا عطا کر دیجیے تاکہ میں اس سے انس حاصل کیا کروں یہ سُن کر شفیقِ اُمّت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قمیص مُبارک کا ٹکڑا عطا کیا اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهٗ يَغْسِلُهَا لِلْمَرِيْضِ يَسْتَشْفِيْ بِهَا

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۲۶)

یعنی وُہ قمیص مُبارک کا تبرّک ان کے پاس تھا وُہ اس کو دھو کر بیمار کو پلاتے تو اللہ تعالیٰ شفا عطا کر دیتا۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(۴)

سیّدتنا اسماء بنت اَبُوبکر صدّیق رضی اللہ عنہما نے ایک جبہّ مُبارکہ طیالسی نکالا وَقَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا فَنَسْتَشْفِيْ بِهَا[۱]۔ فرمایا کہ یہ وُہ مُبارک جُبّہ ہے جسے حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم زیبِ تن فرمایا کرتے تھے اور ہم اسے دھو کر بیماروں کو پلاتے اور شفا حاصل کرتے ہیں۔

تنبیہ: ان دونوں واقعات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہُوا کہ جو چیز سیّدالعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مُبارک کے ساتھ لگ گئی وُہ باعثِ برکت وسعادت ہو گئی۔

---

[۱] (مُسلم شریف ص۱۹۰ ج۲) (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۳۱) (مشکوٰۃ شریف ص۳۷۴)

۵

ہر وُہ جانور جس پر نبیِ رحمت والیِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کسی وقت بھی سواری کی تو آپ کے جسم پاک کے مس ہونے کی برکت سے وُہ جانور اسی حالت پر رہتا وُہ کبھی بُوڑھا نہ ہُوا قَالَ اِبْنُ سَبُعٍ ھٰذَا مِنْ خَصَائِصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۴)

۶

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سیّد العٰلمین صلّی اللہ علیہ وسلّم سب لوگوں سے حَسین اور سب سے سخی سب سے بہادر تھے ایک مرتبہ اہلِ مدینہ دُشمن کے خوف سے ڈر گئے تو رحمتِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک کمزور اور نڈھال گھوڑے پر سوار ہو کر اس طرف تشریف لے گئے اور جب اہلِ مدینہ اس آواز کی طرف نکلے جس سے گھبراہٹ طاری ہوئی تھی تو دیکھا کہ نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس طرف سے آرہے ہیں اور فرمایا کوئی خطرہ نہیں مت گھبراؤ اور فرمایا یہ گھوڑا تو دریا ہے (خُوب چلتا ہے) قَالَ فَمَا سُبِقَ ذٰلِکَ الْفَرَسُ بَعْدَ ذٰلِکَ وَکَانَ فَرَسًا بَطِیْئًا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۳)

یعنی وُہ گھوڑا جو کہ بالکل کمزور تھا اس کے بعد کبھی کوئی سواری اس گھوڑے سے آگے نہ نکل سکی ۔

سُبحان اللہ یہ ہے میرے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے جسم مُبارک کے چھُونے کی برکت ۔ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(۷)

بکری شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرتی ہے

اُمّ المؤمنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک گھریلو بکری تھی تو جب تک سرکار صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ گھر میں تشریف رکھتے وُہ خاموش بیٹھی رہتی قَرَّ وَثَبَتَ مَكَانَهُ نہ ہلتی جلتی نہ آتی جاتی اور جب نبیِ رحمت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تشریف لے جاتے تو وُہ کُودنا پھلانگنا شروع کر دیتی ۔ (بہجۃ المحافل ص۲۲۴ جلد۲)

(۸)

فتح مکّہ کے دن کبُوتروں نے سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اُوپر سایہ کر دیا

اور سرکار علیہ السلام نے انکے لیے برکت کی دُعا فرمائی

جس دِن مکّہ مکرّمہ فتح ہُوا تو کبوتروں نے سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم پر

سایہ کردیا اور رحمتِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے لیے برکت کی دعاء فرمائی نیز جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ کیطرف تشریف لے جانے لگے اور غارِ ثور میں کچھ وقت رہے تو غار کے مُنہ پر مکڑی نے جالا بُن دیا اور کبوتروں نے انڈے دیے تاکہ دُشمن گمان بھی نہ کرسکیں کہ اس غار میں کوئی اُترا ہے۔

(بہجۃ المحافل ص ۲۲۶/۲)

(۹)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے نابینا کو آنکھیں عطا ہوئیں

سیّدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور دُعاء کے لیے درخواست پیش کی کہ یا رسُول اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) دُعاء کیجیے اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ مجھے نظر عطاء کرے، یہ سُن کر والیِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے دُعاء کر دیتا ہُوں اور اگر تُو چاہے تو صبر کر یہ تیرے لیے بہتر ہے، اس نے عرض کیا حضور دُعاء فرمائیں تو فرمایا جا کر اَچھے طریقہ سے وضو کر پھر دو رکعت نماز ادا کر پھر یہ دُعاء مانگ اَللّٰھُمَّ

اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ

یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتَقْضٰی اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔

ابن ماجہ شریف صہ ۹۹ باب صلوٰۃ الحاجۃ

ترجمہ: یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہُوں اور تیری طرف تیرے رحمت والے نبی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متوجّہ ہوتا ہوں یا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے وسیلہ سے اپنے ربّ کریم کی طرف متوجّہ ہوا ہُوں اپنی اس حاجت میں تاکہ میری یہ حاجت پُوری ہو جائے، یا اللہ میرے حق میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبُول فرما۔

نوٹ: محدّث ابن ماجہ نے اس حدیث کے نقل فرمانے کے بعد تصریح فرمائی ہے کہ ھٰذا حدیث صحیح - (ابن ماجہ صہ ۹۹)۔

تنبیہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو روایت فرمایا ہے اور اس کی تصحیح بھی فرمائی ہے۔ لیکن افسوس کہ ترمذی کے موجودہ نسخوں میں کسی "یارسول اللہ" کے منکر کی چابکدستی سے "یا محمّد[1]" کے الفاظ موجود نہیں ہیں جبکہ ان الفاظ کی عدم موجودگی میں اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ اور اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ میں ربط ہی قائم نہیں ہو سکتا۔

حافظ ابن تیمیہ نے اسی حدیث کو ترمذی ہی کے حوالہ سے نقل کیا ہے

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

اور اس میں یا محمد ، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ موجود ہیں۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۲۷۶/۳)

یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ کے ساتھ یہ حدیث مندرجہ ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے۔

۱۔ صحیح ابن خزیمہ ص ۲۲۵/۲ ، ۲۔ عمل الیوم واللیلۃ از امام نسائی صفحہ نمبر ۴۱۸

۳۔ مسند احمد ص ۱۳۸/۴ ، ۴۔ عمل الیوم واللیلۃ از امام ابن السنی صفحہ نمبر ۲۹۶

۵۔ الترغیب والترہیب ص ۴۷۳/۱ ۔ ۶۔ مجمع الزوائد ص ۲۸۲/۲ ۔ ۷۔ مستدرک امام حاکم مع تلخیص ص ۳۱۳/۱ ، ص ۵۱۹/۱ ، ص ۵۲۶/۱ ۔

نوٹ : امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اس حدیث کو بُخاری اور مُسلم کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

مشہور وہابی عالم علامہ وحید الزّمان لکھتے ہیں :

امام بیہقی نے اس کو روایت کیا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر وہ اندھا کھڑا ہُوا تو اس کی بینائی اچھی تھی، اور ایک روایت میں ہے کہ اس شخص نے ایسا ہی کیا تو تندرست ہو گیا۔[۱]

(۱۰) بچپن میں ہی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں اہل مکہ کے لیے

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد حرام میں پہنچا تو

[۱] سنن ابن ماجہ مترجم از وحید الزمان ص ۵۶/۱ ۔

قریشِ مکّہ ارادہ کر رہے تھے کہ بارش کیسے مانگی جائے (کیونکہ قحط سالی بہت زیادہ تھی) بعض کہنے لگے کہ لات و عزّی کے پاس چلیں بعض بولے مناۃ بُت کے ہاں چلیں لیکن ان میں ایک معمّر شخص جو کہ خوبصورت چہرہ حسین وجمیل تھا، بہتر رائے والا اُس نے کہا کہاں بھاگے پھرتے ہو حالانکہ تم میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی برکت اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا خلاصہ موجود ہے یہ سُن کر قریش بولے کیا آپ کی مُراد جناب اَبُوطالب ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں پھر فرمایا اُٹھو سارے کے سارے وُہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ چل دیا اور ہم نے جا کر جناب اَبُوطالب کے دروازہ پہ دستک دی اور ایک بزرگ نکلے جو کہ نہایت حسین وجمیل تھے چادر اوڑھے ہوئے تھے ان کو دیکھ کر قریش ان کی طرف لپکے اور بولے اے اَبُوطالب کتنا قحط ہو چکا ہے بچّے بھُوکے ہیں آؤ اور بارش کے لیے دُعاء کرو، یہ سُن کر فرمایا ٹھہرو اور زوال تک صبر کرو تو جب سُورج ڈھل گیا اور کچھ دُھوپ نرم ہوئی تو اَبُوطالب نکلے ان کے ساتھ ایک بچّہ تھا وہ بچّہ گویا سُورج ہے کہ بادل سے ابھی نکلا ہے اس بچّے کو اَبُوطالب نے پکڑا اور خانہ کعبہ کے ساتھ اس کی پشت لگا دی اور اس بچّے نے اپنی اُنگلی اُٹھائی حالانکہ اس وقت بادل کا نام

و نشان نہ تھا تو اچانک اِدھر سے بادل اُدھر سے بادل ہر طرف سے بادل اُٹھ کر آ گئے پھر خوب بارش ہوئی حتّٰی کہ کیا شہر اور کیا دیہات سب کے سب سرسبز و شاداب ہو گئے پھر ابُوطالب نے وہاں پر یہ شعر پڑھا : ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ

ثمال الیتامٰی عصمۃ للأرامل

(خصائص کبریٰ ص ۱۲۴ جلد ۱)

نُورانی چہرہ والے ان کے چہرہ مُبارک کی برکت سے بارش حاصل کی جاتی ہے، وُہ یتیموں کے ماوٰی اور بیواؤں کے ملجا و سہارا ہیں۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

نوٹ : ابُوطالب کا یہ شعر سرکارِ دو عالم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بہت پسند تھا حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا تو ایک اعرابی نبیِ اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہُوا اور عرض کیا یا رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں اب تو ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ بھُوک کی وجہ سے نہ تو بچّوں کی آواز نکلتی ہے نہ ہی اُونٹ کی ـــــ پھر شعر پڑھے۔ اس میں یہ بھی تھا :

وَلَيْسَ لَنَا اِلَّا اِلَيْكَ فِرَارُنَا

وَاَيْنَ فِرَارُ النَّاسِ اِلَّا اِلَى الرُّسُلِ

آپ کا در چھوڑ کر ہم کہاں جائیں، کیونکہ **اللہ** کے رسول لوگوں کی جائے پناہ ہوتے ہیں۔

پھر سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی چادرِ انور کو کھینچتے ہوئے کھڑے ہوگئے، یہاں تک کہ منبر پر جلوہ گر ہوگئے پھر دُعا مانگی "یا **اللہ** بارش عطا فرما" (پھر بارش ہوگئی) حدیث میں یہ بھی ہے کہ فرمایا اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتیں یعنی بہت خوش ہوتے۔ یہ بھی فرمایا کوئی ہے جو ابُوطالب کے اشعار پڑھ کر سُنائے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کھڑے ہوگئے اور عرض کیا یا رسُول اللہ[1] کیا آپ کی مُراد یہی اشعار ہیں:

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ

(فتح الباری شرح صحیح بُخاری ص۴۹۵ ج۲)

امام بدرالدّین عینی نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

لِلّٰهِ دَرُّ اَبِیْ طَالِبٍ لَوْ كَانَ حَاضِرًا لَقَرَّتْ عَيْنَاهُ

(عمدۃ القاری شرح صحیح بُخاری ص۳۱ ج۷)

[1] صلی اللہ علیہ وسلّم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی یہ شعر پڑھتے تھے۔

(صحیح بخاری شریف ص۱۳۷ ج۱)

(۱۱)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی حفاظت اور ابوجہل ملعون

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ابوجہل نے پوچھا کیا محمدؐ سجدہ کرتا ہے لوگوں نے کہا ہاں یہ سن کر اس ملعون نے کہا مجھے لات و عزّیٰ کی قسم اگر میں اسے سجدہ کرتے دیکھوں تو میں اس کی گردن کو مسل دوں یا اس کا منہ مٹی میں خاک آلود کروں پھر وہ ایک دن آیا جبکہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اس نے ارادہ کیا کہ گردن مبارک پر چڑھ جائے لیکن دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ پیچھے کو بھاگا جا رہا ہے لوگوں نے پوچھا کیا ہوا تو اس بدبخت نے جواب دیا میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان آگ کی خندق ہے اور خوف ہے۔

یہ سن کر امّت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔

(خصائص کبریٰ ص۱۲۶ جلد۱)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ الَّذِی عَصَمْتَہٗ مِنَ النَّاسِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۱۲)

ابوجہل کی دُوسری شرارت اور نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

سیّدنا ابن عبّاس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دن ابوجہل نے کہا اے سرداران قریش تم دیکھتے ہو کہ محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے کیا کیا ہے ہمارے خداؤں کو بُرا کہتا ہے ہمارے مذہب پر دھبّہ لگاتا ہے ہمارے باپ دادا کو بُرا کہتا ہے اور ہمیں بیوقوف بناتا ہے لہٰذا میں اللہ جلّ جلالہ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کل میں پتھر لے کر بیٹھوں گا اور جب محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نماز پڑھے گا تو میں یہ پتّھر مار کر اس کا سر توڑ دوں گا اس کے بعد بنو عبدِ مناف نے جو کرنا ہو گا کر لیں اور پھر جب صبح ہوئی تو وُہ پتّھر لے کر بیٹھ گیا اور سرداران قریش بھی صبح کے وقت مجلس لگا کر بیٹھ گئے کہ دیکھیں ابوجہل کیا کرتا ہے (کیونکہ اس نے کل قسم کھائی تھی) اور جب رسُولِ اکرم حبیبِ اعظم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سجدہ کیا تو ابوجہل نے پتّھر اُٹھایا اور سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف آیا لیکن جب قریب آیا تو اچانک پیچھے کو گھبرایا ہوُا گرتا پڑتا بھاگا

حتیٰ کہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر گیا یہ منظر دیکھ کر قریش اُٹھ کھڑے ہوتے اور ابوجہل سے پُوچھا سردار جی کیا ہُوا اس نے کہا جب میں محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قریب گیا تو ایک بہت بڑا بیل دیکھا ہے جس کا سر بہت بڑا ہے دانت لمبے لمبے ہیں اس نے چاہا کہ مجھے دبوچ لے تو میں ڈر کر بھاگ آیا ہوں یہ سُنکر جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وُہ جبریل علیہ السلام تھے۔ اگر یہ ابوجہل تھوڑا اور آگے آتا تو جبریل[1] اس کو پکڑ لیتے۔

(خصائص کبریٰ ص۱۲۶ جلد ۱)

---

[1] علیہ السلام

(۱۳)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ابوجہل حواس باختہ ہوگیا،

حضرت عبدالملک ثقفی فرماتے ہیں ایک شخص کچھ سامان برائے فروخت مکہ مکرّمہ میں لایا تو وُہ سامان ابوجہل نے خرید لیا مگر دام نہیں دیتا تھا وُہ. بیوپاری بڑا پریشان ہُوا اور قریش کی مجلس میں آکر بولا کوئی ہے تم میں سے جو ابوجہل سے میرا حق دلائے کیونکہ میں غریب الوطن اور مسافر ہوُں، یہ سُن کر قریشِ مکہ بولے وُہ آدمی جو مسجد کے کونے میں بیٹھا ہے (رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس کو جا کر بتاؤ وُہ تیرا کام کر دے گا کیونکہ قریشِ مکہ ابوجہل کی دُشمنی کو جانتے تھے اس لیے وُہ چاہتے تھے کہ مقابلہ ہو گڑبڑ ہو وُہ مسافر یہ سُن کر حضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس آیا اور ماجرا بیان کیا شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُٹھے اور اس کو ساتھ لے کر ابوجہل کے دروازے پر تشریف لائے اور جب دروازہ پر دستک دی تو ابوجہل بولا کون ہے فرمایا مَیں محمّد ہوُں (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) یہ نام مُبارک سُن کر ابوجہل گھر سے نکلا اس کا رنگ زرد تھا اور وُہ گھبرایا ہُوا تھا اس نے پُوچھا کیوں آئے ہو فرمایا اس کا حق کیوں نہیں دیتا

اس نے کہا ابھی دیتا ہوں وُہ اندر گیا اور اس کے دام لاکر اس کے حوالے کر دیے اور اندر چلا گیا ، بعد میں دیکھنے والوں نے پُوچھا اسے ابوجہل تُو نے عجیب کام کیا اس نے کہا دوستو کیا بتاؤں جب محمدؐ[1] نے اپنا نام لیا تو میرا تو سینہ پھُول گیا میں مرعوب ہو گیا اور جب میں باہر نکلا تو دیکھا ایک بڑا سا بیل ہے ایسا میں نے کبھی نہیں دیکھا تو میں کیسے انکار کر سکتا تھا اگر انکار کرتا تو وُہ بیل مجھے کھا جاتا ۔

(خصائص کبریٰ ص۱۲۷ جلد ۱)

دُوسرے واقعہ میں یوں ہے کہ جب ابوجہل کو اس کے دوستوں نے کہا تُو کتنا بزدل نکلا ہے ، کیا تُو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ڈر گیا ہے اس ملعون نے کہا کیا بتاؤں اللہ کی قسم میں نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کچھ نوجوان دیکھے ہیں جنہوں نے برچھے پکڑے ہوئے تھے اگر میں اس حق دار کا حق نہ دیتا تو وُہ برچھوں سے میرا پیٹ پھاڑ دیتے

(خصائص کبریٰ ص۱۲۷ جلد ۱)

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ
الْمُخْتَارِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہِ الْاَخْیَارِ ۔

---

[1] (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۴)

سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جسمِ پاک کی لطافت کہ

ابولہب کی بیوی دیکھ ہی نہ سکی

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے سُورہ لہب نازل فرمائی تو چونکہ اس میں ابولہب کی بیوی کی مذمّت تھی اس لیے وُہ سُن کر برچھالے کر غصّہ سے بھری ہوئی بڑبڑاتی آئی، جبکہ شاہِ کونین اُمّت کے والی صلّی اللہ علیہ وسلّم حرم پاک میں جلوہ گر تھے اور پاس صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے وُہ آئی تو ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ابولہب کی بیوی آرہی ہے لہٰذا میں خطرہ محسوس کر رہا ہُوں یہ سُن کر نبیِ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتی وُہ آئی اور بولی اے اَبُوبکر تیرے آقا نے میری بُرائی بیان کی ہے وُہ ہے کہاں صدّیقِ اکبر حیران ہوگئے کہ سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے پاس ہی تو ہیں کیا اسے نظر نہیں آرہے، سیّدِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے اَبُوبکر اس سے پُوچھو کہ میرے پاس تجھے کوئی دُوسرا نظر نہیں آرہا اور جب صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اس سے پُوچھا تو وُہ بولی اَبُوبکر تو میرے

ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے یہاں تو دُوسرا کوئی نہیں ہے اور وُہ بڑبڑاتی ہوئی واپس چلی گئی۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا ارشادِ گرامی برحق ہے وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۲۷)

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی وَالرَّسُوْلِ الْمُجْتَبٰی وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۱۵)

شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر بادل سایہ کرتا ہے اور شجر و حجر سجدہ کرتے ہیں

سیّدنا ابُوموسیٰ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر ابُوطالب ملک شام کی طرف سفر میں نکلے اس سفر میں اکابر قریش بھی تھے چلتے چلتے ایک پڑاؤ پر پہنچے جہاں قریب ہی بحیرا راہب کا عبادت خانہ تھا وہاں آتے جاتے قیام کیا کرتے تھے وہاں پہنچے اور سامان اُتارا اور بیٹھ گئے تو اچانک بحیرا راہب جو کہ کبھی بھی ان کے پاس نہیں آیا اور نہ وُہ ان کی پرواہ کیا کرتا تھا

اچانک وہ آیا اور وہ سب کو چھوڑتا ہوا نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر ہوگیا اور سیّدِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ہاتھ مُبارک پکڑ کر بولا هٰذَا سَيِّدُ الْعٰلَمِيْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

یعنی یہ ہیں سارے جہانوں کے سردار، یہ ہیں ربّ العٰلمین کے رسُول ان کو اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گا یہ سُن کر قریش کے شیوخ نے پُوچھا اے بحیرا تُجھے کیسے معلوم ہوگیا ہے اس نے کہا جب تم گھاٹی پر چڑھ رہے تھے تو میں دیکھ رہا تھا سارے درخت سارے پتّھر ان کو سجدہ کر رہے تھے اور یہ دونوں چیزیں صرف نبیوں کو ہی سجدہ کیا کرتی ہیں نیز میرے علم میں ایک اور نشانی بھی ہے وُہ یہ کہ انکی پشت مبارک پر مُہرِ نبوّت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ بحیرا حضور صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کو غور سے دیکھنے لگا کبھی مُہرِ نبوّت کو دیکھتا تھا کبھی آنکھوں مبارکہ کی سُرخی کو دیکھتا تھا زاں بعد اس بحیرا نے سب کے لیے کھانا تیار کیا اور کھانا تیار ہونے پر سب کو بُلایا اور کہا میں چاہتا ہُوں کہ سب آئیں چھوٹے بھی بڑے بھی غُلام بھی آزاد بھی اور جب سب پہنچ گئے تو چونکہ قریش شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو سامان کے پاس چھوڑ

گئے تھے بحیرا نے پوچھا اے قریش مکہ کیا سب کے سب آ گئے ہیں تو ایک قریشی بولا اے بحیرا جو آنے کے لائق تھے وُہ سب آ گئے ہیں صرف ایک بچہ باقی ہے بحیرا نے کہا نہیں بلکہ اس کو بھی بُلاؤ، (سُبحان اللہ جس دولہا کی خاطر بارات بنی اسی کو پیچھے چھوڑا جا رہا ہے) بحیرا کی یہ بات سُن کر کہ اس بچے کو بھی بُلاؤ ایک بڑی عُمر کا قریشی بولا ”لات و عزیٰ“ کی قسم یہ ہمارے لیے باعثِ شرم ہے کہ ہم عبداللہ کے بیٹے عبدالمطلب کے پوتے کو سامان کے پاس چھوڑیں اور خود کھانے کے لیے آ جائیں، وُہ گیا اور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے سے لگایا اور لے آیا اور جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو بحیرا نے دیکھا کہ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر بادل سایہ کیے آ رہا ہے بحیرا نے کہا اے عربو! دیکھ لو منظر کہ بادل ساتھ ساتھ سایہ کیے آ رہا ہے اور جس درخت کے نیچے قریشِ مکہ بیٹھے ہوئے تھے تو چونکہ وُہ پہلے پہنچ چکے تھے لہٰذا سارا سایہ انہوں نے گھیر رکھا تھا اور جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سایہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جُھک گیا یہ بھی بحیرا نے دکھا دیا کہ دیکھ لو سایہ ادھر جُھک گیا ہے ازاں بعد بحیرا نے قسمیں دیکر پُوچھا کہ ان کا ولی کون ہے بتایا گیا کہ ابُوطالب ہیں پھر اس نے قسمیں دے کر کہا کہ ان کو آگے مُلک

شام نہ لے جاؤ کیونکہ وہاں متعصّب یہودی ہیں وُہ پہچان لیں گے اور ہر قسم کی تکلیف دینے سے گریز نہیں کریں گے اس پر ابُوطالب مان گئے اور واپس بھیج دیا اور بحیرا راہب نے کیک اور زیتون کا زادِ راہ ساتھ کر دیا۔ [۱]

(خصائص کبریٰ ج۱ ص۸۳ ۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۴۰)

خصائصِ کبریٰ میں یہ بھی ہے کہ جب بحیرا راہب قسمیں دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ رُوم میں متعصّب یہودی ہیں وُہ دُشمنی میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اتنے میں بحیرا نے پیچھے مُڑکر دیکھا تو ۹ نوعدد یہودی رُوم سے آئے ہیں بحیرا ان سے ملا اور پُوچھا کیسے آنا ہُوا تو وُہ بولے وُہ نبی جو اس مہینے میں نکلنے والا ہے (ممکن ہے ان کی مُراد سفر پر نکلنے کی ہو) اس کی تلاش میں رُومیوں نے ہر راستہ پر آدمی بھیج دیئے ہیں اور ہمیں خبر ملی ہے کہ وُہ آپ کے پاس پہنچ چکے ہیں (واہ رے شیطان کی دُشمنی کہ ہر بات کی خبر دُشمنوں کو پہنچاتا ہے مگر سُبحان اللہ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کی حفاظت بھی سب پر غالب ہے) الحاصل ان یہودیوں کی بات سُن کر بحیرا نے کہا تم مُجھے یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ایک کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتا ہو تو کوئی اس کو روک سکتا ہے وُہ بولے کہ نہیں بحیرا نے فرمایا بس پھر تم انکی بیعت

[۱] مستدرک ج۲ ص۶۱۵-۶۱۶ ، ترمذی شریف ج۲ ص۲۲۵ ۔

کر لو انہوں نے بیعت کی اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے ساتھ رہے زاں بعد سرکار والیِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وہاں سے واپس مکّہ مکرّمہ لوٹ آئے۔ (خصائصِ کبریٰ ص۸۳)

(۱۶)

نظر بن حارث نے حملہ کرنا چاہا تو شیر پہنچ گئے

مکّہ مکرّمہ میں رسُولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے بہت زیادہ دشمنی کرنے والے چند قریشی تھے مثلاً ابو جہل، ابو لہب، ولید بن مغیرہ شیبہ، نظر بن حارث وغیرہ۔ نظر بن حارث کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا ہر موقع پر ایذارسانی کرتا ایک دن جبکہ گرمی کا موسم دوپہر کے وقت سیّدِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ رفع حاجت کے لیے باھر تشریف لے گئے اور شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ رفع حاجت کے لیے کافی دُور نکل جایا کرتے تھے اس دن بھی سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وادی حجون میں پردے کی جگہ تشریف لے گئے تو نظر بن حارث نے دیکھ لیا اس نے موقع غنیمت جانا اور دل میں یہ بٹھایا کہ آج ان کا کام تمام کر کے ہمیشہ کے لیے چھٹکارا حاصِل کر لوں اور وُہ بدبخت چھُپ کر سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے قریب پہنچ گیا لیکن یکدم مبہوت ہو کر

پیچھے کو بھاگا اور گھبرایا ہُوا شہر میں داخل ہُوا اور اچانک ابوجہل نے دیکھ کر پُوچھا اے نظر کیا ہُوا کیوں گھبرایا ہُوا بھاگا آرہا ہے یہ سُن کر نظر نے ابوجہل سے کہا میں تو چُھپ کر مُحمّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کے پیچھے گیا تھا تاکہ ان کو ختم کردوں لیکن جب میں قریب پہنچا ہُوں تو اچانک دیکھا لمبے لمبے دانتوں والے شیر ہیں وُہ مُنہ کھولے میری طرف آرہے ہیں میں ان کو دیکھ کر ڈرتا ہُوا بھاگا آرہا ہوں یہ سُن کر بدنصیب بدبخت ابوجہل بولا یہ بھی مُحمّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کے جادُو کا کرشمہ ہے۔

(خصائصِ کبریٰ صـــــ ۱۲۸/۱)

باب ۲

مُوئے مُبارکہ

سیّدِ دوعالم محبوب ربّ العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے بال مُبارک کی برکتیں، اعجاز اور کمالات

(۱)

حضرت اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ہاں سیّدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مُبارک تھے جو انہوں نے ایک چاندی کی ڈبیہ میں رکھے ہوئے تھے آپ کے پاس جب کوئی بیمار آتا تو آپ فرماتیں پانی کا پیالہ لاؤ پھر آپ اس مُبارک ڈبیہ کو اس پیالے میں چکر لگا کر دے دیتیں اس پانی کو جو بیمار پیتا شفایاب ہوجاتا چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ صحیح بُخاری ہے۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَهْلِیْ اِلٰی اُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ وَكَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَيْنٌ اَوْ شَیْئٌ بَعَثَ اِلَيْهَا مِخْضَبَةً فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعَرِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَتْ تُمْسِكُهٗ فِیْ جُلْجُلٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَخَضْخَضَتْهُ لَهٗ فَشَرِبَ مِنْهُ قَالَ فَاطَّلَعْتُ فِی الْجُلْجُلِ فَرَاَيْتُ

شَعَرَاتٍ حَمْرَاءَ، رواہ البخاری ص۸۷۵ج۲ (مشکوٰۃ ص۳۹۱)

یعنی حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے گھر والوں نے مجھے اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ کے ہاں پانی کا پیالہ دیکر بھیجا کیونکہ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چاندی کی ڈبیہ تھی اس میں آپ نے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مُبارک سنبھال کر رکھے ہوئے تھے اور جب کوئی کسی قسم کا بیمار آتا آپ اس چاندی کی ڈبیہ مُبارکہ کو پیالہ میں حرکت دیکر دے دیتیں وُہ بیمار اس مُبارک پانی کو پی لیتا اسے شفا مل جاتی راوی فرماتے ہیں میں نے اس ڈبیہ مُبارکہ میں غور سے دیکھا تو سُرخی مائل بال مُبارک نظر آئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک مُوئے مُبارکہ کی قدر

(۲)

سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں سیّد العٰلمین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بال مُبارک تھے ایک جنگ کے دوران جب کہ آپ سپہ سالار تھے آپ کی وُہ ٹوپی گر گئی آپ نے سخت کوشش کی اور ٹوپی کو اٹھایا بعد میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ پر سوال کر دیا کہ آپ نے

ایسا کرنے سے کتنے جاں نثار شہید ہو گئے ہیں آپ نے ایسا کیوں کیا تو سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے یہ صرف ٹوپی کی خاطر ایسا نہیں کیا بلکہ ان موئے مبارکہ کی خاطر ایسا کیا ہے جو اس ٹوپی میں سلے ہوئے ہیں کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں موئے مبارکہ کی برکت سے محروم ہو جاؤں اور یہ ٹوپی کسی کافر کے ہاتھ لگ جائے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ص۳۷ ج۳، شفاء شریف ص۵۶ جلد ۲، نسیم الریاض شرح شفاء ص۴۲۴ ج۳)

۳

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قُلْتُ لِعُبَیْدَۃَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصَبْنَاہُ مِنْ قِبَلِ اَنَسٍ اَوْمِنْ قِبَلِ اَھْلِ اَنَسٍ فَقَالَ لَاَنْ تَکُوْنَ عِنْدِیْ شَعْرَۃٌ مِنْہُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا۔ (صحیح بخاری ص۲۹ ج۱)

یعنی حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ ہمارے پاس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارکہ سے ایک بال مبارک ہے جو کہ ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یا ان کے گھر والوں سے عطا ہوا ہے تو حضرت سیّدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میرے پاس ایک بال مبارک بھی ہو تو یہ میرے نزدیک دُنیا و ما فیہا[1] سے محبوب ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

[1] ساری دُنیا اور جو کچھ بھی اس میں ہے۔

(۴)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ یَحْلِقُہٗ وَطَافَ بِہٖ اَصْحَابُہٗ فَمَا یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَۃٌ اِلَّا فِیْ یَدِ رَجُلٍ۔

(صحیح مسلم ص۲۵۶/۲ ، شفا ص۳۹/۲)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کے بال اُترواتے بال اُتارنے والا بال اُتار رہا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گرد اگرد گھومتے تھے ان کی کوشش تھی کہ جو بھی بال مبارک اُترے وُہ کسی صحابی کے ہاتھ میں جائے۔

(۵)

سیّدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس بھی شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک تھا جس کے متعلق حضرت ثابت بنانی کو وصیّت فرمائی تھی کہ جب میرا وصال ہو جائے تو یہ بال مبارک میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ اصابہ میں ہے:

قَالَ ثَابِتُ الْبُنَانِیْ قَالَ لِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ هٰذِهٖ شَعْرَۃٌ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَعْہَا تَحْتَ لِسَانِیْ قَالَ فَوَضَعْتُہَا تَحْتَ لِسَانِہٖ فَدُفِنَ وَھِیَ تَحْتَ لِسَانِہٖ۔

(الاصابۃ ص۷۱ جلد۱)

یعنی سیّدنا انس بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ نے ثابت بنانی کو وصیّت فرمائی کہ جب میں فوت ہوجاؤں تو یہ بال مُبارک جو کہ سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُوئے مُبارکہ سے ایک ہے اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا تو حضرت ثابت بنانی نے وُہ وصیّت پُوری کی اور بال مُبارک صحابی کی زبان کے نیچے رکھ دیا گیا پھر آپ کو دفن کیا گیا تو وُہ بال مُبارک تا حال صحابی رضی اللہ عنہ کی زبان کے نیچے ہی ہے۔

قدر نبی دا ایہہ کی جانن دُنیا دار کمینے

قدر نبی دا جانن والے سوں گئے وچ مدینے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِكَ وَرَسُوْلِكَ سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۶)

سیّد العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قریش مکّہ نے عروہ بن مسعود کو بھیجا اور انہوں نے جائزہ لیا اور واپس آکر جو رپورٹ قریشِ مکّہ کو دی، وُہ یہ تھی اے قریشِ مکّہ میں قیصر و کسرٰی کے ہاں گیا ہوں مَیں نے شاہ نجاشی کو بھی دیکھا ہے لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ جیسی تعظیم محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ان کے اصحاب کرتے ہیں،

کہیں نہیں دیکھی وُہ وضو کرتے ہیں تو ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وضو کا قطرہ نیچے نہیں گرنے دیتے بلکہ قریب ہوتے ہیں کہ آپس میں لڑ پڑیں وُہ تھوکتے ہیں تو آپ کا تھوک مُبارک نیچے نہیں گرنے دیتے بلکہ اپنی ہتھیلیوں میں لیلتے ہیں اگر آپ کے جسمِ پاک سے بال مُبارک جُدا ہو تو وُہ نیچے نہیں گرنے دیتے اور جب وُہ گفتگو فرماتے ہیں تو سب کے سب اپنے سر جُھکا لیتے ہیں اور یوں خاموش ہو کر سنتے ہیں جیسے ان کے سروں پر پرندے ہیں اور ان کے صحابہ کرام رضوانُ اللہ علیہم اجمعین آپ کی تعظیم کے لیے آپ کی طرف نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے۔

(صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم)

(۷)

خود سیّدِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے بال مُبارک کی قدر و منزلت مندرجہ ذیل آپ کے ہی ارشادِ گرامی سے حاصِل کی جا سکتی ہے مَنْ آذٰی شَعْرَۃً مِنِّی فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰہَ۔ (جامع صغیر ص۱۵۸)

یعنی جِس نے میرے بال مُبارک کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کو ایذا دی۔

(الامان الحفیظ)

۸

رونق المجالس میں ہے کہ بلخ شہر میں ایک تاجر مالدار رہتا تھا اس کے دو بیٹے تھے جب وُہ تاجر فوت ہوا تو اس کی جائیداد دونوں بیٹوں نے آدھی آدھی لے لی لیکن اس خوش بخت و خوش نصیب تاجر کے پاس سیّد العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال مُبارک تھے، جب مُوئے مُبارکہ کی تقسیم کی باری آئی تو ایک بال مُبارک بڑے لڑکے نے اور ایک چھوٹے نے لے لیا تیسرے مُوئے مُبارک کے متعلق بڑے بھائی نے کہا ہم اس کو توڑ کر آدھا آدھا کر لیتے ہیں، یہ سُن کر چھوٹے بھائی نے (جو کہ بڑا ہی خوش عقیدہ اور خوش نصیب تھا) اس نے کہا اللہ (جل جلالہ) کی قسم ایسا ہرگز نہیں کرنے دوں گا، کیونکہ حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظیم اس سے بالا تر ہے، کہ آپ کے بال مُبارک کو توڑا جائے جب بڑے بھائی نے چھوٹے کی عقیدت دیکھی تو اس نے کہا یوں کریں تینوں مُوئے مُبارک تُو لے لے اور باپ کی ساری جائیداد مُجھے دیدے چھوٹے نے کہا مُجھے اور کیا چاہیے اس خوش بخت و خوش نصیب نے فانی دُنیا کی ساری جائیداد بڑے بھائی کے حوالے کر دی اور (ابدی دولت) یعنی تینوں بال مُبارک لے لیے اور ان کو محفوظ جگہ ادب کے ساتھ رکھ دیا جب

شوق آتا موئے مبارکہ کے سامنے درود پاک پڑھتا اور زیارت کرتا اللہ تعالیٰ بے نیاز کے دربار ایسی غیرت آئی کہ بڑے کا سارا مال دنوں میں ختم ہوگیا اور وہ کنگال ہوکر اس پنجابی کے شعر کا مصداق بنا۔

دُنیا پچھے دین ونجایا تے دنی نہ چلی ساتھ

پیر کو ہاڑا ماریا مورکھ اپنے ہاتھ

اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے چھوٹے بھائی کو موئے مبارکہ کی برکت سے دُنیا کا مال بھی کثرت سے عطا کیا۔ پھر وہ چھوٹا بھائی وہ عاشقِ رسول[1] جب فوت ہوا تو کسی نیک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ والیِ اُمّت نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ نما ہیں اور اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا تو لوگوں میں اعلان کردے کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو وہ اس (موئے مبارکہ والے) کی قبر پر آئے اور یہاں آکر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے چنانچہ اس اعلان کے بعد لوگ قصد کرکے اس عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر پر آتے اور پھر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ جو کوئی اس قبر والے علاقہ سے گزرتا سواری سے اُتر کر پیدل چلتا (ادب وتعظیم) کے لیے۔

(رونق المجالس ، القول البدیع ص۱۲۸ ، سعادۃ الدارین ص۱۲۲)

---

[1] (صلی اللہ علیہ وسلم)

۸

امام الاولیاء سیّدی داتا گنج بخش ہجویری قدّس سرّہٗ نے فرمایا کہ حضرت ابُوالعباس مہدی سیاری مرو کے کھاتے پیتے خوشحال گھرانے کے چشم وچراغ تھے باپ کے فوت ہونے پر آپ کو وراثت میں بہت زیادہ دولت ملی تھی آپ کو پتہ چلا کہ فلاں کے پاس رحمتِ عالم حبیبِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دو مُوئے مبارکہ ہیں آپ نے وُہ خرید لیے ان مُوئے مبُارکہ کی برکت سے اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے آپ کو توبہ کی توفیق عطا کی اور آپ کو اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنا ولی بنا لیا۔ (واہ رے قسمت) پھر آپ نے یعنی خواجہ مہدی سیاری نے حضرت خواجہ ابُوبکر واسطی کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ان کی خدمت میں رہ کر وُہ مقام پایا کہ اولیاء کرام کے ایک گروہ کے امام بن گئے اور پھر جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیّت کی کہ یہ دونوں بال مُبارک میرے مُنہ میں رکھ دیے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ان کا مزار مُبارک مرو میں مشہور ہے چنانچہ سرکار داتا گنج بخش قدّس سرّہٗ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں " و امروز گوراو بمرو ظاہر است مردماں بحاجت خواستن آنجا شوند ومہمات از آنجا طلبند و مجرّب است۔

(کشف المحجوب ص۱۴۳)

یعنی مہدی سیاری کا مزار شریف مرو میں مشہور ہے لوگ وہاں اپنی حاجتیں لے کر جاتے ہیں اور وہاں جا کر اپنی مہمات (حاجتیں) طلب کرتے ہیں ان کی حاجتیں پُوری ہوتی ہیں اور یہ مجرّب ہے۔

ثابت ہوا کہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مُبارک کی بے شمار برکتیں ہیں بال مُبارک کی برکت سے ایک دُنیا دار کو ولایت ملی بلکہ ولیوں کے سردار بنے اور بال مُبارک کی برکت سے لوگوں کی حاجتیں بھی پُوری ہوتی ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

تنبیہ: مندرجہ بالا ہر دو واقعات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ اولیاء کرام کے مزاراتِ مُبارکہ پر اپنی حاجتیں لے کر جانا جبکہ صاحبِ مزار کو مظہر عونِ الٰہی اور وسیلہ مان کر جائیں یہ ہرگز ہرگز شرک نہیں بلکہ خود رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاجت براری کیلئے اولیاء کرام کے مزارات پر بھیجتے ہیں جیسا کہ آپ نے واقعہ نمبر ۷ میں پڑھا اور واقعہ نمبر ۸ میں سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تائید فرمائی بلکہ خود سرکار داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ مُشکل و مصیبت کے وقت اولیاء کرام کے مزارات پر جاتے رہے ہیں چنانچہ آپ نے

کشف المحجوب میں فرمایا خود مجھے ایک واقعہ پیش آیا تو میں خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پہ مجاور رہا تو وہ مشکل حل ہوگئی۔

(کشف المحجوب ص۵۰)

اور سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مَنْ یُسْتَمَدُّ بِهٖ فِیْ حَیَاتِهٖ یُسْتَمَدُّ بِهٖ بَعْدَ مَمَاتِهٖ۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص۱۵۴)

یعنی جس کسی سے اس کی زندگی میں مدد مانگ سکتے ہیں اس سے اس کی وفات کے بعد بھی مدد مانگ سکتے ہیں۔

نیز سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قبر موسیٰ الکاظم تریاق مجرّب لاجابۃ الدّعاء۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص۱۵۴)

یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک دعا کی قبولیت کے لیے تریاق مجرّب ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کو صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔ کچھ لوگ اپنے کو عالم کہلانے والے بتوں اور کافروں والی آیاتِ مبارکہ پڑھ کر خواہ مخواہ عوام النّاس کو مشرک قرار دے رہے ہیں۔

فالی اللہ المشتکی اللہ جل جلالہ ایسے علماء کے شر سے ہم سب کو بچائے۔

(ابوسعید غفرلہٗ)

سوال: یہ بال مبارک کہاں سے آئے ہیں؟

جواب: خود سیّدِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال مبارک اُترواکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمائے کیونکہ نبیِ رحمت والیِ اُمّت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک باذن اللہ دیکھ رہی تھی (جیسے کہ آنکھ مبارکہ کے معجزات و کمالات کے بیان میں آرہا ہے) کہ یہ بال مبارک مجھ سے محبّت کرنے والوں کے پاس پہنچیں گے اور وہ برکات حاصل کریں گے اور تعظیم و توقیر کرکے جنّت الفردوس حاصل کرینگے یہ بات کہ سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بال مبارک خود تقسیم فرمائے۔ حدیثِ پاک میں ہے:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَتٰی مِنٰی فَاَتَی الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ اَتٰی مَنْزِلَهٗ بِمِنٰی وَنَحَرَ نُسُكَهٗ ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَنَاوَلَ الْحَلَّاقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهٗ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیَّ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَ الشِّقَّ الْاَيْسَرَ فَقَالَ اِحْلِقْ فَحَلَقَهٗ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اِقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ۔

(مسلم شریف ص۴۲۱، مشکوۃ شریف ص۲۳۲)

یعنی سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایام حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تشریف لائے تو پہلے آپ جمرہ عقبیٰ کے پاس تشریف لائے اور اسے کنکریاں ماریں پھر اپنے خیمہ میں جو کہ منیٰ میں تھا تشریف لائے پھر قربانی ذبح کی زاں بعد جب آپ نے احرام کھولنے کا ارادہ فرمایا تو سر مونڈنے والے کو بلایا اور شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کی دائیں جانب اس کو دی جب اس نے بال مبارک اُتار لیے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وُہ بال مبارک حضرت ابُوطلحہ (رضی اللہ عنہ) کو دیے پھر بائیں جانب مونڈنے والے کو دی جب اس نے بال مبارک اتار لیے تو سرکار[1] نے وُہ بال مبارک بھی حضرت طلحہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو دیے اور فرمایا یہ لوگوں میں تقسیم کر دو ۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔

لہٰذا وُہ بال مبارک جن خوش نصیب لوگوں کو پہنچ گئے وُہ انکے پاس محفوظ چلے آرہے ہیں۔ نیز صحیح بخاری میں ہے :

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَلَقَ رَاْسَہٗ وَکَانَ اَبُوْطَلْحَۃَ اَوَّلُ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِہٖ ۔ (صحیح بخاری ص ۲۹)

یعنی سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے سرِ مُبارک کے بال اُتروائے تو سب سے پہلے وہ بال مُبارک حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے لیے۔

(۱۱)

بلکہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار اپنے بال مُبارک تقسیم فرمائے شواہد النبوۃ میں ہے حدیبیہ کے مقام پر سیّد العلمین[1] نے حجامت بنوائی اور بال مُبارک ایک سبز درخت پر ڈال دیے یہ دیکھتے ہی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور موئے مُبارکہ کو ایک دُوسرے سے چھیننے لگے حضرت امِ عمّارہ صحابیہ فرماتی ہیں مَیں نے چند مُوئے مُبارک حاصل کر لیے اور جب رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا سے پردہ فرمایا تو میں ان مُبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر جس مریض کو پلاتی اللہ تعالیٰ اس کو شفا دے دیتا۔ (شواہد النبوۃ مترجم ص۱۴۸)

بلکہ ہمارے آقا اُمّت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی جسے چاہیں اپنے بال مُبارک عطا فرما سکتے ہیں کیونکہ اس تصریح فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ کے مطابق ایمان والوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی (علیہ السّلام) زندہ نبی ہیں۔

آگے درج شدہ واقعات پڑھیں اور ایمان مضبوط کریں۔

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۲)

حضرتِ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبدالرّحیم رَحِمَہُمَااللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں ایک بار مجھے بُخار کا عارضہ لاحق ہوا اور بیماری طول پکڑ گئی حتّٰی کہ زندگی سے نا اُمیدی ہوگئی، اسی دوران مجھے غنودگی ہوئی تو میں نے شیخ عبدالعزیز کو دیکھا وہ تشریف لا رہے ہیں اور فرمایا بیٹا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تیری عیادت (بیمار پُرسی) کے لیے تشریف لا رہے ہیں اور غالباً اسی طرف سے تشریف لائیں گے جس طرف تیری چارپائی کی پائنتی ہے، لٰہذا اپنی چارپائی کو پھیر لو تاکہ تمہارے پاؤں اس طرف نہ ہوں یہ سُن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا اور چونکہ مجھے گفتگو کرنے کی طاقت نہ تھی میں نے حاضرین کو اشارہ سے سمجھایا کہ میری چارپائی پھیر دو انہوں نے چارپائی کا رُخ پھیرا ہی تھا کہ اُمّت کے والی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لے آئے اور فرمایا کَیْفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ اے میرے پیارے بیٹے کیا حال ہے ۔ اس ارشادِ گرامی کی لذّت مجھ پہ ایسی غالب ہوئی کہ مجھے وجد آگیا اور زاری و بے قراری کی عجیب حالت مجھ پہ طاری ہوئی پھر مجھے میرے آقا رحمتِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس طرح گود میں لیا کہ آپ کی ریش مُبارک میرے سر پہ تھی اور

پیراہن مُبارک میرے آنسوؤں سے تر ہوگیا پھر آہستہ آہستہ یہ حالت سکون سے بدل گئی۔ زاں بعد میرے دل میں خیال آیا کہ مدّت گزر گئی ہے اس شوق میں کہ کہیں سے سیّدِ دو عالم اُمّت کے والی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بال مُبارک نصیب ہوں۔ آج کتنا کرم ہو اگر مُجھے میرے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ دولت عطا فرمائیں بس یہ خیال آنا ہی تھا کہ حبیبِ خُدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میرے اس خیال پر مطلع ہوئے اور آپ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) نے اپنی ریشِ مُبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو بال مُبارک مُجھے عطا فرمائے پھر یہ خیال آیا کہ بیدار ہونے کے بعد یہ بال مُبارک میرے پاس رہیں گے یا نہیں تو یہ خیال آتے ہی سرکار ابد قرار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا بیٹا یہ دونوں بال مُبارک تیرے پاس رہیں گے۔ زاں بعد حبیبِ کبریا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے درازیٔ عُمر اور کُلّی صحت کی بشارت دی تو مُجھے اسی وقت آرام ہوگیا۔ مَیں بیدار ہُوا اور مَیں نے چراغ منگایا اور دیکھا تو وُہ دونوں بال مُبارک میرے ہاتھ میں نہیں تھے مَیں غمگین ہُوا اور پھر دوبارہ جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرف متوجّہ ہوا پھر دیکھا کہ اُمّت کے والی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں بیٹا ہوش کر مَیں نے دونوں بال مُبارک تیرے تکیے کے نیچے

احتیاط سے رکھ دیے ہیں وہاں سے لے لو میں نے بیدار ہوتے ہی تکیے کے نیچے سے وُہ دونوں موئے مُبارک لے لیے اور ایک پاکیزہ جگہ میں نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ محفوظ کر لیے۔ چونکہ بخار کے بعد کمزوری غالب آگئی تھی بدیں وجہ حاضرین نے سمجھا کہ شاید موت کا وقت آگیا ہے لہٰذا وُہ رونے لگ گئے۔ مجھے چونکہ کمزوری غالب تھی اس وجہ سے مجھ میں بات کرنے کی طاقت نہ تھی تو میں نے اشارہ سے سمجھایا میں ابھی مرتا نہیں پھر کچھ عرصہ بعد مجھے طاقت حاصل ہوگئی اور میں بالکل تندرست ہوگیا۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین۔

سوال: خواب میں جو بال مُبارک شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہوئے تھے کیا واقعی وُہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مُبارک تھے کیونکہ خواب خواب ہی ہوتا ہے۔

جواب: حدیث کی کتابوں میں یہ حدیث پاک منقول ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا کیونکہ شیطان خواب میں میری صُورت بن کر نہیں آسکتا۔ (او کما قال)[1]

اور اس بات کی تصدیق مندرجہ ذیل واقعات سے ہوتی ہے کہ وُہ بال مُبارک واقعی سیّدِ دوعالم حبیبِ مکرّم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم

[1] بخاری شریف ص ۱۰۳۶ ج ۲

کے بال مُبارک تھے۔

حضرت شاہ عبدالرّحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان مُبارک بالوں کے تین کمالات دیکھے ایک یہ کہ وُہ دونوں موئے مُبارک آپس میں لپٹے رہتے تھے لیکن ان کے سامنے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدّسہ پر درُود پاک پڑھا جاتا تو وُہ دونوں بال مُبارک علیحدہ علیحدہ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

دوم یہ کہ ایک مرتبہ تین آدمی جو کہ اس معجزہ کے منکر تھے وُہ آئے اور بحث شروع کر دی کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خواب میں کسی کو بال عطا ہوں ان تینوں نے آزمانا چاہا مگر میں بے ادبی کے خوف سے آزمائش پر رضامند نہ ہوا لیکن جب مناظرہ لمبا ہو گیا تو میرے عزیزوں نے وُہ بال مُبارک اُٹھائے اور دُھوپ میں لے گئے فوراً بادل نے آکر سایہ کر دیا حالانکہ دُھوپ سخت تھی بادل کا موسم نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر ان میں سے ایک نے توبہ کر لی اور وُہ مان گیا کہ واقعی یہ حبیبِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے ہی بال مُبارک ہیں مگر دوسرے دونوں منکروں نے کہا یہ اتّفاقی امر ہے دُوسری بار پھر وُہ بال مُبارک دُھوپ میں لے گئے تو فوراً بادل آیا اور سایہ کر دیا دُوسرا منکر بھی تائب ہو گیا تیسرے نے کہا اب بھی یہ اتّفاقی

امر ہے۔ تیسری بار پھر بال مُبارک دُھوپ میں لے گئے تو پھر بھی فوراً بادل آیا اور سایہ کر دیا تو تیسرا بھی توبہ کر گیا اور مان گیا کہ واقعی یہ بال مبارک رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے ہی ہیں۔

سوم یہ کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ موئے مُبارکہ کی زیارت کے لیے آئے، میں وُہ صندوق جس میں وہ موئے مُبارکہ تھے باہر لایا کافی لوگ جمع تھے میں نے تالا کھولنے کے لیے چابی لگائی تو تالا نہ کھلا بڑی کوشش کی مگر تالا نہ کھل سکا پھر میں نے اپنے دل کی طرف توجّہ کی تو معلوم ہوا کہ ان زائرین میں فلاں شخص جنبی ہے اس پر غسل فرض ہے اس کی شامت کی وجہ سے تالا نہیں کھل رہا مَیں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو کہا جاؤ اور دوبارہ طہارت کر کے آؤ جب وُہ جنبی شخص مجمع سے باہر گیا تو تالا آسانی سے کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَنَبِیِّہٖ وَرَسُوْلِہٖ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ان تینوں واقعات نے ثابت کر دیا کہ وُہ بال مُبارک واقعی حبیبِ خُدا سیّدِ انبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے ہی بال مُبارک تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد ماجد نے آخری عمر میں تبرّکات تقسیم کیے تو ایک بال مُبارک

مجھے بھی عنایت ہُوا۔ (انفاس العارفین صفحہ ۳۹)

رحمتِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارک کی برکات

(۱۳)

تفسیر روح البیان میں ہے:

قَالُوْا لَوْ وُضِعَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ عَصَاهُ اَوْ سَوْطُهٗ عَلٰى قَبْرِ عَاصٍ لَنَجَا ذٰلِكَ الْعَاصِىْ بِبَرَكَاتِ تِلْكَ الذَّخِيْرَةِ مِنَ الْعَذَابِ۔

(روح البیان صفحہ ۲۵۹ جلد ۳)

یعنی اگر سیدِ دو عالم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک یا آپ کا عصا یا کوڑا مبارک کسی بڑے سے بڑے گنہگار کی قبر پر رکھ دیے جائیں (بشرطیکہ وہ صحیح العقیدہ مومن ہو) تو ضرور وہ گنہگار ان تبرکات کی وجہ سے بخشا جائے گا۔

(۱۴)

اگر سید العلمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک یا عصا مبارک یا کوڑا مبارک کسی مسلمان کے گھر میں یا شہر میں ہو تو ان تبرکات کی برکت سے وہاں کے رہنے والوں کو کوئی آفت

کوئی بلا نہ پہنچے گی اگرچہ وہ نہ جانتے ہوں۔

(روح البیان، ص۲۵۹، ج۳)

(۱۵)

سیّدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تائید میں ایک مثال بیان کرتے ہیں فرمایا:

فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ یُعَظِّمُوْنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَاَوْا ذَخَائِرَہٗ فِیْ دَارٍ اَوْ بَلْدَۃٍ اَوْ قَبْرٍ عَظَّمُوْا صَاحِبَہٗ وَخَفَّفُوْا عَنْہُ الْعَذَابَ۔ (روح البیان ص۲۵۹، ج۳)

یعنی عذاب کے معاف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت درجہ تعظیم کرتے ہیں تو جب وہ ایسے تبرّکات کسی کے گھر میں یا کسی قبر میں دیکھتے ہیں تو حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی خاطر عذاب میں تخفیف کر دیتے ہیں۔

تذییل:

جس چیز کی نسبت حبیب خدا سیّد انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف ہو مثلاً بال مبارک عصا مبارک، پیراہن مبارک اس کی برکتوں سعادتوں

کا اندازہ کون کر سکتا ہے جبکہ رسولِ اکرم شفیعِ اعظم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خدّام کے تبرّکات کی برکتوں کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

شیخ المحدّثین شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بی بی سائرہ کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں:

بی بی سائرہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا شیخ نظام الدّین ابوالمویّد کی والدہ تھیں اور متقدّمین میں بڑی بزرگ بی بی تھیں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قحط سالی ہوگئی لوگ نماز استسقاء پڑھتے رہے مگر بارش نہ ہوئی (جب مایوسی ہوگئی) تو بی بی سائرہ کے صاحبزادے شیخ ابُوالمویّد نے اپنی والدہ کے کرتہ کا تار (دھاگہ) ہاتھ میں لیا اور عرض کی یا اللہ[1] یہ تیری بندی اور میری ماں کے کرتے کا تار ہے جس کے جسم پر کبھی کسی نامحرم کی نظر نہیں پڑی اس تار کی برکت سے اپنے بندوں کو بارش عطا کر دے۔ شیخ ابو المویّد نے ابھی اتنا عرض کیا ہی تھا کہ بادل آگئے اور پانی برسنا شروع ہوگیا۔ (ساری قحط سالی دُور ہوگئی)۔

(اخبارالاخیار مترجم ص۵۸۲)

نتیجہ: سُبحان اللہ، سُبحان اللہ، سُبحان اللہ حبیبِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اُمّت کی ایک نیک پاکدامن عورت کے جسم کے ساتھ جو کپڑا مس ہوگیا وُہ سارا کرتہ نہیں بلکہ اس کے ایک تار کی دربارِ الٰہی

---

[1] عزّ و جلّ جلالہٗ۔

میں یہ قدر و منزلت ہے کہ وُہ قحط سالی جس کے لیے مسلمان دُعائیں کرتے رہے نماز استسقاء پڑھتے رہے مگر کچھ نہ بنا اور اس متبرّک کرتہ کے ایک تار کی برکت سے ساری قحط سالی ختم ہو جاتی ہے تو جن کے صدقے سے یہ مرتبہ ملا ان کی اپنی عظمت و شان کیا ہو گی۔ ؎

یہ شان ہے خدمتگاروں کی ‌ ‌ ‌ سردار کا عالم کیا ہو گا

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۱۶

سیّدنا بایزید بسطامی قدّس سرّہ کا ایک خادم تھا جس کو رجل مغربی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ حضور خواجہ بسطامی قدّس سرّہٗ کے وصال کے بعد وُہ دوستوں میں بیٹھا تھا کہ قبر میں منکر نکیر کے سامنے سوال وجواب کی بات چل نکلی رجل مغربی بولا اور کہنے لگا اگر منکر نکیر مجھ سے سوال کریں تو میں ان کو جواب دوں گا یہ سُن کر دوستوں نے کہا ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ کیا سوال وجواب ہُوا اس نے کہا میری قبر پر بیٹھ جانا انشاءاللہ سُنا دیں گے۔ جب وُہ رجل مغربی فوت ہوا تو اس کے دوست اس کی قبر پر بیٹھ گئے اور جب نکیرین نے رجل مغربی سے سوال کیے تو اس نے جواب میں کہا:

اَتَسْئَلُوْنِیْ وَقَدْ حَمَلْتُ فَرْوَۃَ اَبِیْ یَزِیْدَ عَلٰی عُنُقِیْ فَمَضَوْا وَتَرَکُوْہُ ۔ (تفسیر رُوح البیان ص۹۵ سُورہ نحل)

یعنی میرے رَب تعالیٰ کے فرشتو تم مجھ سے بھی سوال کرتے ہو حالانکہ میں نے خواجہ بایزید بسطامی[1] کا کوٹ اپنی گردن پر اُٹھائے رکھا۔ یہ سُن کر منکر نکیر اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

اس واقعہ سے بھی انداز کیا جا سکتا ہے کہ اللہ[2] والوں کی طرف منسوب چیز کی عند اللہ کتنی قدر ہے۔

اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں اپنے دوستوں ولیوں کے ساتھ نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے دامنِ رحمت کی برکت سے ہم سب کا ایمان پر خاتمہ کرے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اس قسم کے واقعات فقیر کی کتاب "نسبت" میں کافی درج ہیں شوق والے احباب کتاب مذکور کا مطالعہ کر کے اندازہ کر سکتے ہیں۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی الموفق ونعم الوکیل وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

---

[1] رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ۔ [2] جَلَّ جَلَالُہٗ

باب ۳ رحمتِ کائنات سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کا اعجاز اور کمالات

(۱)

وُہ زبان جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

بے ادب کا ہاتھ منہ تک نہ جا سکا

سیّدنا سلمہ بن اکوع صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

اَنَّ رَجُلًا اَکَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِہٖ فَقَالَ کُلْ بِیَمِیْنِکَ قَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَہٗ اِلَّا الْکِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَہَا اِلٰی فِیْہِ۔ (مسند احمد ص۴۶ ج۴، مسلم شریف ص۱۷۲ ج۲، مشکوٰۃ ص۵۳۶، دارمی ص۲۴ ج۲)

یعنی ایک آدمی اپنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے اسے دیکھ کر فرمایا دائیں ہاتھ سے کھا اس نے براہِ تکبّر کہہ دیا میں دائیں ہاتھ سے کھا

نہیں سکتا یہ سُن کر سیّدِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زبان حق ترجمان سے یہ لفظ صادر ہوا لَا اسْتَطَعْتَ تُو دائیں سے نہیں کھا سکے گا راوی فرماتے ہیں پھر مرتے دم تک اس بے ادب کا دایاں ہاتھ مُنّہ تک جا ہی نہ سکا۔

(۲)

بے ادب کا مُنّہ ٹیڑھا ہوگیا

حکیم بن ابُو العاص حبیبِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا اور جب رسُولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کچھ ارشاد فرماتے تو وہ اپنا مُنّہ ٹیڑھا کرتا نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دیکھ لیا تو اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے آپ[1] کی زبان پر یہ جُملہ جاری کر دیا کُنْ کَذٰلِكَ "تو ایسا ہی ہو جا" پھر اس گستاخ کا مُنّہ مرتے دم تک سیدھا ہوا ہی نہیں۔

(خصائصِ کبرٰی ص۷۹ جلد ۲)

سے

وُہ زبان جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں
اس کی نافذ حکُومت پہ لاکھوں سلام

---

[1] صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

۳

سانگ لگانے والے کا مُنہ ٹیڑھا ہوگیا

امام بیہقی نے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک دن حبیبِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خُطبہ دیا اور ایک (بدنصیب) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سانگ کر رہا تھا اُس کو اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ کے مختار نبی نے دیکھ لیا اور زبان حق ترجمان پر یہ جاری ہوا کَذٰلِكَ فَكُنْ "یعنی تُو ایسا ہی ہو جا"۔

وُہ مخبوط الحواس ہوگیا جب وُہ دو ماہ بعد ہوش میں آیا تو اس کا مُنہ ٹیڑھا ہی تھا۔ (خصائصِ کبریٰ ص۷۹ جلد ۲)

۴

گُستاخِ رسُول کو زمین نے قبُول نہ کیا

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک شخص وحی لکھا کرتا تھا وُہ مرتد ہوگیا اور اہلِ کتاب کے مُلک میں چلا گیا جاتا ہوا وُہ کہہ گیا مَا يَدْرِىْ مُحَمَّدٌ اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ۔ محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا لکھا جاتا ہے (جیسے آجکل کچھ لوگ کہہ دیتے

ہیں نبی کو اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا جبریل علیہ السلام بتا جاتے ہیں) توجب تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنا تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کی زبان مُبارک پر یہ جُملہ جاری کر دیا اَنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُہٗ یعنی اس کو زمین قبول نہیں کریگی توجب وُہ مرگیا اسے اس کے ہم مذہب لوگوں نے زمین میں دفن کر دیا اور صبح جب جاکر دیکھا تو وُہ باہر پڑا تھا وُہ لوگ سمجھے کہ یہ کاروائی مدینہ والوں کی ہے کہ وُہ آکر اسے نکال کر باہر پھینک گئے ہیں پھر انھوں نے گہرا گڑھا کھود کر اسے دفن کیا تیسرے دن دیکھا تو وُہ زمین کے اُوپر پڑا ہے، زاں بعد ان لوگوں نے نہایت گہرا گڑھا کھود کر اسے دفن کر دیا لیکن صبح جاکر دیکھا تو وُہ اُوپر پڑا ہے پھر ان کو یقین ہوا کہ کسی انسان کی کاروائی نہیں بلکہ زمین نے اسے قبول ہی نہیں کیا اور پھر جب حضرت اَبُوطلحہ صحابی رضی اللہ عنہ کسی کام کو ان کے مُلک گئے اور دیکھا کہ مُردہ زمین کے اُوپر پڑا ہے ان کو کہا کہ تم اپنے مُردوں کو دفن کیوں نہیں کرتے اس پر ان لوگوں نے سارا ماجرا سُنا دیا۔

(سیرت حلبیہ صد ۴۱۱ جلد ۲ - مشکوٰۃ شریف صد ۵۳۵)

ہر ایما ندار جانتا اور مانتا ہے کہ جس کے متعلق زبان حق ترجمان سے یہ صادر ہو جائے کہ اسے زمین قبول نہیں کریگی ایسے کو زمین قبول

کر ہی نہیں سکتی۔ زمین اسے کیسے قبول کرے کیونکہ ارشادِ نبوی ہے
اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ او کما قال صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یعنی کان کھول کر سُن لو زمین اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کی اور اس کے
رسُول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی ہے، (پیدا خُدا تعالیٰ نے کی ہے اور
زمین پر حکم اس کے پیارے رسُول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا چلتا ہے) لہٰذا
اس فرمان ذیشان ان الارض لاتقبلہ کے بعد زمین میں یہ طاقت
ہی نہ رہی کہ وُہ اس بے ادب کو قبُول کر سکے۔

یا اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہم سب کو بے ادبی سے بچا۔
بجاہ من اتخذتہ حبیبًا فی الدنیا والآخرۃ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

(۵)

بکری دُوبارہ زِندہ ہوگئی

حضرت عبد الرحمٰن بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ راوی ہیں کہ سیّدنا
جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور سیّدِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کے چہرۂ انور کو دیکھ کر اندازہ لگایا کہ رسُول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو
بھُوک لگی ہوئی ہے یہ دیکھ کر وُہ اپنے گھر آئے اور بیوی سے پُوچھا کچھ

کھانے کی چیز ہے بیوی نے قسم کھا کر کہا ہمارے گھر میں سوا ایک بکری کے اور کچھ جَو کے دانوں کے کچھ نہیں ہے پھر اس نے بکری ذبح کر دی اور دانے پیس کر آٹا بنایا آٹے کی روٹیاں پکا کر سالن میں بھگو کر ثرید بنایا سیّدنا جابر فرماتے ہیں مَیں نے وُہ ثرید والا برتن اُٹھایا اور دربارِ رسالت میں لے جاکر حاضر کر دیا۔ یہ دیکھ کر مجھے شاہِ کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا لے جابر جاؤ لوگوں کو بُلا لاؤ، جب صحابہ کرام (رَضِیَ اللہُ عَنْہُم) حاضر ہو گئے تو فرمایا تھوڑے تھوڑے میرے پاس بھیجتے جاؤ لہٰذا جتنے اندر حاضر ہوتے کھا کر چلے جاتے حتیٰ کہ سب نے کھانا کھایا اور جب سب کھا چکے تو میں نے دیکھا کہ برتن میں کھانا (ثرید) اتنا ہی ہے جتنا پہلے تھا نیز حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کھانے والوں کو فرماتے رہے کوئی ہڈی نہ توڑی جائے، بعد میں فرمایا ساری ہڈیاں اکٹھی کر دو جب بکری کی ہڈیاں برتن میں جمع ہو گئیں تو حبیبِ خُدا سیّدِ انبیاء صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ہڈیوں پر ہاتھ مُبارک رکھ کر کچھ زبان پاک سے پڑھا تو دیکھا کہ بکری کان ہلاتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی اور مجھے میرے آقا اُمّت کے والی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا اے جابر لے اپنی بکری لے جا۔ مَیں وہ بکری لے کر گھر آیا تو بیوی پُوچھتی ہے یہ بکری کہاں

سے آئی میں نے کہا:

هٰذِهٖ وَاللّٰهِ شَاتُنَا الَّتِیْ ذَبَحْنَا دَعَا اللّٰهَ فَاَحْیَاهَا لَنَا قَالَتْ اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ (زرقانی علی المواہب ص ۱۸۴)

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۱)، (خصائص کبریٰ صفحہ نمبر ۲۲۷ جلد-۱)

اللہ (جل جلالہ) کی قسم یہ وہی بکری ہے جو ہم نے ذبح کی تھی، یہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ہمارے لیے زندہ کر دی ہے[1] یہ سن کر بیوی نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ ہمارے آقا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے رسول ہیں۔ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ اکرم الاوّلین والآخرین وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن

نوٹ: مذکورہ واقعہ نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کا بھی معجزہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کا بھی۔

(۶)

مری ہوئی بیٹی زندہ ہو گئی

امام بیہقی نے دلائل النبوّۃ میں تحریر کیا ہے کہ ایک آدمی کو

---

[1] بعض لوگ بکری کے زندہ ہونے کو تسلیم نہیں کرتے مگر ہمارے لیے حافظ الحدیث علامہ سیوطی اور محبِ رسول علامہ نبہانی رحمہا اللہ کا اپنی کتابوں میں لکھ دینا ہی شہرت کے لیے کافی ہے۔ وکفی بھما قدوۃ۔ (فقیر ابو سعید غفرلہ)

سیّد الثقلین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسلام کی دعوت دی تو اس نے شرط عائد کر دی کہ میں اس وقت اسلام قبول کروں گا جب آپ میری مُردہ بیٹی کو زندہ کریں، یہ سُن کر نبیِ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تُو مجھے اپنی بیٹی کی قبر پر لے چل جب وُہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹی کی قبر پر لے گیا تو آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے فلاں کی بیٹی تو قبر کے اندر سے آواز آئی لَبَّیْكَ وَ سَعْدَیْكَ یہ سُن کر اُمّت کے والی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تو دُنیا میں دوبارہ آنا چاہتی ہے تو اس نے عرض کیا نہیں یا رسُول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کیونکہ میں نے اپنے رب تعالیٰ کو اپنے والدین اور آخرت کو دُنیا سے بہتر پایا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۴۲۲)

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۷)

شفا قاضی عیاض میں ہے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک شخص دربارِ نبوّت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسُول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ہم نے اپنی بیٹی کو فلاں وادی میں پھینک دیا تھا یہ سُن کر شفیقِ اُمّت صلّی اللہ علیہ وسلّم

اس کے ساتھ اس وادی میں پہنچ گئے اور اس لڑکی کا نام لے کر یوں ندا دی اے فلاں کی بیٹی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حکم سے زندہ ہو جا یہ زبان حق ترجمان سے فرمانا تھا کہ فوراً وہ لڑکی زندہ ہو کر حاضر ہو گئی اور عرض کیا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۰ تو رسولِ اکرم نبیِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی تیرے ماں باپ ایمان لا چکے ہیں کیا تو چاہتی ہے کہ تجھے تیرے والدین کے سپرد کر دوں، یہ سُن کر لڑکی نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) چونکہ میں نے اپنے ربِّ کریم کو والدین سے زیادہ مہربان پایا ہے اس لیے مجھے یہیں رہنے دیں۔ (شفا شریف صفحہ ۳۲) (حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ ۴۲۲)

سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اعزازاً زندہ کیے گئے

اور ان دونوں نے تفصیلی ایمان قبول کیا

جیسے خالقِ کائنات جل جلالہ نے اپنے حبیب رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے مردوں کو زندہ کیا یوں ہی اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز و اکرام کے لیے آپ کے والدین کریمین کو دوبارہ زندہ کیا۔ ائمہ حدیث و فقہ و تفسیر نے اس

مسئلہ کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا ہے (فجزاھم اللہ تعالیٰ عنا احسن الجزاء) چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نو کتابیں تحریر کی ہیں جن کا نام رسائل تسعہ رکھا گیا ہے ان میں چھ کتابیں سرف جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ناجی (جنّتی ہونے کے متعلق ہیں۔ (فجزاہ اللہ عنا خیر الجزاء وجعل لجنّۃ مثواہ) ان میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل قاہرہ سے ور متعدّد وجوہ سے ثابت کیا ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے الدین کریمین جنّتی ہیں۔ایک وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے بیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام و اعزاز کے لیے آپ کے والدین کریمین کو ان کے وصال کے بعد زندہ فرمایا اور ان دونوں حضرات نے تفصیلاً اللہ رسول (جلّ جلالہٗ وصلّی اللہ علیہ وسلّم) پر ایمان کا اقرار کیا جیسے کہ حدیث پاک میں ہے:

عَنْ عُرْوَۃَ ابْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاَلَ رَبَّہٗ اَنْ یُّحْیِیَ اَبَوَیْہِ فَاَحْیَاھُمَا لَہٗ فَاٰمَنَا بِہٖ ثُمَّ اَمَاتَہُمَا

(زرقانی علی المواہب ص۱۶۸)(حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۱۲)

حضرت عروہ بن زبیر، اُمّ المؤمنین عائشہ صدّیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہم

سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے رَبِّ کریم سے دعاء کی یا اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ میرے والدین کو زندہ کر تو رَبِّ ذوالجلال نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دُعاء کو قبول فرمایا دونوں کو زندہ کیا اور وُہ دونوں (والدین کریمین) اپنے لختِ جگر رحمت للعالمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان لائے اور پھر اپنی اپنی آرامگاہوں میں آرام فرما ہو گئے۔

اس حدیث پاک کے متعلّق بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ حدیث نے فقہاء کرام اور علماء راسخین نے اپنے اپنے تاثرات بیان کیے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- یہ حدیث پاک ان پہلی حدیثوں کے لیے ناسخ ہے جو حدیثیں منکرین بیان کرتے ہیں کیونکہ یہ حدیث پاک بعد کی ہے اور بعد والی حدیثیں پہلی مخالف حدیثوں کے لیے ناسخ ہُوا کرتی ہیں۔

اس بات کو آسان لفظوں میں یوں سمجھیے کہ پہلے رحمتِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین کریمین کے متعلّق کوئی بات واضح اور ثابت نہ تھی کہ ان کا کیا حال ہے کیونکہ جب ان دونوں حضرات کا وصال ہُوا تھا اس وقت اُمّت کے والی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابھی اعلانِ نبوّت نہیں کیا تھا کیونکہ جب والد ماجد کا وصال ہُوا تو آپ

ابھی شکمِ مادر میں تھے اور جب والدہ ماجدہ کا وصال ہُوا اس وقت آپ کی عُمر شریف تقریبًا پانچ چھ سال کی تھی اور نبوّت و رسالت کا اعلان عُمر شریف کے چالیس سال ہونے پر کیا اور ان کے وصال کے وقت کسی بھی نبی کی نبوّت ظاہر نہ تھی تو کوئی دلیل موجود نہ تھی کہ سرورِ کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین کریمین کا کیا حال ہے اور اس وقت مختلف روایات (منفی اور مثبت) چل رہی تھیں مثلاً یہ کہ وُہ زمانہ فترت تھا اور اہلِ فترت کی بخشش کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ انہوں نے شرک اور بُت پرستی نہ کی ہو۔ اور یہ امر مسلّم ہے کہ حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اہلِ فترت سے تھے اور یقیناً انہوں نے کبھی بھی بُت پرستی نہیں کی تھی اور یہ بات ان دونوں کے جنّتی ہونے کیلئے کافی تھی، لیکن اللہ ربّ العلمین جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنے حبیب رحمتِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اعزاز و اکرام کے لیے آپ کے والدین (ماں، باپ) دونوں کو دوبارہ زندہ کیا اور دونوں حضرات نے تفصیلاً اور صراحۃً ایمان قبول کیا کلمہ پڑھا اور پھر اپنی آرامگاہوں میں آرام فرما ہوگئے۔ یہ حدیث پاک جس میں دوبارہ زندہ ہو کر ایمان قبول کرنے کا ذکر ہے پہلی سب مخالف مفہوم کی احادیث کے لیے ناسخ ثابت ہوئی پہلی حدیثیں منسوخ ہوگئیں اور اب کسی ایمان والے کو

اس بات میں شک نہ رہا کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین جنّتی ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

ائمہ حدیث اور علماءِ اعلام کے تاثرات

۱۔ قَالَ الزُّرْقَانِیْ فِیْ شَرْحِ الْمَوَاہِبِ بَعْدَ ذِکْرِ اِحْیَائِہِمَا وَقَدْ جَعَلَ ھٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّۃُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ نَاسِخًا لِلْاَحَادِیْثِ الْوَارِدَۃِ بِمَا یُخَالِفُہٗ وَنَصُّوْا عَلٰی اَنَّہٗ مُتَاخِّرٌ عَنْہَا فَلَا تَعَارُضَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہُمَا۔

(زرقانی علی المواہب ص۱۶۹) (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۱۲)

یعنی امام عبدالباقی زرقانی نے مواہب لدنیہ کی شرح میں فرمایا کہ یہ حدیث پاک جس میں شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے وصال کے بعد زندہ ہونے اور تفصیلاً ایمان قبول کرنے کا ذکر ہے۔ اس حدیث پاک کو ائمہ حدیث نے اس حدیث پاک سے پہلے کی مخالف مفہوم کی احادیث مبارکہ کے لیے ناسخ قرار دیا ہے، (یعنی پہلی حدیثیں منسوخ ہوگئیں اور صراحۃً فرمایا کہ یہ حدیث پاک بعد کی ہے لہٰذا کوئی تعارض (ٹکراؤ) نہ رہا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

علامہ حقی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی

۲- وَفِی الْاَشْبَاہِ وَالنَّظَائِرِ مَنْ مَاتَ عَلَی الْکُفْرِ اُبِیْحَ لَعْنُہٗ اِلَّا وَالِدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِثُبُوْتِ اَنَّ اللّٰہَ اَحْیَاھُمَا لَہٗ حَتّٰی اٰمَنَا کَذَا فِیْ مَنَاقِبِ الْکُرْدَرِیْ۔ (تفسیر روح البیان ص۲۱۷ جلد ۱)

یعنی کتاب الاشباہ والنظائر میں ہے کہ جس کسی کو کفر پر موت آجائے اس کو لعنت کرنا جائز ہے لیکن رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین کریمین پر (ہرگز) لعنت جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین کو دوبارہ زندہ کیا اور وہ اللہ رسول پر ایمان لائے جیسے کہ مناقب کردری میں ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی

۳- قَالَ الشِّہَابُ ابْنُ حَجَرٍ فِیْ مَوْلِدِہٖ وَفِیْ شَرْحِ الْھَمْزِیَّۃِ اَنَّ الْحَدِیْثَ غَیْرُ ضَعِیْفٍ بَلْ صَحَّحَہٗ غَیْرُ وَاحِدٍ

لہ جل جلالہٗ ــ صلی اللہ علیہ وسلم

مِنَ الْحُفَّاظِ ۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص۲۱۲)

امام شہاب الدین ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شرح ھمزیہ میں ہے کہ یہ حدیث پاک ضعیف نہیں ہے بلکہ اس حدیث پاک کو بہت سارے حفاظِ حدیث نے صحیح کہا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّخَذَہُ اللّٰہُ حَبِیْبًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

امام تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی

۴ ۔ قَالَ التِّلْمِسَانِیُّ رُوِیَ اِسْلَامُ اُمِّہٖ صلی اللہ علیہ وسلم بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ وَکَذَا رُوِیَ اِسْلَامُ اَبِیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَکِلَاھُمَا بَعْدَ الْمَوْتِ تَشْرِیْفًا لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ[1] ۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص۲۱۳)

علامہ تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا دوبارہ زندہ ہو کر اسلام قبول کرنا اور یونہی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا اسلام قبول کرنا صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے دونوں کو ان کے وصال کے بعد اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز و اکرام کے لیے زندہ کیا تھا۔

[1] زرقانی علی المواہب ص۱۶۹

اللّٰہم صلّ وسلّم وبارک علی النبی الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

علّامہ اسماعیل حقّی رحمۃ اللّٰہ کا ارشادِ گرامی

۵۔ سرکارِ دو عالم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے والدین کریمین کا زندہ ہونا اور اور ایمان لانا نہ عقلاً ممتنع ہے نہ ہی شرعاً۔ کیونکہ قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہونا اور اپنے قاتل کی خبر دینا مذکور ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح ہمارے نبیِ اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دستِ اقدس پر اللّٰہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے متعدّد مُردے زندہ فرمائے ہیں۔ پس جب یہ ثابت ہے تو نبیِ اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے والدین کریمین کے دوبارہ زندہ ہو کر ایمان قبول کرنے میں کون سی چیز مانع ہے۔ (رُوح البیان ص ۲۱)

ایک محبِّ نبی کا قولِ مُبارک

۶۔ قَالَ بَعْضُھُمْ : ؎

اَیْقَنْتُ اَنَّ اَبَا النَّبِیِّ وَاُمَّہٗ ۔۔۔ اَحْیَاھُمَا الرَّبُّ الْکَرِیْمُ الْبَارِیْ

حَتّٰی لَہٗ شَھِدَا بِصِدْقِ رِسَالَۃٍ ۔۔۔ سَلِّمْ فَتِلْکَ کَرَامَۃُ الْمُخْتَارِ

ھٰذَا الْحَدِیْثُ وَمَنْ یَّقُوْلُ بِضُعْفِہٖ

فَھُوَ الضَّعِیْفُ عَنِ الْحَقِیْقَۃِ عَارِیْ [۱]

بیشک نبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ ان دونوں کو ان کے ربِّ کریم نے زندہ کیا، حتّٰی کہ دونوں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سچّے رسول ہونے کی گواہی دی۔

[۱] حجۃ اللّٰہ علی العالمین ص ۲۱۳

اے عزیز اس بات کو مان لے کہ یہ مختار نبی کی کرامت ہے، (عزت افزائی کے لیے ہے) اور دوبارہ زندہ ہو کر ایمان قبول کرنا یہ حدیث پاک سے ثابت ہے اور جو کوئی اس حدیث پاک کو ضعیف کہے وہ خود ضعیف ہے (اس کا ایمان ضعیف ہے) ایسا شخص حقیقت سے عاری ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِی المختار سَیِّد الابرار زین المرسلین الاخیار وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الی یوم القرار۔

حبّ الرسول علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک

۷۔ اِنَّ اللّٰہَ اَحْیَاھُمَا لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اٰمَنَا بِہٖ وَھٰذَا السَّبِیْلُ مَالَ اِلَیْہِ طَائِفَۃٌ کَثِیْرَۃٌ مِنَ الْاَئِمَّۃِ الْحُفَّاظِ مِنْھُمُ الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرِ الْخَطِیْبُ الْبَغْدَادِیُّ وَالْحَافِظُ اَبُوالْقَاسِمِ ابْنُ عَسَاکِرِ وَالْحَافِظُ اَبُوْحَفْصِ بْنُ شَاھِیْنِ وَالْحَافِظُ اَبُوالْقَاسِمِ السُّھَیْلِیُّ وَالْاِمَامُ الْقُرْطَبِیُّ وَالْحَافِظُ مُحِبُّ الدِّیْنِ الطَّبَرِیُّ وَالْعَلَّامَۃُ نَاصِرُالدِّیْنِ بْنُ الْمُنِیْرِ وَالْحَافِظُ فَتْحُ الدِّیْنِ بْنُ سَیِّدِ النَّاسِ۔ [1]

[1] زرقانی علی المواہب ص۱۶۹ ج۱ (حجۃ اللہ علی العلمین ص۲۱۳)

اس بات میں شک وشبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز واکرام کےلیے آپ کے والدین کو زندہ فرمایا اور وُہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ اس امر کی (زندہ ہوکر ایمان لانے کی) حدیث پاک کو بہت سارے اماموں اور حفّاظِ حدیث نے اپنایا ہے مثلاً

۱۔ حافظ الحدیث اَبُوبکر خطیب بغدادی۔ ۲۔ حافظ الحدیث اَبُوالقاسم ابن عساکر۔ ۳۔ حافظ الحدیث اَبُوحفص بن شاہین۔ ۴۔ حافظ الحدیث اَبُوالقاسم سُہیلی۔ ۵۔ امام قرطبی۔ ۶۔ حافظ الحدیث محب الدّین طبری ۷۔ علاّمہ ناصرالدّین بن منیر۔ ۸۔ حافظ الحدیث فتح الدّین بن سیّدالناس

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِی المختار سَیّد الابرار وعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابہ الی یوم القرار۔

۸۔ اَلْحَافِظُ السِّیُوْطِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَزَاہُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ خَیْرَ الْجَزَاءِ فَاِنَّہٗ اَلَّفَ فِیْ ذٰلِكَ جُمْلَةً مُؤَلَّفَاتٍ اَثْبَتَ فِیْھَا نَجَاتَھُمَا بِبَرَاھِیْنَ کَثِیْرَةٍ وَاَقَامَ النَّکِیْرَ عَلٰی مَنْ زَعَمَ خِلَافَ ذٰلِكَ مِنْ اَھْلِ الْجُمُوْدِ وَالْجُحُوْدِ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۱۳)

اللہ تعالیٰ جل جلالہ حافظ الحدیث امام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
کو تمام مسلمانوں کی طرف سے بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا کرے کہ
اُنہوں نے کئی کتابیں اس موضوع پر لکھی ہیں اور دلائل قاہرہ سے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا جنّتی ہونا ثابت کیا
ہے اور جن لوگوں نے اپنی ضد تعصّب اور جمود کی وجہ سے اس کے
خلاف باتیں کی ہیں ان کی خُوب خبر لی ہے۔

(رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ تامۃ الی یوم الدّین)

اہلِ جمُود کا ایک واقعہ

سیّد شریف مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھّا ہے کہ ایک
عالمِ دین کو اس مسئلہ میں تردّد تھا کہ رحمتِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے والدین جنّتی ہیں یا نہیں (اس کا جمُود ٹوٹتا نہیں تھا) اسی تردّد میں
مطالعہ کرتے کرتے چراغ پر جُھک گئے اور بدن جل گیا، صبح ہوئی تو
ایک (فوجی) لشکری آیا اور دعوت کی درخواست کی کہ میرے ہاں
آپ کی دعوت ہے۔ گھوڑے پر سوار ہو کر دعوت کھانے جا رہے
تھے کہ ایک سبزی فروش اپنی دوکان کے سامنے ترازُو اور باٹ
لیے بیٹھا تھا اس نے اُٹھ کر گھوڑے کی لگام پکڑ کر شعر پڑھنا شروع

کر دیے جو یہ ہیں :

آمَنْتُ اَنَّ اَبَا النَّبِیِّ وَاُمَّہٗ

اَحْیَاهُمَا الْحَیُّ الْقَدِیْرُ الْبَارِیْ

حَتّٰی لَقَدْ شَھِدَا لَہٗ بِرِسَالَتِہٖ

صَدِّقْ فَذٰلِكَ كَرَامَةُ الْمُخْتَارِ

یعنی میرا ایمان ہے کہ نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ ان دونوں کو اس ذات نے زندہ کیا جو کہ حیٌّ و قدیر اور پیدا فرمانے والا ہے، حتّٰی کہ دونوں نے رسولِ اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کی رسالت کی گواہی دی، اس بات کو مان لے کیونکہ یہ اس مختار نبی کے اکرام کے لیے ہے" —— جب عالمِ دین مذکور نے یہ سُنا تو خیال کیا کہ یہ حدیث تو ضعیف ہے، فوراً اس سبزی فروش نے شعر پڑھ دیا، مولانا یہ بات حدیث پاک سے ثابت ہے اور جو اس حدیث کو ضعیف کہے وُہ خود ضعیف ہے (اس کا اپنا ایمان ضعیف ہے) اور حقیقت سے عاری ہے، یہ شعر سُنا کر اس نے اس عالمِ دین سے کہا اے شیخ ان باتوں کو مضبوط پکڑلے اور راتوں کو نہ جاگ اور اپنے جسم کو نہ جلا اور مولانا یہ بھی سُنتے جائیں کہ دعوت پر نہ جاؤ کیونکہ وُہ حرام پکا ہُوا ہے۔ اس سبزی فروش کے اس فرمانے سے مولانا صاحب بے خود ہو کر سوچتے ہی رہ گئے پھر خیال آنے پر اس سبزی فروش کی تلاش شروع کر دی اور دُکانداروں

سے پُوچھا کہ وُہ سبزی فروش کہاں گیا دوکاندار بولے مولانا یہاں تو کبھی کوئی سبزی فروش نہیں بیٹھا، زاں بعد وُہ عالمِ دین وہیں سے واپس آگئے اور دعوت پر نہ گئے۔ (شمول الاسلام صـ۳۷)

دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس زمانے کے علماء کو بھی جمود توڑ کر اس اعجازی شان کو مان لینے کی توفیق عطا کرے اور رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو معاذ اللہ..... ثابت کرکے دوزخ نہ خریدیں۔

حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مُبارک

۹۔ امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث پاک لکھ کر کہ حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربِّ کریم جل جلالہ سے دُعاء کی یا اللہ (جل جلالہ) میرے والدین کو زندہ کر اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے زندہ کر دیا اور وُہ دونوں ایمان لائے پھر وصال فرمایا اس پر امام سہیلی نے فرمایا:

وَاللہُ قَادِرٌ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَلَيْسَ تَعْجِزُ رَحْمَتُهٗ وَقُدْرَتُهٗ عَنْ شَیْءٍ وَنَبِيُّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَهْلٌ اَنْ يَّخُصَّهٗ بِمَا شَآءَ مِنْ فَضْلِهٖ وَيُنْعِمَ عَلَيْهِ بِمَا شَآءَ مِنْ كَرَامَتِهٖ وَقَدْ جَعَلَهٗ هٰٓؤُلَآءِ الْاَئِمَّةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ نَاسِخًا لِلْاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ بِمَا يُخَالِفُ

ذٰلِكَ وَنَصُّوْا عَلٰى اَنَّهٗ مُتَاَخِّرٌ عَنْهَا فَلَا تَعَارُضَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا۔

(زرقانی علی المواہب ص۱۹۸ ج۱، حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۲۱۳)

اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہر چیز پر قادر ہے اس کی رحمت اور اس کی قدرت کسی چیز سے عاجز نہیں اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے اہل ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ان کو جس فضیلت کے ساتھ چاہے خاص کرے اور جو چاہے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر انعام کرے اور پھر یہ کہ ائمہ حدیث نے اس حدیث پاک کو دوسری حدیثوں کے لیے ناسخ قرار دیا ہے اور اس پر نص فرمائی ہے کہ حدیث پاک بعد کی ہے (اس وجہ سے دوسری احادیثِ مبارکہ منسوخ ہوگئیں) لہٰذا ان کا آپس میں کوئی تعارض (ٹکراؤ) نہیں ہے۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلھم

امام علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز قول مبارک

۱۰۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سید العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مبارکہ بڑھتے ہی چلے گئے اور وصال شریف تک زیادہ سے زیادہ ہوتے گئے اور یہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا زندہ ہو کر ایمان قبول کرنا یہ بھی ان فضائل میں سے ہی ہے نیز فرمایا کہ

والدین کریمین کا زندہ ہونا یہ نہ توعقلاً بعید ہے نہ شرعاً ناممکن ہے کیا قرآن پاک میں بنی اسرائیل کے قتیل کا دوبارہ زندہ ہونا اور اپنے قاتل کا پتہ بتانا ثابت نہیں اور کیا قرآن پاک سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا ثابت نہیں اور کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حکم سے مُردے زندہ نہیں کیے؟ اور جب یہ ثابت ہے تو کونسی چیز مانع ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین زندہ کیے جائیں جبکہ یہ سب کچھ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز و اکرام کے لیے ہے۔ (زرقانی علی المواہب ص۱۸۷، حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۱۴)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ الذی کرّمته و فضلته عَلَی العٰلَمین وعَلٰی آله وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِین۔

ایک سوال:

یہ ان علماء سے سوال ہے جو کہ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے متعلق کہہ جاتے ہیں کہ وُہ تو مُسلمان نہیں تھے بلکہ وُہ ...... تھے، سوال یہ ہے کہ آپ مولوی صاحبان میں سے کوئی نومُسلم ہو اس کا باپ مُسلمان نہیں تھا اور اسکا لڑکا مُسلمان ہو کر کسی دینی درسگاہ میں داخل ہو گیا علمِ دین حاصل کر کے عالمِ دین کہلایا، اس

عالمِ دین کو کوئی کہہ دے کہ آپ کا باپ تو بے ایمان اور کافر تھا اور وُہ کافر ہی مرگیا، تو دل پر پتھّر رکھ کر بتائیں کہ آپ کی عزّت افزائی ہوئی یا بے عزّتی ہوئی۔ فقیر اپنی غیرتِ ایمانی کی وجہ سے ایسے عالمِ دین سے پُوچھتا ہے خُدارا سچ سچ بتاؤ تمہارا دل اس بات کے سُننے سے کہ آپ کا باپ تو بے ایمان کافر تھا وُہ تو کُفر پر ہی مرگیا ہے دل دُکھا یا کہ دل خوش ہُوا، یقیناً آپ کا دل دُکھا (حالانکہ بات سچّی ہے، جھوٹ نہیں) تو کیا نبیوں کے نبی سیّد العٰلمین باعثِ ایجادِ عالم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ہی رہ گئے ہیں کہ تم لوگ ان کے والدین کے متعلّق جو مرضی کہو اور ان کا ربّ کریم جلّ جلالہٗ تمہیں جنّت بھیج دے، ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ایسا کہنے سے جو تم کہتے ہو یقیناً ان کو ایذا پہنچتی ہے ان کا دل مُبارک دُکھتا ہے، جیسے کہ قاضی اَبُوبکر مالکی کا قول گزرا۔ مولوی صاحبان ہوش کرو عقل کے ناخن لو اور ضد، ہٹ دھرمی کو چھوڑ دو، تعصّب کا راستہ اختیار نہ کرو ورنہ اس کرّے حکم کا انتظار کرو۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔
(قرآن کریم)

یعنی وُہ لوگ جو میرے حبیب کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب تیار ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

بزرگانِ دین کے سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والدین کریمین کے متعلّق اقوالِ مُبارکہ

سیّدنا عُمر بن عبدالعزیز قدّس سرّہٗ کے تاثرات

۱۔ سیّدنا عُمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے کاتب نے کہہ دیا کہ اگر میرا باپ کافر تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ بھی ---- تھا، یہ سُن کر فَغَضِبَ غَضَبًا شَدِیْدًا وَعَزَلَہٗ مِنَ الدِّیْوَانِ۔

(الدرج المینفہ للسیوطی رحمۃ اللہ علیہ ص۲۱)

یہ سُن کر سیّدنا عُمر بن عبدالعزیز سخت غضب ناک ہوئے اور اس کاتب کو اس کے عہدے سے معزول کر دیا۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

قاضی ابُوبکر مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مُبارک

۲۔ حضرت قاضی ابُوبکر مالکی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پُوچھا جو یہ کہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ---- تھے اس کے متعلّق کیا

حکم ہے یہ سُن کر فرمایا ایسا شخص ملعون ہے، (لعنتی) ہے کیونکہ قرآنِ مجید میں ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

نیز فرمایا وَلَا اَذٰی اَعْظَمُ مِنْ اَنْ یُّقَالَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ فِی النَّارِ۔ (مسالک الحنفاء ص۹۷)

یعنی اس سے بڑی ایذا کوئی نہیں کہ کسی کے باپ کے متعلّق کہا جائے وُہ دوزخی ہے۔ حَسْبُنَا اللّٰہ ونعم الوکیل۔

حبّ الرّسول علّامہ نبہانی رحمۃ اللّٰہ علیہ کا ارشادِ مُبارک

۳۔ قَدْ اَلَّفَ کَثِیْرٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ مُؤَلَّفَاتٍ مُسْتَقِلَّۃً فِیْ نَجَاۃِ اَبَوَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(حجۃ اللّٰہ علی العٰلمین ص۴۱۳)

تحقیق سے ثابت ہُوا کہ بہت سارے اور کثیر علماء کرام نے رحمتِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے والدین کریمین کے جنّتی ہونے کے متعلّق مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ (رحمہم اللّٰہ تعالیٰ)

حَسْبُنَا اللّٰہ وَنعم الوکیل وَلاحول وَلاقوّۃ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلیّ العظیم۔

امام المتکلّمین امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز ارشاد

۴۔ امام المفسّرین امام فخر الدّین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی :

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اِنَّھُمَا لَمْ یَکُوْنَا مُشْرِکَیْنِ بَلْ کَانَا عَلَی التَّوْحِیْدِ وَمِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

(المقاصد السنّیہ ص ۹)

یعنی شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مشرک نہیں تھے بلکہ وُہ دونوں توحید پر اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

امام رازی کون تھے

اور امام فخر الدّین رازی[1] کے متعلّق علاّمہ سیوطی فرماتے ہیں :

وَنَاھِیْکَ بِہٖ اِمَامَۃً وَجَلَالَۃً فَاِنَّہٗ اِمَامُ اَھْلِ السُّنَّۃِ فِیْ زَمَانِہٖ ...... وَھُوَ الْعَالِمُ الْمَبْعُوْثُ عَلٰی رَأْسِ الْمِائَۃِ السَّادِسَۃِ لِیُجَدِّدَ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَمْرَ دِیْنِھَا۔

(مسالک الحنفاء ص ۱۹)

[1] رحمۃ اللہ علیہ

اے عزیز، امام رازی کا امام ہونا اور ان کی جلالت شان کافی ہے کیونکہ امام رازی اہلسنّت کے اپنے زمانہ میں امام تھے۔ نیز امام رازی چھٹی صدی کے مجدّد تھے (رحمۃ اللّٰہ علیہ) ان کو اللّٰہ تعالیٰ جل جلالہ نے بھیجا تھا تاکہ دینِ مصطفےٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی تجدید کریں۔

رَحمہما اللّٰہ رحمۃ واسعۃً دائمۃً وَصلّی اللّٰہ علیٰ خیر البریۃ وَسیّد العٰلمین وعلیٰ اٰلِہٖ واَصحابِہٖ وَسلّم۔

میرے عزیز مقامِ غور ہے کہ امام رازی رحمۃ اللّٰہ علیہ جیسے امام المتکلّمین اور صدی کے مجدّدِ دین وملّت ایسے ایسے ایمان کے موتی بکھیریں کہ ان کی خوشبو ایمان والوں کے مشامِ دل کو تا قیامت معطّر کرتی رہیں گی تُو بھی اپنے دل کو پاک وصاف کرتا کہ تجھے بھی یہ ایمانی اور روحانی خوشبو معطّر کرے اور عقیدے کی میل کچیل دُور ہو۔

حَسبُنَا اللّٰہ ونعم الوکیل۔

علّامہ سیُوطی رحمۃ اللّٰہ علیہ کا قول مُبارک

۵۔ حافظ الحدیث علّامہ عبد الرحمٰن سیوطی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے فرمایا:

فَاَقُوْلُ ذَھَبَ کَثِیْرٌ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ الْاَعْلَامِ اِلٰی اَنَّھُمَا نَاجِیَانِ وَمَحْکُوْمٌ لَھُمَا بِالنَّجَاۃِ فِی الْاٰخِرَۃِ۔

(الدرج المنیفہ ص ۱)

بہت بڑے مشہور ائمہ کرام نے یہ اختیار کیا ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین جنتی ہیں اور ان اماموں کا یہ فیصلہ ہے کہ دونوں (ماں، باپ) آخرت میں نجات یافتہ ھیں صَلَّی اللّٰہُ عَلَی الْحَبِیْبِ الْمُنِیْبِ اللَّبِیْبِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

نیز امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جن لوگوں نے اس مسئلہ میں مخالفت کی ہے یہ ائمہ کرام ان لوگوں کے اقوال کو ان سے بہتر جانتے ہیں اور یہ ائمہ کرام ان مخالفین سے درجہ میں (علم میں) کم نہیں ہیں۔ نیز فرمایا یہ ائمہ کرام احادیثِ مبارکہ اور آثارِ شریفہ کو مخالفین سے زیادہ جانتے ہیں یاد رکھتے ہیں اور دلائل کو پرکھتے ہیں، یہ ائمہ کرام مخالفین سے سبقت رکھتے ہیں کیونکہ یہ ائمہ کرام ہر قسم کے علم کے ماہر ہیں۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

(الدرج المینفہ ص۱)

علامہ سیّد محمود آلوسی صاحبِ تفسیر رُوح المعانی کا قولِ مُبارک

۶۔ صاحبِ تفسیر رُوح المعانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آیت پاک سے سیّد العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر

استدلال کیا گیا ہے جیسے کہ اہلسنّت کے بہت سارے جلیل القدر علماء اور ائمہ کرام کا مسلک ہے، نیز فرمایا وَاَخْشٰی الْکُفْرَ عَلٰی مَنْ یَّقُوْلُ فِیْہِمَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا۔ یعنی جن علماء نے رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلّق اس کے خلاف کیا ہے مجھے تو ان کے متعلّق خوف ہے کہ ان کا اپنا ایمان ضائع نہ ہو جائے۔ (تفسیر روح المعانی ص ۱۳۸/۱۹ مطبوعہ ملتان) [1]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰبَائِہٖ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

شیخ المحدّثین شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک

۷۔ حضرت شاہ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے متعلّق علماء متقدّمین نے اختلاف کیا ہے۔ وَاما متاخرین پس تحقیق کردہ اند اسلام والدین بلکہ تمام آبا و امہات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را تا آدم علیہ السّلام

(اشعۃ اللمعات ص ۷۱۸ جلد ۱)

یعنی علمائے متاخرین نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مسلمان تھے بلکہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

[1] زیرِ آیت وتقلّبک فی الساجدین

سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک سب آباءِ کرام و امہات ذیشان کا مسلمان ہونا ثابت کیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۸۔ نیز فرمایا وحدیث احیائے والدین اگرچہ در حد ذات خود ضعیف است لیکن تصحیح و تحسین کردہ اند بتعدد طرق۔

(اشعۃ اللمعات ص۷۱۸ جلد۱)

یعنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے زندہ ہو کر ایمان قبول کرنے والی حدیث اگرچہ بذاتِ خود ضعیف ہے لیکن اس کی سندیں اس قدر کثیر ہیں کہ یہ حدیث حسن بلکہ صحیح کے درجہ تک پہنچ گئی ہے۔

نوٹ: اگر کسی سند حدیث میں ضعف ہو تو تعدد طرق اور تلقی بالقبول سے اس حدیث کا ضعف ختم ہو جاتا ہے اور وہ حدیث صحیح کے درجے تک پہنچ جاتی ہے جیسے کہ حدیث پاک مذکور ہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۹۔ نیز شیخ المحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "واین علم گویا مستور بود از متقدمین پس کشف کرد آنرا حق تعالیٰ بر متاخرین واللہ یختص برحمتہ من یشاء بماشآء من فضلہ"۔

(اشعۃ اللمعات ص۷۱۸ جلدا)

یعنی یہ وہ علم ہے جو متقدمین پر پوشیدہ رہا لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے یہ متاخرین پر منکشف کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ جس کو چاہے جس انعام کے ساتھ چاہے اپنے فضل سے خاص کر لیتا ہے۔

وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیبِہٖ اَکرَمِ الاَوَّلِینَ وَالاٰخِرِینَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ۔

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک

۱۰۔ علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے زندہ فرمایا اور وہ دونوں ایمان لائے اور پھر اپنی اپنی آرامگاہوں میں آرام فرما ہو گئے، یہ حدیث پاک صحیح ہے اور جن محدثین کرام نے اس حدیث پاک کو صحیح فرمایا ہے ان میں سے بعض کے اسماء مبارکہ یہ ہے امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ

شام کے حافظ الحدیث ابن ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ اور اس میں طعن کرنا بیجا ہے کیونکہ کرامات اور خصوصیات کی شان ہی یہ ہے کہ وہ قواعد اور عادات سے خلاف ہوتی ہیں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا وصال کے بعد زندہ ہو کر ایمان لانا ان کے لیے نافع ہے دوسروں کے لیے نہیں۔

تفسیر اکلیل علیٰ مدارک ص۱۰۱ جلد ۲، سیرت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

سند الفقہا سید ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی

۱۱- سیدی و سندی ابن عابدین علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے رد المحتار میں فرمایا ہے:

اَلَا تَرٰی اَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَکْرَمَہٗ اللّٰہُ تَعَالٰی بِحَیَاۃِ اَبَوَیْہِ لَہٗ حَتّٰی اٰمَنَا بِہٖ کَمَا فِیْ حَدِیْثٍ صَحَّحَہُ الْقُرْطَبِیُّ وَابْنُ نَاصِرُ الدِّیْنِ حَافِظُ الشَّامِ وَغَیْرُھُمَا۔

(رد المحتار ص۲۳۱ جلد ۴)

یعنی کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز و اکرام کے لیے ان کے والدین کریمین کو زندہ کیا حتیٰ کہ وہ

دونوں اپنے لختِ جگر پر ایمان لائے جیسے کہ اس حدیث پاک میں ہے
جس کو علاّمہ قرطبی نے اور ابن ناصرالدّین شامی رحمہا اللہ نے اور دیگر ائمہ
حدیث نے صحیح ثابت کیا ہے۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ عنا احسن الجزاء

مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

مندرجہ بالا اقوالِ مبارکہ سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے

۱۔ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما دوبارہ زندہ کیے گئے اور وہ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

۲۔ اور یہ جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز و اکرام کے لیے زندہ کیے گئے اور اگر نہ بھی زندہ کیے جاتے تو پھر وہ جنّتی تھے کیونکہ وہ اہلِ فترت سے تھے اور ان دونوں نے کبھی بھی نہ شرک کیا نہ بت پرستی کی

۳۔ والدین کریمین کا دوبارہ زندہ ہونا یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور اس حدیث پاک کو بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ حدیث نے صحیح کہا ہے۔

۴- یہ حدیث پاک مخالفین کی پیش کردہ احادیث مُبارکہ کی ناسخ ثابت ہوئی یعنی اس حدیث پاک سے پہلے کی ساری مخالف حدیثیں منسوخ قرار پائیں۔

۵- سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کو کافر یا دوزخی کہنے والا ملعون ہے، لعنتی ہے ایسا کہنے سے یقیناً یقیناً حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچتی ہے اور ایسے شخص کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔

۶- ڈر اس بات کا ہے کہ ایسے شخص کا ایمان چھن جائے۔

(معاذ اللہ) حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيل وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔

دعوتِ فکر

چند حقائق عشق و محبّت والوں کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں وُہ خود اپنے ایمان سے پُوچھ کر فیصلہ کرتے جائیں۔

۱- عَنْ مَعَاذِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَاَءَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ[1]

[1] مجمع الزوائد ص۱۶۴، ابُو داؤد شریف ص۲۰۵، مشکوٰۃ شریف ص۱۸۹، المستدرک ص۵۶۷۔

حضرت معاذ صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآنِ پاک پڑھا اور اس کے مطابق عمل کیا اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کا نُور سُورج کے نُور سے بھی زیادہ ہوگا۔

اے عزیز اگر صرف قرآنِ مجید پڑھنے اور عمل کرنے والے کے والدین کو یہ اعزاز ملے گا تو جس کے وسیلہ سے قرآن پاک ملا ہے اور جس کی ہدایت سے ساری خُدائی قرآن پاک کے مطابق عمل پیرا ہے اس کے والدین کو کیا کیا انعامات ملنے چاہئیں۔ یہ تو اپنے ایمان سے پُوچھ کر بتا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِیِّ الْکَرِیْم وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن ۔

۲۔ایک بار حضرت امّ المومنین عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا تنور میں روٹیاں لگا رہی تھیں ایک روٹی حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مُبارک سے لگائی تو باقی ساری روٹیاں پک گئیں مگر جس روٹی کو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مُبارک لگا اس روٹی کو آنچ تک نہ آئی۔

(حالات مشائخ نقشبندیہ ص۱۱۲)

میرے عزیز غور کر جس روٹی کو اُمّت کے والی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہاتھ مُبارک لگ جائے اسے تو آگ اثر نہ کر سکے تو جس شکمِ پاک میں رحمتِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نو مہینے رہیں اس کے متعلّق کیا رائے ہے تو اپنے ایمان سے پُوچھ لے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارِکْ عَلَی النَّبِیِّ المختار سَیِّد الابرار وعَلٰی آلِہٖ واَصْحَابِہٖ اِلٰی یوم القرار۔

۴۔ سیّدنا انس صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے رومال کیساتھ رحمت والے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ نے ہاتھ صاف کیے تو اس رومال کو آگ نہیں جلاتی تھی، جب میلا ہو جاتا حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اسے تنور میں ڈال دیتے میل چلا جاتا مگر اس رومال کا ایک تار بھی نہ جلتا۔ (خصائص کبریٰ صفحہ ۸۰/۲)

(مثنوی شریف ، تفسیر رُوح البیان ، سیرت رسُول عربی صلی اللہ علیہ وسلم)

عزیزِ من غور کر جس کپڑے کے ساتھ جانِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دستِ مُبارک لگ جائے اسے تو آگ نہ جلا سکے اور جس شکمِ پاک میں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خود جلوہ گر رہے ہوں اس کے متعلّق تیرا ایمان کیا کہتا ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الکَرِیْم وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

۴ - سیّدنا یوسف علیہ الصّلاۃ والسّلام نے اپنا کُرتہ مُبارک بھیجا اور فرمایا اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ

(قرآن مجید سورہ یوسف پ۱۳ آیت ۹۳)

میری یہ قمیص لے جاؤ اور میرے ابّا جان کے چہرہ پر ڈالدو ان کی نظر لوٹ آئے گی۔

عزیزِ من جو کپڑا یوسف علیہ السلام کے جسم پاک کے ساتھ لگ گیا اس کی برکت سے بینائی واپس آجائے تو نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کے ساتھ جو چیز لگ جائے اس کا کیا حال ہونا چاہیے اور جس شکمِ پاک میں خود اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا حبیب مہینوں تک رہا اس کے متعلّق تو اپنے ایمان سے پُوچھ کر بتا کہ کہاں ہونا چاہیے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

۵ - ایک گنہگار شخص نے حضرت خواجہ بہاؤالحق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی دست بوسی کی تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اسے اسی ادب کی وجہ سے جنّت بھیج دیا۔

(خلاصۃ العارفین)

غور کر ایک ولی کے ہاتھ مبارک کے ساتھ منہ لگ جانے سے جنّت حاصل ہو جائے تو جن کے وسیلہ سے ولی ولی بنتا ہے ان کے جسمِ مقدّس و معطّر کے ساتھ جو لگ جائے وُہ کہاں ہونا چاہیے اپنے ایمان سے پُوچھ کر بتاتا جا۔ (صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم)

۶۔ ایک (قاضی) فوت ہو گیا اس کی بیوی حاملہ تھی۔ اس قاضی کو بداعمالیوں کی وجہ سے قبر میں عذاب ہو رہا تھا اور جب اس کی بیوی نے بچّہ جنا اور پھر اس بچّے کو اس کی ماں مسجد میں لے گئی اور مولانا صاحب سے کہا یہ میرا بیٹا ہے اسے قرآن پاک پڑھاؤ مولانا صاحب نے بچّے سے فرمایا پڑھ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بچّے نے بسم اللّٰہ پڑھی تو اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے فرشتوں سے فرمایا اب اس کے باپ سے عذاب اُٹھا لو کیونکہ اس کے بچّے نے مجھے رحمان و رحیم کہا ہے۔ (قلیوبی ص۱۴)

اسی قسم کا ملتا جلتا واقعہ تفسیر بیضاوی میں بھی ہے۔

مقام غور ہے کہ بچّے نے بِسْمِ اللّٰہ پڑھی باپ کو یہ انعام ملا کہ اس سے عذاب معاف ہو گیا تو جن کے بچّے نے سارے جہان کو بسم اللّٰہ پڑھا دی اس کے والدین کو کیا انعام ملنا چاہیے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۷ ۔ سیّدنا یونس علیہ السلام چند دن مچھلی کے پیٹ میں رہے تین دن یا دس دن یا چالیس دن تو وہ مچھلی جنّت جائیگی ۔

(تفسیر رُوح البیان ص ۲۲۶ جلد ۵)

یہ بات اگرچہ قطعی نہیں لیکن مؤیّدات میں سے ضرور ہے قابلِ غور بات ہے کہ اس مچھلی نے کوئی نماز نہیں پڑھی کوئی روزہ نہیں رکھا صرف اور صرف اس وجہ سے جنّت کی حقدار ہوگئی کہ اس کے پیٹ میں ایک اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ کا نبی چند دن رہا تو جس شکمِ پاک میں نبیوں کے نبیؐ رسولوں کے امام کئی مہینے رہے اس کے متعلّق آپ کا ایمان کیا فتویٰ دیتا ہے ان کو کیا انعام ملنا چاہیے ۔

فقیر ابُوسعید غفرلہٗ ولوالدیہ ولاحبابہ عرض کرتا ہے کہ اس رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین کو یہ انعام ملنا چاہیے جس کا تذکرہ ۲۱ جنوری ۱۹۷۸ء کے اخبارات مثلاً نوائے وقت اور مشرق میں شائع ہوا تھا وہ یہ ہے کہ حکومت سعودیہ عربیہ نے مسجد نبوی شریف کی توسیع کا پروگرام بنایا اور رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جسدِ مبارک کو بمع چھ دیگر صحابہ کرام کے جنّت البقیع میں منتقل کیا تو آپ کا جسمِ مبارک بالکل صحیح وسالم تھا کسی قسم کا تغیّر واقع نہیں ہوا تھا ۔ نیز فقیر مدینہ منوّرہ حاضر

ہُوا وہاں مورخہ ۲۹ر نومبر ۱۹۹۴ء کو ٹھیکیدار عبداللطیف سے ملاقات ہوئی اس نے بتایا کہ جب رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ ماجد سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جسدِ مُبارک منتقل کیا گیا تو ہم نے بھی زیارت کی تھی کچھ فاصلہ سے دیکھا کہ کفن مُبارک بھی بالکل بے داغ تھا اور ایسی فضا مہکی کہ بیان نہیں ہوسکتی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِیِّ الْمختار سَیِّد الابرار وعَلٰی ابائہ الاخیار وآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ الطاھرات المطھرت الٰی یوم القرار وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن ۔

ایک مغالطہ

بعض لوگ امام الائمہ سراج الامّہ سیّدنا امام اعظم ابُوحنیفہ قدّس سرّہٗ کو بھی اپنے ساتھ ملا کر بے ادبوں کی صف میں کھڑا کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فقہ اکبر میں فرمایا وَوَالِدَا رَسُوْلِ اللہِ مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والدین دونوں کفر پر مرے تھے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔

جواب: پہلی بات یہ کہ فقہ اکبر کے متعلّق اختلاف ہے کہ یہ کس کی تصنیف ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سیّدنا امام اعظم ابُوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کی ہے اور محقّقین نے جو تحقیق کی ہے وُہ یہ ہے کہ فقہ اکبر ابُوحنیفہ محمّد بن یُوسف بُخاری کی تصنیف ہے اور جب یہ ثابت ہی نہیں کہ یہ تصنیف امام اعظم رحمہ اللہ کی ہے تو ان کے سر اعتراض تھونپنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ دُوسری بات یہ ہے کہ اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ یہ فقہ اکبر سیّدنا امام اعظم قدّس سرّہٗ کی ہے تو پھر عبارت میں اختلاف ہے جو فقیر کے پاس فقہ اکبر ہے اس میں ہے:

وَوَالِدَا رَسُوْلِ اللہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم مَاتَا عَلَی الْفِطْرَۃِ۔[1]

یعنی رحمتِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والدین کریمین دونوں کا وصال

[1] فقہ اکبر ص۱۵

فطرت (دینِ اسلام) پر ہُوا ہے۔

وَالحَمدُ لِلّٰہِ ربِّ العٰلَمِیْن۔ لہٰذا معلوم ہُوا کہ یہ کسی کی تحریف ہے کہ مَاتَا عَلَی الفِطرۃ کو مَاتَا عَلَی الکفر کر دیا اور سیّدنا امام اعظم رحمہ اللہ کو خواہ مخواہ بے ادبوں میں کھڑا کر دیا ہے ورنہ سیّدنا امام اعظم ابُوحنیفہ قدّس سرّہٗ جو کہ پیکرِ ادب و احترام تھے ان سے کیسے بے ادبی کے الفاظ سرزد ہو سکتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی ضد کرے اور کہے کہ یہ الفاظ امام اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) کے ہی ہیں تو ہم کہیں گے تمہیں وُہ مُبارک اور ہمیں یہ مُبارک اَلحَمدُ للہ رَبِّ العٰلَمین ہمارے پاس جو نسخہ فقہ اکبر ہے اس میں صاف صاف لکھا ہے مَاتَا عَلَی الفطرۃ۔

اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں باادب رکھے اور ادب والوں میں ہمارا حشرونشر کرے۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللہِ بعزیز وَصَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلٰی حَبِیْبِہٖ رَحْمَۃً لِّلعٰلَمِیْن وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذی هدانا لِھٰذَا وَماکنا لنهتدی لولا ان هدانا اللّٰه وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ -

اَمَّا بَعد ! فقیر نے رحمتِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے والدین کریمین رضی اللّٰہ عنہما کے جنّتی ہونے کے متعلّق مضمون لکھ کر کاتب کے ہاں بھیج دیا اور پھر دو دن کے بعد مجھے میرے لختِ جگر قاری محمّد مسعود حسّان سلمہٗ الرّحمان نے ایک کتاب خرید کر مجھے ہدیّۃً دی جس کا نام " ذخائر محمّدیہ " ہے جو کہ تصنیف ہے حضرت محترم ڈاکٹر محمّد علوی مالکی مکّی مدظلہٗ کی ، فقیر نے کتاب کھول کر اس کی فہرستِ مضامین پر نظر ڈالی تو نظروں کے سامنے یہ عنوان آیا " اظہارِ حقیقت " حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کے والدین کے بارے میں ' مضمون پڑھا تو دل باغ باغ ہوگیا کیونکہ اس میں کچھ مفید ترین باتیں درج تھیں جو کہ ایمان کو جلا بخشنے والی ہیں خیال آیا کہ اس مضمون کو اپنے مضمون کے ساتھ سمو دیا جائے ، پھر خیال آیا کہ یہ مضمون خاصہ طویل ہے نیز یہ کہ اس کے کافی دلائل فقیر کے

مضمون میں آچکے ہیں۔ لہٰذا اس مضمون میں مندرج مفید باتیں بطور لاحقہ اپنے مضمون کے ساتھ تحریر کر دی جائیں تاکہ وَیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِیْمَانًا کے طور باعثِ فرحت و مسرّت ہوں۔ اقول وَباللہ التوفیق۔

۱۔ ابولہب کی بیٹی درّہ جب ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ آئی اور ایمان لے آئی تو کچھ عورتوں نے کہا یہ ابولہب کافر کی بیٹی ہے جس کے بارے میں تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ سُورۃ نازل ہوئی تھی یہ سُن کر درّہ نے دربارِ رسالت میں شکایت کر دی تو رسُولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا "اے لوگو! تم مجھے میرے خاندان کے حوالے سے کیوں مجھے ایذا دیتے ہو"۔ یہ حدیث پاک لکھ کر حضرت مصنّف دام ظلہم فرماتے ہیں جب حُضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ابولہب کے حوالے سے ناراضگی فرمائی حالانکہ وُہ قطعی طور پر کافر ہی مرا تھا تو اس شخص کے بارے میں رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کتنے ناراض ہونگے جو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والدین کے متعلّق ایسی بات کہتا ہے حالانکہ سرکارِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والدین فطرتِ اسلامی پر فوت ہوئے۔ لازمی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایسے شخص پر زیادہ ناراض ہوں گے جو حُضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے والدین کریمین کی بارگاہ میں اہانت کرتا

ہے یا اس طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والدین وہ مُبارک ہستیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے عزّت سے نوازا اور ان کے پاک وجود سے کائنات کے سردار کو پیدا فرمایا ہے، لہٰذا ایسا شخص خود اپنے آپ کو لعنت کا حقدار بنا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ کی رحمت سے اپنے کو دُور کر رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ کا ارشادِ گرامی ہے:

ان الّذین یوذون اللّٰہ و رسُولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدلھم عذابا مھیناً۔

(قرآن مجید - ذخائر محمدیہ)

۲- فقیر نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ میرے پاس جو فقہ اکبر ہے اس میں عبارت یوں ہے وَوَالِدَا رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاتَا عَلَی الْفِطْرَۃِ۔

یعنی سیّدنا امام اعظم ابُوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے والدین کریمین کا دین اسلام (فطرت) پر وصال ہُوا۔ اس کے متعلّق حضرت مصنّف موصُوف مدظلہٗ نے فرمایا فقہ اکبر میں ماتا علی الکفر کے الفاظ نہیں بلکہ اس میں عبارت یوں ہے:

والدا رسُول اللّٰہ ماتا علی الفطرت۔ سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے والدین دینِ فطرت پر فوت ہوئے، نیز فرمایا میں نے یہ عبارت

خود اس قدیم نسخے میں دیکھی ہے جو کہ مدینہ منورہ کی شیخ الاسلام لائبریری میں موجود ہے جس کا رجسٹر نمبر ۲۳۰ ہے، اور مجھے بعض اہلِ علم نے بتایا کہ یہ نسخہ عہدِ عباسی کا تحریر کردہ ہے۔

(ذخائرِ محمدیہ ص۵۷)

نیز فرمایا کہ جس فقہِ اکبر کے نسخہ میں ماتا علی الکفر کا لفظ ہے یہ جھوٹ ہے اس قدیم نسخے کی مخالفت کرتا ہے۔

(ذخائرِ محمدیہ ص۵۷)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ تحریف ہے لفظ فطرت کو کُفر سے بدل کر امام اعظم قدس سرہٗ کے سر بہت بڑی بے ادبی تھوپ دی گئی ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ شریروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آبَائِہِ الْکِرَامِ وَآلِہِ الْعِظَامِ وَصَحْبِہِ الْفِخَامِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ۔

۳۔ حضرت مصنّف علوی مالکی زید شرفہم نے فرمایا صحیح قول یہی ہے کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے والدین کریمین اسلام پر تھے بڑے بڑے ائمہ کا یہی قول ہے امام سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے اس موضوع پر تین رسالے

لکھے ہیں۔ (ذخائرِ محمدیہ ص۶۰)

۴۔ یہ واقعہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا گیا جمہور اور ثقہ علماء کے نزدیک صحیح ہے۔ (ص۶۰)

۵۔ منکرین جتنی روایات پیش کرتے ہیں وُہ آحاد کا حکم رکھتی ہیں۔ اور آحاد قرآن پاک کے ارشاد وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ (ص۶۳)

۶۔ منکرین جو روایات پیش کرتے ہیں وُہ اس واقعہ سے پہلے کی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان دونوں (والدین کریمین) کو دوبارہ زندہ کیا تھا تاکہ وُہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں۔

(ذخائرِ محمدیہ ص۶۳)

۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا دوبارہ زندہ ہونا اور تفصیلی ایمان سے مشرف ہونا اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور یہ جمہور کا قول ہے۔

(ذخائرِ محمدیہ ص۶۷)

۸۔ منکرین جو احادیثِ مبارکہ پیش کرتے ہیں ان احادیثِ مبارکہ میں بڑے بڑے اکابر علماء نے جرح کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہیں۔ (ص۶۴)

۹ - ملّا علی قاری نے رجوع کے بعد شرح شفا میں اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان کا مسئلہ اجل علماء کے درمیان متّفق علیہ ہے اور یہی جمہور اور ثقہ علما کا قول ہے -

(ذخائر محمدیہ ص۶۴)

۱۰ - علّامہ سیّد محمود آلوسی صاحب تفسیر رُوح المعانی نے جس کا شمار ثقہ علماء میں ہوتا ہے انہوں نے وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ، کے تحت لکھا ہے -

جو شخص رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین رضی اللہ عنہما کے خلاف باتیں کرتا ہے مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اس کا اپنا ایمان چھن جائے اور وُہ کافر ہو جائے - [1] (ذخائر محمدیہ ص۶۵)

حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِينَ -

۱۱ - علّامہ سیّد محمّد امین کتبی رحمۃ اللہ علیہ نے رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے وُہ کتاب ذخائر محمّدیہ کے صفحہ نمبر ۶۷ پر درج ہے اس کے چند اشعار

[1] تفسیر رُوح المعانی ص۱۳۸ جز نمبر ۱۹

پیشِ خدمت ہیں :

آمنتما برسول اللہ معجزۃ
وانتما فی الآن فی فردوس جنات

اے ہمارے صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین تم دونوں اپنے لختِ جگر اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے رسول پر ایمان لائے معجزے کے طور پر اور تم دونوں اب جنّت الفردوس میں جاگزین ہو۔

۲- وقال ان نجاۃ والدین عدت
حقا بتحقیق سادات واثبات

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیشک سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا جنّتی ہونا حق ہو گیا ہے بڑے بڑے محقّقین اور اکابر اور ثقہ علماء کی تحقیق سے

۳- وذالک معتقدی حقا ومستندی
مدعما باحادیث وآیات

یہ میرا پختہ اور حق عقیدہ ہے جو کہ احادیثِ مبارکہ اور آیاتِ قرآنیہ سے مؤیّد ہے۔

۴- والمصطفٰی مع برالوالدین لہ اعلی المناصب فی کل مقامات

مصطفٰے کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نیکوکار والدین کے ساتھ بڑے اونچے اونچے مقامات اور منصبوں پر ہیں۔ اللّٰھُمَّ صلّ وسلّم وبارک علیٰ خیر البریہ سیّد العٰلمین وعلیٰ آبائہ الکرام والہٖ واصحابہ العظام الیٰ یوم القرار۔

۸

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بُلانے پر درخت بھاگتا ہُوا حاضر ہو گیا

سیدنا ابنِ عمر صحابی رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ اچانک ایک اعرابی آیا اسے سرکار[1] نے ایمان کی دعوت دی تو اس نے کہا آپؐ کے رسول ہونے پر کیا دلیل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ درخت جو نظر آرہا ہے اگر یہ آکر گواہی دے تو ایمان لائے گا اس نے کہا کیوں نہیں تو باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بُلایا تو سب نے دیکھا کہ وُہ درخت زمین کو چیرتا ہوا حاضر ہو گیا آپ نے اس سے تین بار گواہی طلب کی اس نے تینوں بار باآواز گواہی دی پھر وُہ رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے واپس اپنی جگہ گیا۔

رواہ الدارمی ص ۱۸ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۴۱)[2]

۹

زبان پاک سے دُعا فرمائی تو دیوانہ بچّہ تندرست ہو گیا

ایک عورت اپنے ایک بچّے کو دربارِ نبوّت میں لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میرے بچّے کو بیماری ہے اور یہ ایسے ایسے کرتا ہے یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دُعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اسے موت دیدے یہ سُن کر حبیبِ خُدا سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں اس

[1] صلی اللہ علیہ وسلم [2] مجمع الزوائد ص ۲۹۵ جلد ۸

کے لیے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عزّوجل اسے شفا دے اور یہ جوان ہو کر مردِ صالح بنے پھر یہ اللہ (عزّوجل) کی راہ میں جنگ کرے اور شہید ہو کر جنّت پہنچ جائے۔

فَدَعَا لَهُ فَشَفَاهُ اللّٰهُ وَشَبَّ وَكَانَ رَجُلًا صَالِحًا فَقَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقُتِلَ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ ۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۹) ۔ (خصائص کبریٰ ص ۲)

یعنی جب اس بچّے کے لیے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی تو وُہ تندرست ہو گیا اور وُہ جوان ہو کر بڑا نیک مرد ثابت ہوا پھر وُہ جنگ میں شریک ہو کر کافروں سے لڑا حتّٰی کہ وُہ شہید ہو کر جنّت پہنچ گیا۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

(۱۰)

دُعا سے دیوانہ بچّہ صحت مند ہو گیا

سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ ایک عورت اپنے

دیوانے بچے کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا یہ بچہ دیوانہ ہے اور یہ صبح و شام ہمیں بہت پریشان کرتا ہے یہ سن کر سرکار نے فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَدْرَہٗ وَدَعَا لَہٗ فَثَعَّ ثَعَّۃً فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِہٖ مِثْلَ الْجِرْوِ الْاَسْوَدِ فَشُفِیَ ۔ (سنن دارمی ص ۱۹ ج ۱) (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۹) (مسند احمد ص ۲۳۹ ج ۱) (مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۱)[1]

یعنی اس دیوانے بچے کے سینہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت والا ہاتھ مبارک پھیرا اور زبان مبارک سے دعا فرمائی تو اس بچے نے قے کر دی اور اس کے پیٹ سے ایک کالے رنگ کی کتے کے بچے کی طرح کوئی چیز نکل کر بھاگ گئی اور وہ بچہ تندرست ہو گیا۔

نوٹ: اس واقعہ میں زبان مبارک اور ہاتھ مبارک دونوں کا اعجاز ثابت ہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ الَّذِیْ بَعَثَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

(۱۱)

زبان مبارک کے حکم سے بچہ تندرست ہو گیا

امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ جس کو علامہ ابن حجر نے حسن کہا ہے

[1] مجمع الزوائد ص ۹

تخریج کی سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم سیّد العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے نکلے اور جب وادیٔ روحا میں پہنچے تو شفیقِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک عورت کو دیکھا کہ وُہ قصد کر کے آرہی ہے یہ دیکھ کر نبیِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی سواری روک لی اور جب وُہ عورت قریب آئی تو اس نے عرض کیا یا رسُول اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) یہ میرا بچّہ جب سے پیدا ہوا ہے یہ بیمار ہی چلا آرہا ہے یہ سُن کر رسُولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بچّے کو پکڑ کر اپنے آگے بٹھایا اور اس کے مُنہ میں آبِ دہنِ مُبارک ڈالا اور فرمایا اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰہِ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دُشمن نکل جا کیونکہ مَیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا رسُول ہوں یہ فرما کر وُہ بچّہ اس کی ماں کو پکڑا دیا اور فرمایا اسے لے لے اب اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ حضرت سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم حج سے فارغ ہو کر بطن روحا میں پہنچے تو وہی عورت ایک بھُنی ہوئی بکری لے کر حاضر ہوگئی تو حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بی بی اس بکری کا ایک بازو مجُھے دے اس نے حاضر کر دیا پھر فرمایا دُوسرا بازو بھی پکڑا اس نے حاضر کر دیا پھر فرمایا اور بازو پکڑا اس نے عرض کیا یا رسُول اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) بکری کے دو ہی بازو

ہوتے ہیں وہ میں نے حاضر کر دیے ہیں یہ سُن کر سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ سَکَتَتِّ مَا زِلْتِ تُنَاوِلُنِیْ ذِرَاعًا مَا قُلْتُ لَکِ نَاوِلِیْنِیْ ذِرَاعًا۔

یعنی بی بی اگر تو چپ رہتی (یہ نہ کہتی کہ بازو تو دو ہی ہوتے ہیں) تو جب تک میں کہتا رہتا تو مجھے بازو پکڑاتی ہی رہتی۔

(خصائص کبریٰ ص ۳۶ ج ۲) (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۷)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارك عَلَی النبی المختار سیدا لابرار وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابہ الاخیار۔

نوٹ: اس قسم کے مزید واقعات کے لیے ملاحظہ ہو: (مجمع الزوائد ص ۳۱۴ ج ۸، دارمی ص ۲۷ ج ۱، مسند احمد ص ۴۸ ج ۴)

(۱۲)

نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی کُلی مبارکہ سے ایک گونگا اور دیوانہ بچہ تندرست ہوگیا

حضرت ام جندب صحابیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمرہ عقبہ کے پاس دیکھا اور سرکار[1] نے کنکریاں ماریں لوگوں نے بھی کنکریاں ماریں اچانک دیکھا کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوئی جو کہ گونگا اور دیوانہ تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ[1] (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے اس بیٹے کو تکلیف

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

ہے اور یہ بولتا بھی نہیں، یہ سُن کر نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک پیالے میں پانی لاؤ، وُہ پتھر کے پیالے میں پانی لے کر حاضر ہوئی تو رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کُلّی کی اور دُعاء فرمائی اور فرمایا لے جاؤ اور یہ پانی اس بچّے کو پلاؤ اور اس سے اسے غسل دو وُہ عورت جارہی تھی تو میں بھی پیچھے ہو گئی اور اسے کہا اس میں سے مجھے بھی تبرّک دو اس نے مجھے بھی پانی دیا میں نے وُہ پانی اپنے بیٹے عبد اللہ کو پلایا تو اس بچّے نے بہترین زندگی گزاری اور پھر میں اس عورت سے بھی ملی، اور پُوچھا تو اس نے بتایا میرا بیٹا بالکل تندرست ہو گیا ہے وُہ بیٹا ایسا ہُوا کہ اس سے بہتر کوئی لڑکا نہ ہو سکا اور وُہ سب سے عقلمند ہو گیا - (ابن ماجہ باب النشرۃ صفحہ ۲۶) (حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ ۴۲۸) (خصائص کبریٰ صفحہ ۳۹-۳۸/۲)

(۱۳)

بچّہ کا جلا ہُوا ہاتھ آپ کے دہن کی برکت سے فوراً ٹھیک ہو گیا

حضرت[1] محمّد بن حاطب اپنی والدہ ام جمیل سے روایت کرتے ہیں میری والدہ نے بتایا میں تجھے لے کر حبشہ سے آرہی تھی اور جب مدینہ منوّرہ سے ایک دن کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے ایک جگہ کھانا

[1] رضی اللہ عنہ

پکایا اسی دوران ایندھن ختم ہو گیا میں لکڑیاں لینے گئی تو تو نے ہنڈیا کو کھینچا اور وُہ ہنڈیا تیرے اُوپر گر گئی اور تیرا بازو جل گیا میں تجھے لے کر رحمتِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہو گئی یہ دیکھ کر آپؐ نے تیرے بازو پر آبِ دہن مُبارک ڈالا اور کچھ پڑھ کر دم کیا۔ فَمَا قُمْتُ بِكَ مِنْ عِنْدِهٖ حَتّٰى بَرِءَتْ يَدُكَ

(زرقانی علی المواہب ص۱۹۲/۵، حجۃ اللّٰہ علی العلمین ص۴۲۸، خصائص کبرٰی ص۶۹/۲)

یعنی میں تجھے لے کر اُٹھی تو تو بالکل تندرست تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

(۱۴)

کٹا ہُوا بازو آبِ دہن کی برکت سے ساتھ جُڑ گیا

سیّدنا خبیب بن یساف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ راوی ہیں کہ میں ایک جنگ میں شریک ہوا اور دورانِ جنگ کسی نے میرے بازو پر حملہ کیا تو میرا بازو لٹک گیا میں اسے پکڑ کر دربارِ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر امام الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے آبِ دہن مبارک لگا کر میرا بازو میرے کندھے سے جوڑ دیا اور میں اسی وقت ٹھیک

ؐ صلی اللہ علیہ وسلم

ہو گیا اور پھر میں نے اُسی بازو کے ساتھ اُسی دشمن کو قتل کر دیا جس نے میرا بازو کاٹا تھا ۔ (خصائص کبریٰ ص۲۵۴) (حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۲۸) (شفا شریف ص۲۱۳)

(۱۵)

کھاری کنوئیں میں آبِ دہن ڈالنے سے

وُہ کنواں ہمیشہ کے لیے میٹھا ہو گیا

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار کوئیں میں آبِ دہن مبارک ڈالا تو وُہ کنواں ہمیشہ کے لیے دار الشفاء بن گیا۔ چنانچہ سیدنا اُسید اور سیدنا ابوحمید سیدنا ابوسہل بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بئرِ بضاعۃ کنوئیں پر تشریف لائے اور ڈول میں کُلی کی پھر اس کو کنوئیں میں ڈال دیا پھر دوبارہ ڈول میں کُلی فرمائی اور کنوئیں میں ڈال دیا اس کنوئیں سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی پانی نوش فرمایا پھر جب کوئی بھی بیمار ہوتا تو فرماتے بضاعہ کنوئیں کے پانی سے اسے نہلاؤ۔ بس نہلاتے ہی فوراً تندرست ہو جاتا، بلکہ وُہ بیماری سے یوں اُٹھتا جیسے اونٹ کی گوڈی کھول دو تو وُہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۳۰) (خصائصِ کبریٰ ص۲۷۱)

۱۶

مٹی پر آبِ دہن لگا کر کھلانے سے قریب المرگ صحت یاب ہو گیا

سیّدنا عامر بن مالک رضی اللہ عنہ کو استسقاء کی بیماری لاحق ہو گئی، توانہوں نے کسی کو دربارِ رسالت میں بھیجا تاکہ حضور[۱] دُعاء فرمائیں سُن کر نبیِ رحمت شفیقِ اُمّت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے اپنے دستِ مُبارک سے مٹی لی اور اس پر آبِ دہن لگا دیا اور قاصد کو دی اس قاصد نے گمان کیا کہ شاید حُضور[۱] نے مزاح کیا ہے وُہ لے کر جب سیّدنا عامر بن مالک کے پاس آیا تو وُہ موت کے کنارے پر تھے ان کو وُہ مٹی پانی میں حل کر کے پلائی تو وُہ بالکل تندرست ہو گئے۔

(خصائص کبریٰ ص۲/۱۷) (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۳۱) (شفاء شریف ص۱/۲۱۳)

۱۷

صرف نام بدلنے سے پانی میٹھا ہو گیا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ قرد پر تشریف لے جاتے ہوئے ایک پانی پر سے گزرے جو کہ نہایت کڑوا تھا پُوچھا

[۱] صلی اللہ علیہ وسلم

اس پانی کا کیا نام ہے عرض کیا گیا اس کا نام بیسان ہے یہ سُن کر فرمایا نہیں بلکہ اس کا نام نعمان ہے بس نام بدلنے سے اسکی حقیقت بھی بدل گئی وُہ بالکل میٹھا ہوگیا۔

(شفاء شریف ص۲۱۸ ج۱) (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۴۳۲ ج۲)

(۱۸)

کمزور اُونٹ کُلی مُبارک کی برکت سے دوڑنے لگ گیا

سیّدنا خلاد[1] بن رافع اور ان کے بھائی رفاعہ بدر کی طرف نکلے اور ایک اُونٹ پر دونوں سوار تھے جب وُہ روحا کے قریب پہنچے تو چونکہ اُونٹ نہایت ہی لاغر تھا وُہ بیٹھ گیا، کمزوری کی وجہ سے اُٹھتا نہیں تھا، دونوں بھائی بیان کرتے ہیں ہم نے دُعاء کی یا اللہ[2] ہمیں بدر تک پہنچا دے تو ہم اس اُونٹ کو ذبح کر کے تقسیم کر دیں گے اچانک نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دیکھ کر فرمایا کیا ہُوا ہم نے ماجرا عرض کیا تو نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سے اُترے اور وضو کیا پھر پانی میں کُلی مُبارک ڈال دی اور فرمایا اس کے مُنہ میں ڈالو اس کے سر پر گردن پر اور کوہانڈ پر ڈال دو، ہم نے ایسے ہی کیا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی اُونٹ اُٹھا

[1] رضی اللہ عنہ [2] جل جلالہٗ

اور دوڑنا شروع کیا حتّٰی کہ ہم سب سے اگلے قافلے تک پہنچ گئے اور بدر پر جاکر ہی رُکے، پھر ہم نے اپنی نذر کے مطابق اس اُونٹ کو ذبح کرکے گوشت تقسیم کردیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۳۴)

(۱۹)

زبانِ حق ترجمان ؐ سے دُعا نکلی تو موسم ہی تبدیل ہوگیا

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان کہی تو چونکہ سردی بہت زیادہ تھی اس وجہ سے نمازی مسجد میں نہ آسکے اور جب باعثِ ایجادِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے وجہ پوچھی، اور آپ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سردی کی وجہ سے نمازی نہیں آسکے یہ سُن کر محبوبِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی اَذْهِبِ اللّٰهُمَّ عَنْهُمُ الْبَرْدَ یا اللہ جلّ جلالہ نمازیوں سے سردی دُور کردے، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ نمازی مسجد میں پنکھے کر رہے ہیں۔ فَرَاَیْتُهُمْ یَتَرَوَّحُوْنَ فِی السُّبْحَۃِ۔ (دلائل النبوۃ ابونعیم ص۱۶۴ ج۲) (حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۳۶) (خصائص کبریٰ ص۸۳ ج۲)

محبوبؐ خدا کی رحمت کے ہر طرف نظارے ہوتے ہیں
کونین ادھر ہو جاتی ہے جس طرف اشارے ہوتے ہیں

ؐ صلی اللہ علیہ وسلّم

۲۰

زبانِ مبارک سے دُعا کی تو مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے سردی، گرمی بھاگ گئی،

سیّدنا مولیٰ علی شیرِ خدا کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو سردی لگی، وُہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوگئے اور عرض گزار ہوئے یا رسُول اللہ (علیہ السلام) مُجھے سردی لگ رہی ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے یہ دُعا نکلی اَللّٰھُمَّ اکْفِہِ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ - یا اللہ جل جلالہ میرے علی سے سردی گرمی دُور کردے، اس دُعا کے بعد مولےٰ علی حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نہ مُجھے سردی لگتی نہ گرمی، بلکہ جب سرد موسم آتا تو آپ (رضی اللہ عنہ) باریک کپڑے پہن لیتے اور جب گرم موسم آتا تو آپ (رضی اللہ عنہ) موٹے کپڑے پہن لیتے (گویا کہ یہ اظہار تھا دیکھو لوگو میرے آقا کی شانِ محبُوبی) -

نوٹ : مانگی تھی ایک چیز انعام میں دو چیزیں مل گئیں -

وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْم
رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

(خصائصِ کبریٰ صـ ۲۵۲/۱) (سیرتِ حلبیہ صـ ۱۶۰ جلد ۲) (مجمع الزوائد صـ ۱۲۵/۹)
(دلائل النبوۃ صـ ۴۶۳/۲)

(۲۱)

صحابی کا نام سفینہ رکھنے سے وہ سات اونٹوں کا بوجھ اٹھا لیتے

حضرت سفینہ صحابی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے فرمایا میرا نام میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سفینہ رکھا ہے پوچھا کیوں تو بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف لے گئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی ساتھ تھے ان کے وزن ان پر بوجھل تھے تو مجھے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چادر بچھاؤ میں نے بچھا دی تو سب نے اپنا سامان اس میں رکھ دیا اور اٹھا کر میرے اوپر رکھ دیا اور اس والیِ اُمّت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اس کو اٹھا کیونکہ تو سفینہ ہے (کشتی ہے) بس اس دن سے میں ایک یا دو تین چار پانچ چھ سات اونٹوں کا سامان اٹھالوں تو مجھے کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوتا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین صـ۴۳۶)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۲۲)

مُنّہ مُبارک کا لقمہ کھانے سے زبان دراز عورت

باحیا اور نیک ہوگئی

سیّدنا ابُوامامہ صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک عورت جو کہ بڑی زبان دراز تھی لوگوں کو گالی گلوچ بہت کیا کرتی تھی ایک دن وُہ نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلم ثرید تناول فرما رہے تھے اس عورت نے ثرید طلب کیا حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تو وُہ کہنے لگی جو لقمہ آپ کے مُنّہ مُبارک میں ہے وُہ عنایت کریں، سرکار صلّی اللہ علیہ وسلم نے عطا کر دیا اس نے وُہ کھا لیا تو وُہ عورت حیا دار بن گئی اور آخر دم تک کبھی کِسی کو بُرا بھلا نہ کہا۔

(زرقانی علی المواہب صـ ۹۷/۴) (حجۃ اللّٰہ علی العٰلمین صـ ۴۳۶) (شفا شریف صـ ۲۱۴/۱)

(۲۳)

سرکارؐ کی دُعا سے ۹۳ سال تک جوان رہے

ایک بال بھی سفید نہ ہوا

سیّدنا عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا میں نے پانی حاضر کر دیا اس برتن میں ایک بال

لہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

تھا مَیں نے وُہ نکال دیا تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے زبانِ حق ترجمان سے دُعا کی اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ۔ یا اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اسے خوبصورت کر دے راوی بیان کرتے ہیں مَیں نے ان کو ۹۳ سال کی عمر میں دیکھا تو انکے سر اور داڑھی میں ایک بال بھی سفید نہ تھا۔

(مدارج النبوت فارسی ص۲۳۸ ج۲، حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۳۷ ج۱)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ سیّد الابرار زین المرسلین الاخیار وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اولی الایدی والابصار۔

(۲۴)

بوڑھے یہودی نے محبّت سے داڑھی مبارک کو صاف کیا

تو سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دُعا سے وُہ جوان ہوگیا

بیہقی نے سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی داڑھی مبارک کو صاف کیا (اس میں کوئی چیز پڑ گئی تھی) پس آپ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ یا اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اس کو خوبصورت کر دے۔ اس یہودی کی داڑھی کے سارے بال سفید ہو چکے تھے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دُعا سے پھر سیاہ ہو گئے۔

(مدارج النبوۃ ص۲۳۸ ج۲، حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۳۷ ج۱)

(۲۵)

بُوڑھے یہُودی نے دُودھ پیش کیا تو دُعا سے وُہ فوراً جوان ہوگیا ۹۰ سال تک کوئی بال سفید نہ ہوا

ایک یہودی نے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں دُودھ دوہ کر پیش کیا جیسے کہ سیّدنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ روایت فرماتے ہیں تو نبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے زبان حق ترجمان سے دُعا فرمائی اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ یا اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) اس کو حسن وجمال عطا کر تو اس بُوڑھے یہُودی کے سارے بال سیاہ ہوگئے صرف سیاہ ہی نہیں بلکہ حَتّٰی صَارَ اَشَدَّ سَوَادًا مِنْ کَذَا وَکَذَا۔ نہایت ہی سیاہ اور خوبصُورت ہوگئے۔ حضرت قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں وُہ نوّے ۹۰ سال تک زندہ رہا تو اس کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔

(مدارج النبوّت ص ۱۳۹، حجّۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۷)

(۲۶)

صحابی نے تھوک مُبارک چُوس لیا تو دُعا کی برکت سے جہاں سے چاہتے پانی نکل آتا

سیّدنا عامر بن کریز رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو دربارِ رسالت میں حاضر کیا گیا تو حبیبِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس پر آبِ دہن مُبارک ڈالا اور

دُعا دی اس نے آبِ دہن کو چُوس لیا فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم انه لمسقیٌ۔ فرمایا یہ پانی پلانے والا ہے تو وُہ صحابی جہاں سے بھی زمین کریدتے پانی نکل آتا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۸)

(۲۷)

سیّدنا حارثہ شہید رضی اللہ عنہ کی والدہ اور ہمشیرہ کو پانی میں کُلی مُبارکہ ڈال کر پلانے سے صبر آگیا۔

سیّدنا حارثہ بن سراقہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شہید ہوگئے تو ان کی والدہ نے مدینہ منوّرہ میں دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا بیٹا اگر جنّت میں ہے تو میں نہ روؤنگی نہ جزع فزع کرونگی اور اگر وُہ دوزخ میں ہے تو میں تا زندگی اس پر روؤں گی، یہ سُن کر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حارثہ کی ماں جنّت ایک نہیں بلکہ جنّتیں کئی ہیں اور تیرا بیٹا حارثہ تو جنّت الفردوس اعلیٰ میں ہے تو وُہ ہنستی ہوئی واپس ہوئی پھر نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا اور اس میں دستِ مبارک رکھا اور کُلی کر کے امِ حارثہ کو دیا اس نے پیا پھر حارثہ کی ہمشیرہ کو پلایا

پھر فرمایا اس پانی کو اپنے گریبانوں میں چھڑک لیں انہوں نے ایسا ہی کیا اور واپس لوٹیں۔

وَمَا بِالْمَدِيْنَةِ اِمْرَاتَانِ اَقَرَّ عَيْنًا مِنْهُمَا وَلَا اَسَرَّ۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۹)

یعنی مدینہ پاک میں ان دونوں عورتوں سے کوئی عورت ٹھنڈی آنکھوں والی یعنی صبر کرنے والی اور خوشحال نہ تھی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْمُخْتَار سَيِّدِ الْاَبْرَار وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْيَار۔

(۲۸)

زبانِ حق ترجمان سے درخت کو بلایا تو

وُہ زمین چیرتا ہُوا حاضر ہو گیا پھر حکم لے کر واپس چلا گیا

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب وادیِ حجون میں تھے اور مشرکینِ مکّہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ستایا تھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی یا اللہ جل جلالہ مجھے کوئی نشانی دکھا جس سے میں مشرکینِ مکّہ کی ایذا رسانی کی وجہ سے پریشان نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس درخت کو جو

وادی کے کنارے کھڑا ہے آپ اس کو بلائیں، تو وہ درخت بلانے پر زمین کو پھاڑتا ہوا حاضر ہوگیا اور سلام عرض کیا پھر سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حکم فرمایا تو وہ اپنی جگہ جاکر کھڑا ہوگیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کافی ہے مشرکینِ مکہ کی ایذا رسانی کی کوئی پروا نہیں۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۴۱)

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قسم کے ملتے جلتے چار واقعات تحریر فرمائے ہیں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ رحمۃ للعلمین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

(۲۹)

سرکار[1] کے حکم سے درخت چل کر حاضر ہوگیا پھر حکم کے ماتحت واپس ہوا

ایک اعرابی نے رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کوئی ایسی نشانی دکھائیں جو کہ صداقت کی دلیل بن سکے یہ سن کر محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور اس درخت کو پیغام دے کہ تجھے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے رسول بلاتے ہیں، یہ پیغام سنتے ہی وہ درخت ایک طرف جھکا اور پھر دائیں بائیں آگے پیچھے مڑکر اس نے اپنی جڑیں توڑیں اور جڑیں گھسیٹتا ہوا زمین چیرتا ہوا حاضر ہوگیا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوکر عرض کرتا ہے:

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ○ یہ دیکھ کر اعرابی نے کہا اب اس کو حکم فرمائیں کہ یہ واپس جائے درخت حکم ملتے ہی واپس چلا گیا یہ دیکھ کر اعرابی نے اسلام قبول کر لیا اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو سجدہ کروں یہ سن کر فرمایا نہیں اگر سجدہ جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ بیوی اپنے خاوند کو سجدہ کرے پھر اعرابی نے عرض کیا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دوں یہ سن کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور اس نے دست بوسی و قدم بوسی کی۔

(شفا شریف ص ۱۹۶) (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۴۱)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی من اتخذ تہ حبیبًا فی الدّنیا والآخرۃ وعلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اجمعین۔

اس مقام پر علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے تین واقعات اسی جیسے تحریر فرماتے ہیں۔

(۳۰)

سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کھجور کے درخت سے اس کا خوشہ حاضر ہو گیا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک اعرابی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہُوا اور عرض کی مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟ فرمایا اگر میں کھجور کے اس درخت کے خوشہ کو بلاؤں تو تُو اس بات کی گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں، پس آپ نے اس خوشہ کو بلایا تو اس نے درخت سے اُترنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ نبیِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے آگرا۔ پھر آپ نے فرمایا واپس جا تو وُہ واپس لوٹ گیا۔ یہ دیکھ کر اعرابی مسلمان ہوگیا۔

یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

(ترمذی شریف صـ۲۲۶ ج۲ ابواب المناقب، حجۃ اللہ علی العٰلمین صـ۴۴۲)

وَالحمدُ للہ ربِّ العٰلمین وَالصّلاۃُ وَالسّلام علیٰ حبیبہٖ سیّد المرسلین وَعلیٰ آلہٖ وَاصحابہٖ اجمعین۔

(۳۱)

آبِ دہن مبارک لگانے سے سیّدنا حارثؓ بن اوس کی ٹانگ اور سر بالکل ٹھیک ہوگئے

کعب بن اشرف یہود کے علماء میں سے تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفیع میں ہرزہ سرائی کیا کرتا تھا اس کو بعض صحابہ کرامؓ نے

ـــــ رضی اللہ عنہ ـــــ رضی اللہ عنہم ـــــ جلّ جلالہٗ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم

قتل کر دیا ان جاں نثاروں میں حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ بھی تھے ان کو تلوار لگی اور سر اور ٹانگ زخمی ہو گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اٹھا کر دربارِ رسالت میں پیش کر دیا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زخم پر آبِ دہن مبارک لگایا تو ساری تکلیف جاتی رہی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۲۴)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی افضل الخلق وخیر البریۃ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِین

۳۲

ڈوبا ہوا سورج واپس آتا ہے

اشارے سے چاند چیر دیا ڈوبے ہوئے خور کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لیے

(مجددِ دین وملت اعلحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

خیبر میں صہبا کے مقام پر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی گود میں سرِ مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے کہ (سورج غروب ہو گیا اور حیدرِ کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے) سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے

استفسار پر مولی علی کرّم اللہ وجہہ کریم نے عرض کیا حضور ابھی نمازِ عصر نہیں پڑھی اور سورج غروب ہوگیا ہے یہ سن کر اکرم الاوّلین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان حق ترجمان سے یوں دعا کی :

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَ فِیْ طَاعَتِکَ وَطَاعَۃِ رَسُوْلِکَ فَارْدُدْ عَلَیْہِ الشَّمْسَ ۔

یا اللہ (جل جلالہ) یہ پیارے علی تیری اور تیرے پیارے رسول کی اطاعت میں تھے لہذا سورج واپس کر دے ۔

حضرت اسماء صحابیہ فرماتی ہیں میں نے دیکھا سورج غروب ہو جانے کے بعد پھر واپس آیا اور پہاڑوں پر دھوپ چمکی ۔

تنبیہ : اس حدیث پاک کو بڑے بڑے جلیل القدر علماء و محدثین نے ثابت کیا ہے اور صحیح کہا ہے ۔

مثلاً ۱ ۔ سیدنا امام طحاوی نے مشکل الحدیث میں ۔ ۲ ۔ حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں ۔ ۳ ۔ محدث طبرانی نے معجم میں ۴ ۔ ابن مندہ نے ۔ ۵ ۔ ابنِ شاہین نے ۔ ۶ ۔ ابن مردویہ نے بحوالہ نسیم الرّیاض ۔ ۷ ۔ امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں ۔ ۸ ۔ امام عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں ۔ ۹ ۔ امام احمد بن صالح نے بحوالہ نسیم الرّیاض زرقانی ۔ ۱۰ ۔ علّامہ خفاجی نے نسیم الرّیاض میں ۔ ۱۱ ۔ حضرت

ملّا علی قاری نے شرح شفا میں۔ ۱۲۔ امام سخاوی نے مقاصدِ حسنہ میں ۱۳۔ علّامہ ابنِ عابدین نے ردالمحتار میں۔ ۱۴۔ علّامہ حلبی نے سیرتِ حلبیہ میں۔ ۱۵۔ علّامہ تقی الدّین حلبی نے نزہۃ النّاظرین میں۔ ۱۶۔ شیخ عمادالدّین نے بہجۃ المحافل میں۔ ۱۷۔ حافظ الحدیث علّامہ سیوطی نے کشف اللبس میں۔ ۱۹۔ علّامہ اشخرمنی نے شرح بہجۃ المحافل میں۔ ۲۰۔ قاضی القضاۃ امام عراقی نے تقریب میں۔ ۲۱۔ علّامہ حقّی نے تفسیر رُوح البیان میں ۲۲۔ مفسّرِ قرآن علّامہ سیّد محمُود آلوسی نے تفسیر رُوح المعانی میں۔ ۲۳۔ شیخ المحدّثین شاہ عبدالحق محدّث دہلوی نے مدارج النّبوۃ میں۔ ۲۴۔ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں۔ ۲۵۔ حضرت ملّاں جیون نے نُور الانوار میں۔ ۲۶۔ حبّ الرّسُول علّامہ نبہانی نے انوارِ محمّدیہ میں۔ ۲۷۔ عارف باللہ شیخ فریدالدّین عطّار نے منطق الطیر میں۔ ۲۸۔ شیخ المشائخ خواجہ غلام محیّ الدّین قصوری دائم الحضوری نے تحفہ رسولیہ میں۔ ۲۹۔ مولانا نور بخش توکّلی نے سیرت رسُولِ عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں۔ ۳۰۔ امام نووی نے شرح مسلم میں۔ ۳۱۔ امام اہلسنّت اعلیٰحضرت بریلوی نے منیرالعین میں۔ رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

نوٹ: فقیر اَبُو سعید غفرلہٗ نے بڑے بڑے اکابر اور فحول علماء و محدّثین کرام کے حوالے اس لیے لکھے ہیں کہ جن لوگوں کا ایمان کمزور

ہے ضعیف ہے وہ اس حدیثِ پاک کو موضوع قرار دے کر اور جھوٹ بول کر دلوں سے عشقِ رسُول کھینچنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ایسے لوگوں سے ایمانداروں کو بچائے آمین۔

مسئلہ کی تفصیل کے لیے فقیر کا رسالہ ردشمس پڑھیں انشاءاللہ دل مطمئن ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۳۴)

عتیبہ بن ابُولہب کی گستاخی پر زبان حق ترجمان سے دُعا نکلی اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا مِّنْ کِلَابِکَ تو اس گستاخ کو شیر نے چیر پھاڑ دیا

عتیبہ بن اَبُولہب نے سیّدالعٰلمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شانِ رفیع میں بے ادبی کی بات کہی تو خُدائے قدّوس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم[1] کی زبانِ پاک پر یہ دُعا جلال جاری کردی اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا مِّنْ کِلَابِکَ یَا اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اس پر درندہ مسلّط کرے اور یہ بات اَبُولہب نے بھی سُن لی اب اس کے دل کو چین نہیں آتا تھا کیونکہ کافروں کا انکار صرف ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تھا وگرنہ

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

ان کے دل مانتے تھے کہ یہ سچے رسول[1] ہیں بدیں وجہ اَبُو لہب کا دل گواہی دیتا تھا کہ ان کی زبانِ پاک سے جو بات نکلے وُہ ہو کر ہی رہتی ہے۔ ایک مرتبہ اَبُولہب کو بامرِ مجبوری اسی عتیبہ کو تجارتی قافلے کا میرِ کارواں بنا کر بھیجنا پڑا تو ابُولہب قافلے کے شرکاء کو بار بار تاکید کرتا کہ عتیبہ کا خیال رکھنا کہیں اس کو کوئی درندہ نہ کھا جائے قافلہ روانہ ہوا اور ایک جگہ قافلہ نے پڑاؤ کیا وہاں قریب کسی راہب کا عبادت خانہ تھا اس نے دیکھا تو پیغام بھیجا اے عرب لوگو یہاں درندے بھی ہیں لہٰذا ہوشیار ہو کر سونا اس پر قافلے والوں کو ابولہب کا پیغام بھی یاد آیا انہوں نے آپس میں میٹنگ کی اور عتیبہ کو بوریاں، چھٹیاں جوڑ کر پُشتہ بنا کر اس کے اُوپر سُلا دیا اور خود گرداگرد سو گئے اور وُہ وقت آن پہنچا جس کی دُعاء جلال سرزد ہوئی تھی، جنگل سے شیر آیا اس نے ایک کو سُونگھا دُوسرے کو تیسرے کو سُونگھا (تھے وُہ سارے ہی مشرک ان میں سے کوئی بھی کلمہ گو نہ تھا مگر شیر کسی گستاخ کو تلاش کر رہا تھا) جب شیر کو اپنا شکار (گستاخ رسُول) نہ ملا تو اس نے چھلانگ لگائی اور پُشتے کے اُوپر چڑھ گیا اس نے عتیبہ کے مُنّہ پر ناک رکھ کر سونگھا تو اسے بے ادبی کی بُو آئی شیر دھاڑا اور عتیبہ کو چیر کر ختم کر کے بھاگ گیا۔[2]

(سیرت حلبیہ ص ۲۴ ج ۲، تفسیر روح البیان ص ۲۱۱ ج ۹، ص ۵۳۴ ج ۱۰، مدارج النبوۃ ص ۳۹ ج ۲)

[1] صلی اللہ علیہ وسلم [2] نوٹ: بعض روایتوں میں ہے کہ اس سفر میں ابُولہب بھی ساتھ تھا۔

(۳۴)

کھانے پر کچھ زبانِ پاک سے پڑھا تو کھانا ختم نہ ہُوا،

سیّدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میرے (سوتیلے والد) حضرت ابُوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے اور میری والدہ ماجدہ اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہما سے فرمایا میں نے حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مُبارک سے اندازہ لگایا ہے کہ آپ کو بھُوک لگی ہوئی ہے تو کیا گھر میں کوئی چیز ہے حضرت اُمِّ سُلیم نے فرمایا ہمارے گھر میں جو کی کچھ روٹیاں ہیں وہ روٹیاں نکالیں اور پھر ایک دوپٹہ نکال کر اس کے کنارے وُہ روٹیاں باندھ دیں پھر وُہ روٹیوں والی طرف میری بغل میں دیکر باقی حصّہ دوپٹے کا میری گردن کے گرد لپیٹ دیا اور مجُھے فرمایا یہ لے جاؤ مسجد شریف میں اور رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کردیں مسجد شریف میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ اُمّت کے والی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں میں نے سلام عرض کیا تو رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے ابُوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے بھیجا ہے عرض کی جی حضُور فرمایا کچُھ کھانا دے کر بھیجا ہے، عرض کیا جی حضُور یہ سُن کر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو فرمایا

اُٹھو اور اَبُوطلحہ کے گھر چلیں یہ سُن کر میں نے آگے آگے آکر حضرت اَبُوطلحہ سے ماجرا بیان کر دیا کہ نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صحابہ کرام سمیت تشریف لا رہے ہیں یہ سُن کر حضرت اَبُوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ فوراً میری والدہ اُمِّ سلیم کے پاس گئے اور بیان کیا کہ رحمتِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صحابہ کرام سمیت تشریف لا رہے ہیں حالانکہ ہمارے پاس سوا ان روٹیوں کے اور کچھ بھی نہیں ہے یہ سُن کر میری والدہ ماجدہ نے فرمایا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ یعنی اللّٰہ رسُول جانیں ہمیں کیا فکر (اگر وُہ صحابہ کرام کو لے کر آ رہے ہیں تو انتظام بھی کرلیں گے) یہ سُن کر حضرت اَبُوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ خوش ہو گئے اور آگے آکر استقبال کیا اور جب باعثِ ایجادِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گھر جلوہ فرما ہوئے تو فرمایا اے اُمِّ سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے وُہ لے آؤ میری والدہ ماجدہ نے وہی جَو کی روٹیاں حاضر کر دیں، شفیعِ اعظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حکم دیا کہ ان روٹیوں کو "بھور" دیا جائے لہٰذا ان کو بھور کر اُوپر سے گھی والا ڈبہ نچوڑ دیا اور وُہ مالیدہ بن گیا تو اس پر حبیبِ اعظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جو اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کو منظور تھا وُہ پڑھا زاں بعد فرمایا اے اَبُوطلحہ دسؔ آدمیوں کو کھو آئیں اور کھائیں، وُہ سیر ہو کر کھا کے نکل گئے تو پھر اور دسؔ کو بُلایا وُہ کھا کر نکل گئے حتّٰی کہ سب نے سیر ہو کر کھایا اور وُہ کھانے والے حضرات تعداد میں ستّرؔ

اسّی ۸۰ تھے زاں بعد شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تناول فرمایا اور گھر والوں نے کھایا اور تبرّک چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ نیز حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں جب کھانے والے حضرات کھا رہے تھے تو میں جُھک جُھک کر دیکھتا تھا کہ یہ کھانا کم تو نہیں ہوا لیکن وُہ کھانا کچھ بھی کم نہ ہوا۔ (دارمی ص۲۷ ج۱، مسلم شریف ص۱۷۹ ج۲، البدایہ والنہایہ ص۱۰۸ ج۶، صحیح بخاری ص۵۰۵ ج۱، مشکوٰۃ شریف ص۵۳۷، ترمذی ص۲۲۶ ج۲، ابواب المناقب)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِی المختار سیّد الابرار زین المرسلین الاخیار وعلٰی آلِہٖ واصحابہٖ الاخیار الٰی یوم القرار۔

(۳۵)

سراقہ کے لیے دُعائے جلال فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا

جب نبیِ اکرم حبیبِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہجرت کیلئے مکّہ مکرّمہ سے روانہ ہُوئے اور سیّدنا صدّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ ساتھ ہیں کفّارِ مکّہ نے (ابوجہل وغیرہ نے) انعام کا اعلان کر دیا، خود حضرت سراقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بیان فرماتے ہیں کہ قریشِ مکّہ کے قاصد ہمارے پاس آتے اور کہا جو شخص محمّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو یا ابُوبکر (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) کو قتل کر کے یا گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو اُونٹ انعام دیا جائے گا میں اپنی قوم بنو مدبح میں بیٹھا تھا کہ کسی نے آکر کہا اے سراقہ میں نے ساحل پر چند اشخاص

دیکھے ہیں میرے خیال میں وُہ محمّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اور ان کے ساتھی ہیں مَیں سمجھ گیا کہ وہی ہیں مگر میں نے کہہ دیا وُہ نہیں ہیں بلکہ تُو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہے جو ہمارے سامنے سے گئے ہیں، پھر تھوڑی دیر کے بعد میں مجلس سے اُٹھ کر گھر آیا اور اپنی لونڈی سے کہا میرے گھوڑے کو پشتہ کے پیچھے سے بطن وادی میں لے جا کر کھڑا کرے اور میں نیزہ لے کر گھر کے عقب سے نکلا اور نیزے کے بالائی حصّہ کو نیچے کیے ہوئے گھوڑے کے پاس پہنچا اور گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے کو دوڑایا یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ (سیرت رسُولِ عربی ؐ ص ۶۲)

آگے سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللّٰہ عنہ کی زبانی سُنیں، شاہِ کونین صلی اللّٰہ علیہ وسلم جب آرام فرما کر اُٹھے اور پُوچھا کیا ابھی چلنے کا وقت نہیں ہوا میں نے عرض کیا وقت ہو چکا ہے قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا - یعنی ہم سُورج ڈھلنے کے بعد چل پڑے اور دیکھا کہ پیچھے سراقہ آ رہا ہے میں نے عرض کیا یا رسُول اللّٰہ ؐ دُشمن آ گیا، یہ سُن کر فرمایا اَبُوبکر غم نہ کھا کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ ہمارے ساتھ ہے اور شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سراقہ پر دُعاء جلال فرمائی فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ اِلٰى بَطْنِهٖ فِىْ جَلَدٍ مِّنَ الْاَرْضِ

ؐ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

یعنی دُعاء فرمانا تھا کہ سراقہ کا گھوڑا سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گیا[۱] یہ دیکھ کر سراقہ نے کہا میں جان گیا ہوں کہ یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دُعاء کی وجہ سے ہوا ہے اب آپ میرے حق میں دُعاء فرمائیں اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پیچھے آنے والوں کو واپس لوٹاؤں گا، یہ سُن کر جب نبیِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کے لیے دُعاء فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا اور پھر وُہ واپس ہو گیا، اور جو اس کو آنے والا ملتا سراقہ کہتا میں اس طرف سے ہو آیا ہوں، ادھر نہیں ہیں اور وُہ سب کو واپس لوٹاتا رہا۔

(مُسلم شریف ص ۴۱۹/۲) (مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۰) (بُخاری شریف ص ۵۵۴/۱)

وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

(۳۶)

کنؤیں میں کُلی ڈالی تو پانی ختم ہوتا ہی نہیں تھا

سیّدنا براء بن عازب صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم رحمۃ للعالمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی معیّت میں حدیبیہ کے مقام پہنچے اور ہم چودہ سو تھے، ہم نے حدیبیہ کے کنؤیں کا سارا پانی کھینچ لیا اور ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا جب پانی ختم ہو گیا تو اس رحمت والے نبی[۲]

[۱] بعض کتابوں میں ہے کہ تین بار ایسے ہی سراقا کا گھوڑا زمین میں دھنستا رہا۔ [۲] صلی اللہ علیہ وسلم

سے ماجرا عرض کیا گیا حضورﷺ تشریف لا کر کنوئیں کی منڈیر پر جلوہ گر ہو گئے پھر تھوڑا سا پانی منگایا اور وضو کر کے کُلی کنوئیں میں ڈال دی اور فرمایا تھوڑی دیر رہنے دو زاں بعد ہم سب واپس ہونے تک اس میں سے پانی پیتے رہے، گھوڑوں، اُونٹوں کو پلاتے رہے۔ (وُہ پانی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا) (بُخاری شریف صـ۵۹۸ ج۲، مشکوٰۃ شریف صـ۵۳۲)

(۳۷)

سیّدنا ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کیلئے ہدایت کی دُعا فرمائی

وُہ فوراً مُسلمان ہو گئی

سیّدنا ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری ماں شرک میں گرفتار تھی مَیں اسے اِسلام کی دعوت دیتا مگر وُہ مانتی نہ تھی، ایک دن جبکہ میں نے اپنی والدہ کو دعوتِ اِسلام دی تو اس نے میرے آقاﷺ کی شان میں ایسی بات کہی جس کو میں سُن نہیں سکتا تھا میں وہاں سے دوڑا اور نبیِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا رسُولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پُوچھا ابُوہریرہ کیا ہوا میں نے ماجرا عرض کر کے عرض کی یا رسُول اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) میری والدہ کیلئے ہدایت کی دُعا فرما دیں یہ سُن کر نبیِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنی

لے صلی اللہ علیہ وسلم

زبان حق ترجمان سے یوں دُعا کی اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یا اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) ابُوہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما یہ دُعا سُن کر میں خوشی خوشی واپس دوڑا اور جب میں دروازہ پر پہنچا تو وُہ بند تھا اور جب میری والدہ نے میرے پاؤں کی آہٹ سُنی تو زور سے فرمایا مَکَانَکَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ۔ یعنی ابُوہریرہ ٹھہر جا جب میں کھڑا ہو گیا تو میں نے پانی کی چھلباہٹ سُنی چونکہ میری ماں غسل کر رہی تھی، اس نے غسل کر کے کپڑے پہنے اور دوپٹہ نہ اوڑھ سکی بلکہ جلدی سے دروازہ کھول کر کہا اے ابُوہریرہ گواہ ہو جا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یہ سُن کر میں واپس خوشی سے روتا ہوا دوڑا اور دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کر دیا تو سرکار (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) نے اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کی حمد کی اور فرمایا بہت اچھا ہوا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۲۵)(مسلم شریف ص۳۰۱ ج۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۳۸)

دم کرنے والے پر ایسا دم فرمایا کہ وُہ انہیں کا ہو کر رہ گیا،

سیّدنا ابن عبّاس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص جس

کا نام ضماد تھا وُہ بڑی بڑی بیماریوں میں دم کیا کرتا تھا مثلاً جنون، سحر آسیب وغیرہ وُہ مکّہ مکرّمہ میں آیا اور وُہ قبیلہ ازدشنوءہ کا ایک فرد تھا تو جب اس نے مکّہ مکرّمہ کے بیوقوفوں (قریشِ مکّہ) سے سُنا وُہ کہتے ہیں کہ محمّد دیوانہ ہوگیا ہے (معاذ اللّٰہ) ضماد بولا میں اسے دیکھوں اور دَم کردوں شاید اللّٰہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے اسے شفا دیدے سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر وُہ اللّٰہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچّے رسُول محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور ضماد نے کہا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جن آسیب وغیرہ کے دفیعہ کے لیے دَم کیا کرتا ہوں تو کیا آپ مجھ سے دَم کرانا پسند کریں گے، یہ سُنکر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے یہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط اَمّا بعد!

جب ضماد نے اتنا سُنا تو وُہ مبہوت ہوگیا اور کہنے لگا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک بار پھر سُنائیے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پڑھا اس نے عرض کیا ایک بار پھر سُنائیے تیسری بار سُن کر ضماد بولا میں نے کاہنوں کا کلام سُنا ہے جادُوگروں کا کلام سُنا ہے

میں نے شاعروں کا کلام سُنا ہے لیکن میں نے آج تک اس کلام جیسا کوئی کلام نہیں سُنا، اس کلام کی فصاحت و بلاغت تو سمندر کی تہ تک پہنچی ہوئی ہے۔ یا رسُول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اپنا دستِ مُبارک دیجیے تاکہ میں حضُور کے دستِ مُبارک پر اسلام قبُول کروں تو وُہ مُسلمان ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہو گیا۔

(مُسلم شریف ص ۲۸۵/۱) (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۵) (خصائص کبریٰ ص ۱۳۴/۱)

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی من بالصَّلَاۃ عَلَیْہِ نَتَنَعَّمُ فِیْ هٰذِهِ الدَّارِ وَفِیْ تِلْکَ الدَّارِ وعَلٰی اٰلِهٖ واَصْحَابه الْاَخْیَارِ۔

آیا تھا دم کرنے مگر اس پر ایسا دم ہوا کہ وُہ انہیں کا ہو کر صحابی بن کر جہاں بھر کے ولیوں، قطبوں، غوثوں سے بالا تر ہو گیا۔

(۳۹)

تھوڑے کھانے پر برکت کی دُعا اور سب نے توشہ دان بھر لیے

تبوک کی جنگ نہایت ہی کٹھن جنگ تھی دُور دراز علاقہ گرمی کی شدّت، مہینہ بھر کا راستہ تھا، غذائی قلّت، یہ سب عوارضات تھے مگر عشاقِ مصطفےٰ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کسی بھی رکاوٹ کی پرواہ کیے بغیر آزمائش میں پُورے اُترے اسی سفر کے دوران کھانے پینے کا سامان

ختم توشہ دان خالی ہو گئے کھانے کو کوئی چیز میسر نہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باہم مشورہ کرکے دربارِ رسالت میں درخواست پیش کی اگر اجازت ہو تو اونٹ ذبح کرکے کھا لیے جائیں اجازت ہو گئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم چھریاں نکال کر اونٹ ذبح کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور پوچھا کیا کر رہے ہو ماجرا بیان کرنے پر فرمایا ٹھہرو میں دربارِ رسالت میں حاضری دے لوں پھر دیکھیں گے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہیں اور عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یوں سواریاں ختم ہو جائیں گی اور سفر مشکل ہو جائے گا آپ حکم فرمائیں جو کچھ کسی کے پاس کھانے کی چیز ہے وہ حاضر کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم برکت کی دعاء کر دیں تو مسئلہ حل ہو جائے گا، سرکاری فرمان پر کسی نے مٹھی بھر کھجوریں پیش کیں کوئی روٹی کا ٹکڑا لیے آرہا ہے دسترخوان پر تھوڑا سا کھانے کا سامان جمع ہو جاتا ہے۔

آگے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیے:

قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ تَعَالٰى لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا

بِنِطْعٍ فَبُسِطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْئُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَيَجِيْئُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيَجِيْئُ الْآخَرُ بِكَسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطْعِ شَيْئٌ يَسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ فَاَخَذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَاُوْهُ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضِلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ ۔ رواہ مسلم ج ۱ ص ۴۲ مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۸ [1]

سیّدنا ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا غزوہ تبوک کے دن لوگوں کو بھوک لگی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ حکم دیں تاکہ لشکر والے اپنا بچا ہوا کھانے کا سامان لائیں اور آپ برکت کی دُعاء فرما دیں فرمایا بالکل ٹھیک ہے چنانچہ چمڑے کا دسترخوان بچھا دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ جس کے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے وُہ لے آئے اس اعلان پر دیکھا گیا کوئی مکّی کی مُٹھی لا رہا ہے تو کوئی کھجُوروں کی مُٹھی اور کوئی روٹی کا ٹکڑا اُٹھائے آ رہا ہے حتّٰی کہ

[1] البدایہ والنہایہ ص ۱۱۸ ج ۲ ، مواہب اللدنیہ ص ۵۴ ج ۲ (خصائص کبریٰ ص ۲۷۳-۲۷۲ ج ۱)

دسترخوان پر کچھ تھوڑا سا (معمولی سا) کھانے کا سامان اکٹھا ہوا اس پر رحمۃ للعالمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے برکت کی دُعاء فرمائی زاں بعد فرمایا پہلے اپنے توشہ دان بھر لو چنانچہ سب نے توشہ دان بھر لیے حتّٰی کہ پُورے لشکر میں ایک بھی ایسا لشکری نہ رہ گیا جس نے توشہ نہ بھرا ہو پھر فرمایا اب کھاؤ تو سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور پھر بھی کھانا بچ گیا، یہ دیکھ کر اُمّت کے والی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالٰی جَلَّ جَلَالُہٗ وحدہٗ لاشریک ہے اور یہ کہ میں اللہ تعالٰی جَلَّ جَلَالُہٗ کا رسُول ہوں جو بندہ ان دونوں گواہیوں کو لیکر دربارِ الٰہی میں حاضر ہو بشرطیکہ ان دونوں شہادتوں میں شک کرنے والا نہ ہو تو ایسا بندہ جنّت سے روکا نہ جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

(۴۰)

صحابی کیلئے دُعا فرمائی یااللہ یہ جب بھی دُعا کرے قبول کرلیاکر تو وہ مستجاب الدّعوات ہو گئے

سیّد العٰلمین اکرم الاوّلین والآخرین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے صحابی سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے لیے دُعاء فرمائی اَللّٰھُمَّ اِسْتَجِبْ

لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاکَ یا اللہ یہ میرا سعد صحابی جب بھی تجھ سے دُعاء کیا کرے اس کی دُعا قبول فرما لیا کر

ترمذی شریف صـ۲۱۹ ، المستدرک صـ۴۹۹ ، مشکوٰۃ صـ۵۶۶ حاکم اور ذہبی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے مستدرک مع تلخیص صـ۴۹۹ ۔

اور سیّدنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ کی دُعاء کی قبولیت کے کرشمے مندرجہ ذیل واقعات سے ظاہر ہیں پڑھیے اور ایمان مضبوط کیجیے ۔

۱ ۔ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر مقرّر ہوئے تو کچھ لوگوں نے امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ انصاف نہیں کرتے یہ سُن کر سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے خفیہ طور پر کچھ آدمی بھیجے تاکہ احوال کی تفتیش کریں وُہ خفیہ والے گئے اور کوفہ کی مسجدوں میں پھرتے نمازیوں سے پُوچھتے تو وُہ کہتے حضرت سعد بہت اچھے ہیں لیکن ایک مسجد میں گئے تو ایک شخص ابُوسعدۃ نامی سے ملاقات ہوئی اس سے پُوچھا تو اس نے کہا اگر تم ہم سے قسم دیکر پُوچھتے ہو تو سُنو ۔ حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) انصاف نہیں کرتے یہ مال کی صحیح تقسیم نہیں کرتے ، خود جنگوں میں شریک نہیں ہوتے اور جب یہ بات سیّدنا سعد صحابی تک پہنچی تو آپ نے یُوں دُعاء کی یا اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) اگر یہ ابُوسعدۃ جھوٹا ہے

تو اس کی عمر لمبی کر دے اور اس کی تنگدستی بڑھا دے اور اس کو فتنوں میں مبتلا کر دے تو وہ شخص ابوسعدہ بہت بوڑھا ہو گیا اس کے بھوں آنکھوں پر ڈھلک پڑے اور وہ نہایت تنگدست اور کنگال ہو گیا، گلیوں میں مانگتا پھرتا اور اس بڑھاپے میں وہ نوجوان لڑکیوں کو آنکھیں مارتا اور ان سے چھیڑ چھاڑ کرتا اور جب اس سے کوئی پوچھتا تجھے کیا ہوا تو وہ جواب میں کہتا مجھے حضرت سعد صحابی کی دعا لگی ہے، بوڑھا اور کنگال ہو گیا ہوں اور فتنوں میں پھنس چکا ہوں۔

(جامع کرامات اولیاء صفحہ ۱۳۷ جلد ۱ - جمال الاولیاء صفحہ ۴۰)

۲- ایک عورت حضرت سعد صحابی رضی اللہ عنہ کو جھانکا کرتی تھی آپ اس کو منع فرماتے مگر وہ باز نہ آتی ایک دن اس نے جھانکا تو آپ کی زبان سے یہ دعا نکلی شَاهَ وَجْهُكِ تیرا چہرہ بگڑ جائے تو اسی وقت اس کا چہرہ گدی کی طرف پھر گیا۔

(جامع کرامات اولیاء صفحہ ۱۳۸ جلد ۱ - جمال الاولیاء صفحہ ۴۱)

۳- ایک شخص نے سیدنا مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا یہ سنکر سیدنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ نے دعا کی یا اللہ جل جلالہ یہ بندہ تیرے ولیوں میں ایک ولی کو برا کہہ رہا ہے لہٰذا یہ مجمع متفرق ہونے سے پہلے اس کو اپنی قدرت دکھا راوی فرماتے ہیں اللہ جل جلالہ کی قسم

ابھی ہم متفرّق نہ ہوتے تھے کہ اس کی سواری کودی اور اس بدبخت کو پتّھروں میں پھینک دیا اس کا دماغ پھٹ گیا اور وہ وہیں مرگیا۔

(جامع کرامات الاولیاء ص ۱۳۸؍۱ ۔ جمال الاولیاء ص ۴۱)

۴ ۔ حضرت سیّدنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ کی اپنی بچّی، اس نے آپ کے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو آپ کی زبان سے یہ دُعاء سرزد ہوئی اللہ جلّ جلالہٗ تیری قوّت کم کردے تو وہ عرصہ تک کوتاہ قد ہی رہی اور جوان نہ ہو سکی ۔

(جامع کرامات الاولیاء ص ۱۳۸؍۱)

۵ ۔ سیّدنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ جارہے تھے ایک ایسے شخص پر گزر ہوا جو کہ سیّدنا حیدرِ کرّار سیّدنا طلحہ سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہم کی شان میں نازیبا الفاظ کہہ رہا تھا یہ سُن کر سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ارے تُو ایسے لوگوں کو بُرا کہہ رہا ہے جن کے متعلّق اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کا وعدہ آچکا ہے لہٰذا یا تو تُو اس بدگوئی سے باز آجا یا میں تیرے خلاف دُعاء کرتا ہوں یہ سُن کر اس نے کہا آپ مجھے یوں ڈراتے ہیں جیسے آپ نبی ہیں یہ سُن کر سیّدنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ نے دُعاء کی یا اللہ جلّ جلالہٗ یہ تیرے دوستوں کی شان میں بدگوئی کر رہا ہے یا اللہ آج کے دن اس کو اس کی سزا دے ، اسی وقت ایک بختی اونٹ

آیا اور وُہ لوگوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور اس بدنصیب انسان کو روند ڈالا اور مار کر بھاگ گیا اس پر لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے کہتے جا رہے تھے کہ اے ابُو اسحاق اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کی دُعاء قبول فرمالی ہے، اور یہ اسی دُعاء کا نتیجہ ہے کہ حبیبؐ خُدا نے حضرت سعد کے حق میں دُعاء فرمائی تھی اَللّٰھُمَّ اِسْتَجِبْ سَعْدًا اِذَا دَعَاکَ ۔

(جامع کرامات الاولیاء ص۱۳۰ جلد۱ - جمال الاولیاء ص۴۱)

۶ - حضرت سیّدنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ لشکر کو لے کر دریائے دجلہ عبور کرنا چاہتے تھے اور کشتیاں ساری کی ساری دُشمن نے قبضہ میں کر رکھی تھیں اور پھر دریا میں طغیانی بھی آگئی حتّٰی کہ سیاہ جھاگ چڑھ آئی تو آپ نے لشکر کو فرمایا میں نے دریا عبُور کرنے کا عزم کر لیا ہے لہٰذا آؤ میرے پیچھے گھوڑے دریا میں ڈال دو اور پڑھتے چلو: نَسْتَعِیْنُ بِاللّٰہِ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ - یہ پڑھتے ہوئے سارا لشکر پانی کے اُوپر خراماں خراماں آپس میں گفتگو کرتے جا رہے ہیں اور جب فارسیوں نے یہ منظر دیکھا تو وُہ یہ کہتے ہُوئے بھاگ کھڑے ہوئے کہ یہ جن ہیں انسان نہیں اور ان ایرانیوں کا بہت سا

ؐ صلی اللہ علیہ وسلم

مال ہاتھ لگا نیز جب دریا کے دُوسرے کنارے پہنچے تو آپ نے پُوچھا کسی کا کوئی نقصان تو نہیں ہوا ایک لشکری نے عرض کیا میرا پیالہ کاٹھی کے ساتھ بندھا ہوا تھا رسّی بوسیدہ تھی موجوں کے تھپیڑے لگ لگ کر رسّی ٹوٹ گئی اور پیالہ دریا برد ہوگیا ہے تو آپ کی دُعا سے وُہ پیالہ بھی دریا نے کنارے پر ڈال دیا۔

(جامع کراماتِ الاولیاء۔ ص۱۳۹ جلد ۱)

۷ مروان جیسا انسان بھی جانتا تھا کہ رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے حضرت سعد صحابی رضی اللہ عنہ بھی مستجاب الدّعوات ہوچکے ہیں چنانچہ علاّمہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ایک دن مروان بیٹھا ڈھینگیں مار رہا تھا کہ یہ مال ہمارا ہے ہم جہاں چاہیں خرچ کرینگے یہ سُن کر حضرت سعد صحابی رضی اللہ عنہ کو جلال آگیا ہاتھ اُٹھا کر فرمایا اے مروان دُعا کروں یہ سُنتے ہی مروان اُچھلا اور جلدی سے قدموں میں گر گیا اور منّت سماجت کی کہ نہیں حضور (رضی اللہ عنہ) بددُعا نہ کریں یہ مال اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا مال ہے۔

(جامع کراماتِ الاولیاء۔ ص۱۳۸ جلد ۱۔ جمال الاولیاء۔ ص۴۱)

مندرجہ بالا واقعات پر غور کریں کہ جس کے حق میں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم دُعا کی قبُولیت کی دُعا کریں ان کی تو دُعائیں قبُول ہوں، تو جن کی دُعا

سے یہ مقام حاصل ہوا ان کی اپنی دُعاء کی کیا شان ہوگی یہ سارے کرشمے شانِ محبوبی کے ہیں ہم سب مُسلمان یہ مانتے ہیں کہ خُدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خُدا نہیں، خُدا تعالیٰ کی اولاد نہیں، خُدا تعالیٰ کے شریک نہیں لیکن وُہ اللہ تعالےٰ کے پیارے حبیب و محبُوب ہیں (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)۔ اور

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)
یعنی محبُوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

بیشک اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ پر کوئی چیز واجب نہیں لیکن اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنے حبیب کی دُعاء کو قبُول نہیں کرنا تو اور کس کی دُعاء کو قبُول کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں شانِ محبُوبی سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔

(۴۱)

دُعاء فرمائی تو مال، اولاد میں برکت ہوگئی

حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیٹے حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسُول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ میرا بیٹا ہے یہ آپ کا خادم ہے لہٰذا اس کے لیے دُعاء فرمادیں یہ سُن کر حبیبِ مکرّم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دُعاء فرمائی اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ

مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ ۔ یا اللہ جل جلالہ اس کے مال میں برکت عطا کر مال زیادہ کر اور اس کی اولاد زیادہ کر اور جو تُو نے اس انس کو عطا فرمایا ہے اس میں برکت دے ۔

(ترمذی شریف ص۲۴۶ ج۲، باب مناقب انس بن مالک)، (مشکوٰۃ شریف ص۵۷۵)

ایک روایت میں یوں بھی ہے یا اللہ جل جلالہ اس کی عُمر زیادہ کر اور اسے جنّت میں میرا رفیق بنا تو یہ دُعا ایسی مقبُول ہوئی کہ عام باغات میں کھجُوروں پر سال میں ایک بار پھل لگتا لیکن سیّدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ کے باغ میں سال میں دو بار پھل لگتا اور اولاد میں ایسی برکت ہوئی کہ آپ کے ایک سو اٹھائیس بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں اور پوتے پوتیاں تو بہت زیادہ تھے، آپ نے ننانوے ۹۹ سال عُمر پائی یہ سب برکتیں حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے ہیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۲۱۶ ج۱۱)

(۴۲)

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف کیلئے مال میں برکت کی دُعا اور اسکے کرشمے

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے اکرم الاوّلین والآخرین نے دُعا کی یا اللہ جل جلالہ اس میں برکت دے اس کی برکت ایسی ہوئی کہ

تجارت میں خوب منافع ہوتا اور جب آپ نے ۳۱ھ میں وصال فرمایا تو ان کی وراثت میں سونا کلہاڑیوں سے کھود کر نکالا گیا اور ان کی چار بیویاں تھیں ان میں سے ہر ایک کو ترکہ میں سے اسّی اسّی ہزار دینار ملے اور صحابی موصوف رضی اللہ عنہ جو اپنی زندگی میں صدقہ خیرات کرتے رہے اس کا حساب کرنا مشکل ہے۔ (سیرت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى حَبِيْبِكَ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

(۴۳)

حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دُعا فرمائی اللہ تیرے منہ کو سلامت رکھے تو سو سال عمر ہونے تک کوئی دانت نہ گرا

سیّدنا نابغہ صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر سنایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرما کر دُعا دی اللہ جل جلالہ تیرے دانت نہ گرائے تو اس دُعا کی ایسی برکت ہوئی کہ سو سال سے عمر شریف زیادہ ہو گئی مگر ایک دانت بھی نہ گرا۔

(سیرت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم)

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علی النّبی الکریم وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

(۴۴)

گونگے بچے سے پوچھا میں کون ہوں اس نے کہا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

ایک عورت دربارِ رسالت میں ایک بچہ لائی جو کہ جوان ہو چکا تھا عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) یہ جب سے پیدا ہوا ہے اس نے کلام نہیں کیا یہ سن کر حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے سے پوچھا میں کون ہوں اس نے جواب دیا کہ آپ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے رسول ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(سیرت رسول عربی (صلی اللہ علیہ وسلم)

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۴۵)

ایک دن کے بچے نے گواہی دی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

ابن معیقیب روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر میں ایک گھر میں داخل ہوا دیکھا تو وہاں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں وہاں میں نے ایک عجیب و غریب امر دیکھا وہ یہ کہ

لہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک شخص اہلِ یمامہ کا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں ایک بچّہ لایا جو اُسی دن پیدا ہوا تھا نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس بچّے سے پُوچھا مَیں کون ہوں یہ سُن کر وُہ بچّہ بولا آپ اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے رسُول ہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تُو نے سچ کہا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ تجھے برکت دے۔ (سیرت رسُولِ عربی صلی اللّٰہ علیہ وسلم)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ الَّذِیْ بَعَثْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

(۴۶)

رحمت والے نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم جِس کیلئے دُعا فرمائے اس دُعا کی برکت اس کو اسکی اولاد کو اور اولاد کی اولاد تک پہنچتی

امام سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ خصائصِ کُبریٰ میں فرماتے ہیں سیّدنا حذیفہ[1] نے فرمایا کَانَ اِذَا دَعَا لِرَجُلٍ اَصَابَتْہُ وَ اَصَابَتْ وَلَدَہٗ وَوَلَدَ وَلَدِہٖ ۔ (خصائصِ کُبریٰ ص۱۴۷ جلد ۲)

(۴۷)

کنوّیں میں آپ ﷺ دہن ڈالا تو وُہ کنوّاں مدینہ منوّرہ کے تمام کنوؤں سے میٹھا ہو گیا

سیّدنا انس صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ راوی ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک کنواں

[1] رضی اللّٰہ عنہ

تھا اس کا پانی کھاری تھا نبیِ اکرم حبیبِ مکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف لائے اور اس کنوّیں میں آبِ دہن ڈال دیا تو وُہ ایسا میٹھا ہوا کہ پورے مدینہ منوّرہ میں اس جیسا کوئی پانی میٹھا نہ تھا۔

(خصائصِ کبریٰ ص۶۱ ج۱) (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۴۳۹)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۴۸)

کنوّیں کے ڈول میں کُلی فرما کر کنوّیں میں اُنڈیل دیا تو اسکے پانی سے کستوری سے بہتر خوشبو مہکتی تھی

سیّدنا وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہ راوی ہیں کہ رسُولِ اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے ایک ڈول میں جس میں پانی تھا اس میں کُلی مُبارک ڈال دی اور وُہ ڈول کنوّیں میں اُنڈیل دیا زاں بعد اس کنوّیں سے کستوری جیسی خوشبو مہکتی رہی۔ (خصائصِ کبریٰ ص۶۱ ج۱) (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۴۳۹) (زرقانی علی المواہب ص۹۶ ج۲)

(۴۹)

درخت کو بُلایا تو اس نے حاضر ہو کر پڑھا السّلام علیک یارسُول اللہ

ایک اعرابی (گاؤں کا رہنے والا) دربارِ رسالت میں حاضر ہوا

اور اس نے عرض کی یا رسُول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) میں نے اسلام قبُول کر لیا ہے لہٰذا مجُھے کوئی نشانی دکھائیں تاکہ میرا ایمان اور مضبوط ہو، یہ سُن کر اُمّت کے والی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیسی نشانی چاہتا ہے اس نے عرض کیا حُضور اُس درخت کو حکم فرمائیں وُہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو فرمایا جا اور جاکر اُس درخت کو میرا پیغام دے کہ تجھے اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے رسُول بُلاتے ہیں، اعرابی نے درخت کے پاس جاکر پیغام دیا تو درخت نے جُھولنا شروع کر دیا اور اپنی جڑیں اکھاڑ کر دوڑتا ہوا حاضر ہوگیا اور عرض کیا السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ۔ یہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کیا حَسْبِیْ حَسْبِیْ یعنی میرے لیے یہ نشانی کافی ہے زاں بعد سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس درخت کو حکم دیا کہ واپس جا وُہ واپس ہو کر اپنی جگہ کھڑا ہوگیا یہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کیا یا رسُول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) مُجھے اجازت فرمائیں کہ میں حضور کے ہاتھ مُبارک اور پاؤں مُبارکہ کو بوسہ دوں، اجازت ہوگئی تو اس نے بوسہ دیا پھر اعرابی نے عرض کیا حضور مُجھے اجازت دیں کہ مَیں آپ کو سجدہ کروں یہ سُنکر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا لَایَسْجُدُ اَحَدٌ لِاَحَدٍ۔ کوئی شخص دُوسرے کو سجدہ نہ کرے۔

(شفاء شریف صفحہ ۱۹۶ ج ۱) ، (حجۃ اللہ صفحہ ۴۴۲)

یعنی سجدہ صرف اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو ہے کسی انسان کو سجدہ نہ کیا جائے۔

وصلی اللہ علیٰ نورٍ کزو شد نورہا پیدا

زمین از حبِ او ساکن فلک در عشقِ او شیدا

(۵۰) گھی کی کُپّی نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں ہدیہ کی گئی تو وُہ واپسی پر پھر بھری ہوئی نکلی

اُمِّ مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں ایک گھی کی کُپّی بطور ہدیہ لے کر حاضر ہوئیں۔ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے کُپّی میں سے گھی نچوڑ کر اُمِّ مالک کو واپس کردی۔ اُمِّ مالک نے واپس جا کر کُپّی کو دیکھا تو وُہ گھی سے بھری ہوئی تھی۔ پھر وُہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسُول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کیا مُجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہے؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اُمِّ مالک کیا ہوگیا؟ انہوں نے عرض کیا، آپ نے میرا ہدیہ کیوں واپس فرمایا؟ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بُلا کر پُوچھا تو انہوں نے کہا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو سچّا نبی بنا کر مبعوث فرمایا میں نے کُپّی کو نچوڑ کر خالی کر دیا تھا۔ تو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُمِّ مالک تجھے مُبارک ہو یہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے برکت ہے تجھے اس کا اجر جلد عطا فرما دیا۔ (خصائص کبریٰ ص ۵۴ ج ۲، طبرانی کبیر ص ۱۴۵ ج ۲۵، دلائل النبوۃ ابونعیم ص ۵۵۹ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۳۱۲)

(۵۱)

اُمِّ اوس صحابیہ رضی اللہ عنہا نے اُمّت کے والی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں کُپّی میں گھی پیش کیا، سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کُپّی سے گھی نکال لیا اور برکت کی دُعا کر کے کُپّی واپس کر دی اس بی بی نے جب گھر جا کر دیکھا تو کُپّی گھی سے بھری ہوئی ہے اس نے گمان کیا شاید میرا گھی قبول نہیں ہوا اور گھی واپس کر دیا ہے وہ کُپّی لے کر دوبارہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئی اور منّت سماجت کرنے لگی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سمجھایا کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تیرا گھی واپس نہیں کیا بلکہ قبول فرما لیا ہے اور برکت کی دُعا فرمائی تھی اس دُعا کی برکت سے تیری کُپّی گھی سے بھر گئی ہے وُہ صحابیہ خوش ہو گئی اور اس کُپّی سے گھی نکال نکال کر جہاں چاہتی استعمال کرتی وُہ گھی ختم ہوتا ہی نہیں تھا بلکہ اس کُپّی میں سے گھی شاہِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حینِ حیاتِ ظاہری میں اور سیّدنا صدّیقِ اکبر کی خلافت کے زمانہ میں سیّدنا فاروقِ اعظم کی خلافت کے زمانہ میں پھر سیّدنا عثمان غنی[1] کی خلافت کے زمانہ میں گھی استعمال ہوتا رہا، ختم نہیں ہوتا تھا۔[2]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن ۔

[1] رضی اللہ عنہم [2] سیرت رسُولِ عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم [3] مجمع الزوائد ص ۳۱۳/۸، خصائصِ کبریٰ ص ۵۴/۲

(۵۲)

سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام کا دلچسپ واقعہ

—— اور زبانِ پاک اور دستِ مبارک کی برکتیں ——

حضرت علاّمہ حلبی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب سیرتِ حلبیہ میں سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کیا ہے، وُہ سپُردِ قلم کیا جاتا ہے لیکن اختلاف روایات کو نظر انداز کیا جارہا ہے کیونکہ اختلاف روایات بیان کرنے سے عوام کو کچھ حاصل نہیں ہوتا اقول و باللہ التوفیق -

حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ میرا باپ مجوسی تھا آگ کی پُوجا کیا کرتا تھا میں نے جب کچھ ہوش سنبھالا تو معلوم کیا کہ میں باپ کی اولاد میں سے باپ کو سب سے پیارا ہُوں ہم اصبہان کے رہنے والے تھے مجُھے میرا باپ باہر نہیں نکلنے دیتا تھا کیونکہ اس کو خطرہ تھا کہ میرا بیٹا مذہب نہ بدل لے اور آتش پرست ہی رہے اور وُہ مجُھے آگ جلانے پر رکھتا گویا اس نے مجُھے آگ کا خادم بنادیا تھا کہ ہمیشہ آگ جلتی رہے کبھی بجُھنے نہ پائے نیز میرا باپ بہت بڑی جائداد کا مالک تھا ایک دن میرا

باپ کسی عمارت کی تعمیر میں مشغول ہوا اور مجھے اپنی جائداد زمین پر بھیجا اور بہت زیادہ تاکید کی کہیں راستہ میں کسی دھیان نہ لگ جانا' میں جائداد کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک کنیسہ (عیسائیوں کا عبادتخانہ) آگیا عیسائی اس میں عبادت کر رہے تھے میں نے ان کی آواز سُنی تو میں اندر چلا گیا اور جب میں نے ان کی عبادت کا طریقہ دیکھا تو مجھے وُہ بہت پسند آیا اور میں غروبِ آفتاب تک وہیں رہا کیونکہ میری طبیعت پیدائشی طور پر دین کی طرف مائل تھی اور اسی وجہ سے میرا باپ مجھے باہر نہیں نکلنے دیتا تھا۔ الحاصل میں نے جائداد پر جانا قصداً ترک کر دیا اور جب شام کو وُہ لوگ عبادت سے فارغ ہوئے تو میں نے ان سے پُوچھا اس دین والے کہاں ملیں گے اُنہوں نے کہا مُلک شام میں ملیں گے اور میں وہاں سے روانہ ہو کر مغرب کے بعد باپ کے پاس پہنچا باپ میری تلاش میں سرگرداں تھا اس نے تلاش کے لیے آدمی بھیج رکھے تھے جب میں واپس باپ کے پاس آیا تو اس نے پُوچھا بیٹا تو کہاں تھا میں نے ساری بات بتا دی کہ ان کا طریقۂ عبادت مجھے اچھا لگا تو میں مغرب تک وہیں رہا ہوں یہ سُن کر میرے باپ نے کہا بیٹا ان کا دین بہتر نہیں ہمارا دین ہی بہتر ہے اور پھر میرے باپ کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ یہ کہیں دوڑ نہ جائے اس نے اس کے

پیشِ نظر میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں میں نے اپنے اسی دینی لگاؤ کے ماتحت عیسائیوں کو پیغام بھیجا کہ اگر مُلک شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے اطلاع دیں اور پھر جب مُلک شام سے تجارتی قافلہ آیا ان لوگوں نے مُجھے پیغام بھیج دیا میں نے پھر پیغام بھیجا کہ جب قافلہ واپس جانے لگے اس وقت مجھے اطلاع دیں، کچھ دنوں بعد پیغام آیا کہ آج قافلہ واپس جا رہا ہے میں نے کسی طریقہ سے اپنے پاؤں سے بیڑیاں اُتار پھینکیں اور دوڑ کر قافلہ کے ساتھ ہو لیا اور مُلک شام پہنچ گیا وہاں جا کر میں نے پُوچھا کہ تمہارا سب سے بڑا عالم اور پیشوا کون ہے انہوں نے اسقف یعنی بڑے پادری کا پتہ دیا میں اس کے پاس پہنچ گیا اور میں نے درخواست پیش کی کہ مُجھے تمہارا دین پسند ہے اور میں آپ کی خدمت میں بطور خادم رہنا چاہتا ہوں میں آپ کی خدمت بھی کروں گا اور علم بھی حاصل کروں گا اس نے میری درخواست قبول کر لی اور مُجھے کنیسہ میں داخل کر لیا لیکن وُہ اسقف بُرا آدمی تھا لوگوں کو صدقہ خیرات کی رغبت دیتا اور جب صدقہ وغیرہ اکٹھا ہوتا تو وُہ گھر لے جاتا اور غربا۔ ومساکین کو نہ دیتا یوں کر کے اس نے سات مٹکے سونے کے جمع کر لیے مجھے اس سے اس وجہ سے نفرت ہو گئی پھر وُہ مر گیا اور جب عیسائی لوگ اسے دفن کرنے کے لیے اکٹھے

ہوئے تو میں نے سارا ماجرا بیان کر دیا کہ یہ بہت بُرا آدمی تھا تمہیں صدقہ کا حکم دیتا اور پھر حاجتمندوں مسکینوں کو نہ دیتا بلکہ اپنے گھر لے جاتا اور اس نے سات مٹکے سونا اکٹھا کیا ہوا ہے ان عیسائیوں نے مُجھ سے پُوچھا تجُھے کیسے علم ہے میں نے کہا میں تمہیں وُہ مٹکے دکھا دیتا ہوں میں نے انکو نشاندہی کی تو انہوں نے وُہ مٹکے نکال لیے اور کہنے لگے اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) کی قسم ہم اسے دفن نہیں کریں گے پھر اُنہوں نے جنازہ بھی نہ پڑھا اور اسے پتھّروں میں پھینک دیا حالانکہ وُہ صائم الدھر تھا پھر وُہ لوگ ایک اور آدمی کو اس کے جانشین کے طور پر لائے وُہ بڑا نیک انسان اور لاطمع تھا مجُھے اس سے بڑی عقیدت اور محبّت ہوگئی اور میں اس کی خدمت میں رہا حتّٰی کہ اس کا آخری وقت آگیا تو میں نے اس سے کہا مجُھے آپ سے حد درجہ عقیدت و محبّت تھی مگر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا حکم آپہنچا ہے لہٰذا آپ مجُھے کہاں بھیجیں گے اس نے کہا اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی قسم میرے علم میں ایک شخص ہے جو کہ موصل میں ہے وُہ معیار پر پُورا اُترے گا پھر وُہ مرگیا ہم نے اسے دفن کیا تو میں نے چلتے چلتے موصل پہنچ کر اس شخص کو تلاش کیا اور اس سے ملا اس کے سامنے سارا ماجرا بیان کیا تو اس نے مجُھے اپنی خدمت میں رہنے کی اجازت دے دی وُہ بھی بہت اچھّا تھا لیکن اس کا بھی آخری وقت

آگیا تو مَیں نے کہا فلاں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا تھا لیکن آپ پر بھی آخری وقت آپہنچا ہے اَب آپ مجھے کِس کے پاس بھیجتے ہیں اس نے کہا نصیبین میں ایک صالح مرد ہے اس سے بہتر دُنیا میں کوئی نہیں، پھر اس کو دفن کرنے کے بعد میں نصیبین پہنچ گیا اور موصُوف سے ملا اور کہانی سُنائی اس نے بھی خدمت میں رہنے کی اجازت دے دی لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس پر بھی آخری وقت آگیا مَیں نے اس سے کہا اب آپ مجھے کِس کے پاس بھیجتے ہیں اس نے کہا ایک صالح مرد عموریہ میں ہے وہاں چلے جاؤ جو کہ مُلک رُوم میں ہے میں اس کو دفن کرنے کے بعد عموریہ پہنچ گیا اور شخصِ مذکور کو تلاش کر کے سارا واقعہ سُنایا اس نے مجھے خدمت میں رہنے کی اجازت دے دی وہاں کچھ عرصہ رہا تو اس پر بھی آخری وقت آگیا مَیں نے اس سے کہا کہ آپ مجھے کس کے پاس بھیجتے ہیں اس نے کہا مُلک شام میں ایک صاحب ہیں وُہ مستجاب الدّعوات ہیں وُہ سال بھر میں ایک جنگل سے دُوسرے جنگل منتقل ہوتے ہیں جب وُہ منتقل ہوتے ہیں تو لوگ حاجتمند وہاں جمع ہو جاتے ہیں دُعاء کرانے کے لیے وُہ جس کے لیے دُعاء کر دے اس کا کام ہو جاتا ہے اس سے سوال کرو میں اسے دفن کرنے کے بعد مُلک شام پہنچ گیا وہاں بہت لوگ دُعاء کرانے کے لیے جمع تھے اور جب

وُہ مردِ صالح نکلا تو لوگ جمع ہو گئے اور اسے گھیر لیا دُعائیں کراتے رہے میں بھیڑ کی وجہ سے اس سے نہ مل سکا لیکن جب وُہ دُوسرے جنگل میں جانے لگا تو میں نے اس کا کندھا پکڑ لیا اس نے پُوچھا کون ہے میں نے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا اے اللہ (جل جلالہٗ) کے بندے مجھے دینِ حنیف بتاؤ جو کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اس نے کہا آپ نے وُہ سوال کیا ہے جو دُوسرے لوگ سوال نہیں کرتے پھر اس نے کہا سُنو وقت آ پہنچا ہے کہ نبیِ آخر الزّماں[1] کی بعثت ہونے والی ہے یہ دینِ حنیف یعنی ابراہیمی دین ان ہی سے حاصل ہو سکتا ہے وُہ نبی مُلک عرب میں مبعوث ہونے والا ہے وُہ ہجرت کر کے ایسے شہر جائے گا جو شہر کہ کھجُوروں کے درمیان ہے اس نبی کی کچھ علامتیں میں بتا دیتا ہوں ایک یہ کہ وُہ صدقہ نہیں کھائے گا اور ہدیہ قبول بھی کریگا اور کھائے گا بھی اس کے کندھوں کے درمیان مُہرِ نبوّت ہوگی اگر تُو ان تک پہنچنا چاہتا ہے تو پہنچ جا زاں بعد میں نے دیکھا ایک تاجروں کا قافلہ جا رہا ہے میں نے ان کو کہا مجھے بھی ملک عرب لے چلو اور مجھ سے اتنی گائیں بکریاں لے لو انہوں نے منظور کر لیا اور میں نے ان کو مقرّر گائیں اور بکریاں دے دیں اور اُنہوں نے مجھے ساتھ لے لیا اور جب وادیٔ قری میں پہنچے تو اُنہوں نے مجھ پر یہ ظلم کیا کہ مجھے اپنا

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

غُلام ظاہر کر کے مجُھے ایک یہُودی کے ہاتھ فروخت کر دیا میں اس یہُودی کے پاس رہ گیا اور جب میں نے وہاں کھجُوروں کے باغ دیکھے تو اُمید بندھی کہ یہی وُہ شہر ہوگا جو مجُھے بتایا گیا تھا لیکن یہ بات یقینی نہ تھی پھر ایک دن میرے مالک کا چچا زاد جو کہ بنو قریظہ کا تھا آیا اور اس نے مجُھے خرید لیا اور مدینہ منوّرہ لے گیا مَیں نے وہاں پہنچ کر پہچان لیا کہ یہی وُہ شہر ہے مَیں وہاں رہا پھر مکّہ مکرمہ میں رسُول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بعثت ہوئی مگر مجُھے اس کے متعلّق معلوم نہیں تھا اور پھر جب رحمتِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہجرت کی اور مدینہ منوّرہ تشریف لائے اور میں اپنے مالک کی کھجُوروں کے باغ میں کام کر رہا تھا میں کھجُور پر چڑھا ہوا تھا اور میرا مالک نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اس کا چچا زاد آیا اور کہا اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ بنی اوس اور خزرج کو تباہ کرے کہ وُہ قبا میں جمع ہوئے ہیں کہ ایک صاحب مکّے سے آئے ہیں انکا گمان ہے کہ وُہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نبی ہیں جب میرے کان میں یہ آواز پڑی تو میں خوشی سے کانپنے لگ گیا اور خطرہ پیدا ہوا کہ میں مالک کے اُوپر نہ گر جاؤں میں جلدی سے نیچے اُترا اور اس آنے والے سے کہا آپ کیا کہہ رہے ہیں یہ سُن کر میرے مالک کو غصّہ چڑھ گیا اور اس نے مجُھے تھپڑ مار دیا اور کہا چل اپنا کام کر میں نے کہا

میں نے ویسے ہی پُوچھا ہے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں پھر میں ایک دن اپنے مالک سے ایک دن کی چھُٹّی لی اور مزدُوری کر کے کچُھ کھانے کی چیز لی اور قبا پہنچ گیا اور جا کر کہا مجُھے معلوم ہوا کہ آپ بڑے نیک مرد ہیں اور آپ کے ساتھی بھی ہیں جن کا کوئی کاروبار نہیں اور یہ میرے پاس کچُھ صدقہ کی چیز ہے قبُول فرمائیں یہ سُن کر رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے وُہ چیز لے لی اور ساتھیوں سے فرمایا کھاؤ لیکن خود کچُھ نہ کھایا یہ دیکھ کر میں نے جی میں کہا یہ ایک نشانی ہے جو اس شامی بزرگ نے بتائی تھی پھر میں کچُھ دنوں کے بعد آیا تو آپ مدینہ منوّرہ شہر میں جلوہ گر ہو چکے تھے اور میں نے ایک دن کی چھُٹّی لے کر مزدُوری کر کے کچُھ کھانے کی چیز لی اور حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور کہا یہ ہدیہ ہے سرکار صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے خود بھی تناول فرمایا اور دُوسروں کو بھی کھلایا میں نے جی میں کہا دُوسری نشانی بھی پُوری ہوئی پھر میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی پشت کی طرف آیا تاکہ مُہرِ نبوّت دیکھوں تو حضُور صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اپنی چادر مُبارک پشت مُبارک سے نیچے اُتاری تو میں نے مُہرِ نبوّت بھی دیکھ لی اور بوسے دینے شروع کر دیے اور رونا شروع کر دیا پھر رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے فرمایا سامنے آؤ میں نے سامنے حاضر ہو کر سارا ماجرا سُنایا اور مُسلمان ہو گیا۔ حضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے چاہا کہ یہ سارا واقعہ صحابہ کرام

کو سنایا جائے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ترجمان طلب کیا کیوں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی زبان فارسی تھی ترجمانی کے لیے ایک یہودی کو بلایا گیا جو کہ تاجر تھا اور دونوں زبانیں جانتا تھا اس کے سامنے جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی تو وہ یہودی بولا یہ آپ کو گالی دے رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا یہ سلمان اتنے لمبے سفر کرکے کیا ہمیں گالی دینے آیا ہے اتنے میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوگئے تو حضرت جبریل امین نے فارسی کا ترجمہ عربی میں کیا اور پھر وہ ترجمہ یہودی کو سنایا تو وہ بولا کیا آپ فارسی جانتے ہیں؟ اگر آپ فارسی جانتے ہیں تو پھر ترجمان کی کیا ضرورت تھی فرمایا یہ مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا ہے یہ سن کر یہودی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور پھر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا اے جبریل سلمان کو عربی زبان سکھاؤ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سلمان کو فرماؤ آنکھیں بند کرے جب آنکھیں بند کیں تو جبریل علیہ السلام نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے منہ میں آبِ دہن ڈال دیا اسی وقت حضرت سلمان فصیح عربی بولنے لگ گئے اور وقت گزرتا گیا پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو ایک دن نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا تو اپنے مالک سے آزاد ہونے کی گفتگو کر مکاتب بن کر آزادی حاصل کرلے حضرت سلمان فرماتے ہیں مَیں نے مالک سے بات کی تو وُہ بولا میری اس زمین پر کھجُوروں کے باغ لگاؤ تین سو ۳۰۰ یا پانچ سو ۵۰۰ درخت لگاؤ وُہ جب بڑے ہوکر پھل دینے لگیں تو تم آزاد ہو نیز ساتھ چالیس اوقیہ سونا بھی دو یہ سُنکر نبیِ رحمت شفیقِ اُمّت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا سلمان تمہارا بھائی ہے اس کی امداد کرو صحابہ کرام نے مل کر زمین کو درست کیا اس میں درخت لگانے کے لیے گھٹلیں بنائیں اور پھر حُضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا تو فرمایا چلو اور نبیِ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم اس زمین پر تشریف لائے اور فرمایا مُجھے گٹھلیاں پکڑاتے جاؤ اور مَیں زمین میں لگاتا جاتا ہوں سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم کھجُوروں کی گٹھلیاں زمین میں دباتے جاتے تھے صحابہ کرام پکڑاتے جاتے تھے ان میں ایک گٹھلی حضرت سلمان فارسی نے خود لگادی اور ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے لگادی وُہ دونوں تو نہ اُگیں لیکن باقی سارے کے سارے کھجُوروں کے درخت پیدا ہوکر ایک سال میں پھل دینے لگ گئے سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُوچھا یہ دو کس نے لگائی ہیں عرض کیا ایک حضرت عمر نے دُوسری سلمان فارسی نے لگائی ہے سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے دستِ مبارک

سے وُہ گٹھلیاں نکال کر پھر زمین میں دبا دیں تو وُہ بھی اسی سال پھل دینے لگ گئیں (حالانکہ کھجُور کا درخت کئی سالوں کے بعد پھل دیتا ہے) پھر شاہِ کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تھوڑا سا سونا منگایا اور فرمایا سلمان لے جاؤ اور مالک کا قرضہ ادا کردو یہ دیکھ کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضُور اتنے سے سونے سے سارا قرضہ کیسے ادا ہوگا؟ تو حبیبِ خُدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس سونے کو زبان مُبارک سے لگا کر دے دیا اور جب اس کا وزن کیا تو چالیس اوقیہ پُورا ہونے کے بعد چالیس اوقیہ بچ بھی گیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آزاد ہو گئے۔ (سیرتِ حلبیہ جلد اوّل ص ۱۷۹ تا ۱۸۳، دلائل النبوۃ ص ۲۵۸/۱ تا ۲۶۴/۱، ابونعیم، مجمع الزوائد ص ۲۳۵/۱)

اس واقعہ میں دستِ مُبارک کا بھی اعجاز ہے کہ گٹھلیاں فوراً اُگ کر پک گئیں اور زبان مُبارک کا بھی اعجاز ہے کہ زبان مُبارک لگانے سے سونا اتنا وزنی ہوا کہ چالیس اوقیہ پُورا ہونے کے بعد اتنا بچ بھی گیا۔

سوال: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اتنا عرصہ کیسے پھرتے رہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے حضرت سلمان کو اڑھائی سو سال عُمر عطا کی تھی، آپ رضی اللہ عنہ کی عُمر ۲۵۰ سال ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اَعلم اَلحَمدُ للہِ رَبِّ العٰلمین وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ علیٰ حبیبہٖ

رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

تنبیہ : سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نہایت ہی متّقی پرہیزگار متورع عابد زاہد تھے ، عالم فاضل تھے دو سو پچاس سال عُمر پائی آپ گورنر بھی بنے آپ کو بیت المال سے پانچ ہزار ماہوار وظیفہ بھی ملتا تھا مگر آپ سارے کا سارا غریبوں یتیموں مسکینوں میں تقسیم فرما دیتے اور خود اپنے ہاتھ سے کمائی کر کے گزارہ کرتے تھے۔ آپ کے پاس ایک کمبل تھا اسی پر گزارہ کرتے آدھے کو بچھا کر اس پر آرام کرتے آدھا اُوپر اُوڑھتے تھے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں جب آپ مدائن کے گورنر تھے میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ کھجور کے پتّوں پر کام کر رہے ہیں میں نے پُوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ گورنر ہیں تو فرمایا مجُھے یہی پسند ہے کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بسر اوقات کروں ۔ بسا اوقات آپ گوشت خرید کر پکاتے اور دیوانوں کو ساتھ بٹھا کر کھلاتے اور خود بھی تناول فرماتے ۔ (سیرتِ حلبیہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۷)

خیبر کی فتح

۵۴

غزوہ خیبر میں جب نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے مقام پر پہنچے صبح کا وقت تھا دیکھا کہ یہودی لوگ کسّیاں اور پھاوڑے

لے کر کھیتوں کی طرف نکلے ہیں، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دیکھ کر نعرۂ تکبیر بلند فرمایا اور فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَۃِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝ یعنی "اللہ اکبر" خیبر تباہ ہو گا کیونکہ ہم جب کسی قوم کے آنگن میں اترتے ہیں تو اس ڈرائی ہوئی قوم کی خیر نہیں ہوتی۔ سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کئی دن تک خیبر کا محاصرہ کیے رکھا باری باری صحابہ کرام کو فتح کرنے کے لیے بھیجتے رہے لیکن خیبر فتح نہ ہُوا تو ایک دِن رحمتِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کل ہم جھنڈا ایسے کے ہاتھ میں دیں گے جو اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ اور اس کے رسُول سے محبّت کرتا ہے اور اللہ رسُول اس سے محبّت کرتے ہیں اس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہو گا یہ بشارت سُن کر بہت سے صحابہ کرام کی تمنّا ہوئی کہ مجھے جھنڈا عطا ہو کیونکہ اس پر نوید تھی، اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رضا کی، حتّٰی کہ سیّدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں میں نے کبھی بھی امارت کی خواہش نہیں کی لیکن یہ فرمان سُن کر "کل ہم ایسے کو جھنڈا عطا کریں گے جس سے اللہ رسُول محبّت کرتے ہیں" میرے دل میں شوق پیدا ہوا کہ کاش جھنڈا مجھے عطا ہو، صبح ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منتظر

تھے کہ وُہ کون خوش قسمت ہے اچانک فرمان جاری ہوا کہ میرے پیارے علی کہاں ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا انکی آنکھیں دُکھتی ہیں فرمایا اسی کو لاؤ، جب سیّدنا حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ کو خدمتِ اقدس میں پیش کیا تو نبیِ رحمت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پُوچھا پیارے علی کیا ہوا عرض کیا حُضور میری آنکھیں دُکھتی ہیں مَیں اپنے قدم تک نہیں دیکھ سکتا فرمایا قریب آؤ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ قریب ہوئے تو حُضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے آبِ دہن مُبارک آنکھوں میں لگایا تو اسی وقت آنکھیں ٹھیک ہوگئیں گویا کہ آنکھیں کبھی دُکھی ہی نہیں تھیں مولیٰ علی حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فَمَا اشْتَكَيْتُهُمَا حَتَّى السَّاعَةِ یعنی آج تک آنکھیں کبھی دُکھی نہیں ہیں پھر سرکار صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حضرت مولیٰ علی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جھنڈا پکڑایا تو حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حُضور میں کس بات پر جنگ کروں فرمایا اس بات پر کہ وُہ لوگ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمّد مُصطفےٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کے سچّے رسُول ہیں اور اگر وُہ اس بات کی گواہی دیں تو ان کے مال اور ان کی جانیں محفوظ ہوگئیں یعنی نہ کسی کو قتل کیا جائے نہ مال لوٹے جائیں نیز فرمایا اے پیارے علی اگر اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ پر کسی

ایک کو اسلام عطا کر دے تو یہ تیرے لیے سُرخ اُونٹوں سے بہتر ہے اور پھر مولیٰ علی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور قلعہ کے نیچے جا کر جھنڈا گاڑ دیا اور پھر مقابلہ کے لیے مرحب کا بھائی نکلا مولیٰ علی شیرِ خُدا[1] نے اسے قتل کر دیا پھر مرحب خود مقابلہ کے لیے نکلا وُہ پوری طرح سے مسلّح تھا سر پہ خُود اور پتھّر باندھا ہوا زِرہ پہنے نکلا اس نے آتے ہی یہ شعر پڑھا : ؎

وَلَقَدْ عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَبٌ
شَاکِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ

یعنی سارا خیبر جانتا ہے کہ میرا نام مرحب ہے میں مسلّح ہُوں، سُورما ہُوں جنگ آزمائے ہُوں۔

اس کے جواب میں حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا : ؎

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہ
کَلَیْثِ الْغَابَةِ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہ

یعنی میں ہوں جس کا نام میری ماں نے میرے پیدا ہوتے ہی حیدر (شیر) رکھا تھا، مَیں جنگل کے شیر کی طرح ہوں جسے دیکھ کر ڈر لگتا ہو۔

---

[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کا ترجمہ کسی نے یوں کیا ہے :

تُو علی ؓ سے لڑ سکے یہ تیری سمجھ کا پھیر ہے
تو شیطاں کی لومڑی اور وُہ خُدا کا شیر ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کشف سے فرمایا تھا کیونکہ رات مرحب خواب میں دیکھ چکا تھا کہ مُجھے جنگل کے شیر نے چیر پھاڑ دیا ہے۔ الحاصل پہلے مرحب نے تلوار سے وار کیا جو کہ مولیٰ علی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ نے ڈھال پر لے کر ناکام بنا دیا پھر مولیٰ علی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ مرحب کے خُود کو چیرتی ہوئی پتھّر کو کاٹتی ہوئی، سر کو کاٹتی جبڑا چیر کر نکل گئی اور وُہ مرحب وہیں ڈھیر ہو گیا[۲] زاں بعد جب گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی تو مولیٰ علی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ کی ڈھال ٹوٹ گئی آپ نے خیبر کے قلعے کا کواڑ جس کو سَتّر، اَسّی آدمی ہلا نہیں سکتے تھے اُکھاڑا اور اس سے ڈھال کا کام لیتے رہے بعد میں جب اس کواڑ کو پھینکا تو کئی گز دُور جا گرا جنگ ختم ہونے کے بعد راوی فرماتے ہیں ہم سَتّر، اَسّی آدمی اسے اُٹھانے کی کوشش کرتے رہے مگر اسے حرکت تک نہ دے سکے پھر حضرت حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ نے اتنے وزنی کواڑ کو جو کہ قلعہ کے دروازے کا کواڑ تھا کیسے اسے گھماتے رہے یہ سُن کر شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا

[۱] رضی اللہ عنہ [۲] سیرتِ حلبیہ ص۱۵۸ تا ص۱۶۲ ج۲

مَا قَلَعْتُ بَابَ خَیْبَرَ بِقُوَّۃٍ جَسَدَ انِیَّۃٍ وَلٰکِنْ بِقُوَّۃٍ رَبَّانِیَّۃٍ ۔ (تفسیر کبیر۔ خالص الاعتقاد ص۴۸)

یعنی میں نے خیبر کے قلعہ کا دروازہ جسمانی طاقت سے نہیں اُکھاڑا تھا بلکہ ربّانی طاقت سے اکھاڑا تھا۔

تنبیہ: سیّدنا حیدرِ کرّار کرّم اللّٰہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی قوّتِ بازو کا یہ کمال ہے تو جن کے وسیلہ جلیلہ سے ولایت عطا ہوئی انکی قوّتِ بازو کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ علاّمہ خرپوتی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بردہ میں تحریر فرمایا کہ قیامت کے دن جب اللّٰہ تعالیٰ جلّ جلالہ فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ دوزخ کو محشر کے میدان میں لاؤ اور دوزخ کو ستّر ہزار لگام ہوگی ہر لگام کے ساتھ ستّر ہزار فرشتہ ہوگا جو کہ دوزخ کو کھینچ کر میدانِ حشر میں لائیں گے اور جب دوزخ کفّار و مشرکین کو دیکھے گا تو اسے جوش آجائے گا اور دوزخ فرشتوں کے ہاتھوں سے چھوٹ جائے گا، سارے فرشتے گھٹنوں کے بل گر جائیں گے اب کوئی دم نہیں مار سکے گا کہ دوزخ کو روکے کہ اچانک یہ خبر باعثِ ایجادِ عالم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچے گی تو حبیبِ خدا سیّدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بے خوف و خطر تشریف لائیں گے اور دوزخ کو پکڑ کر ایک ہی جھٹکا دیں گے جس سے دوزخ کا سارا زور ختم

ہو جائے گا، پھر نبی رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرشتوں سے فرمائیں گے اُٹھو اور دوزخ کو پکڑ لو، اور فرشتے اُٹھ کر دوزخ کو سنبھال کر قابو کر لیں گے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِكَ الَّذِی بَعَثْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۵۴)

خوابؔ میں جو بات زبان حق ترجمان سے نکلی پوری ہو گئی

ایک مولانا صاحب بیمار ہوئے بیماری بڑھتی گئی حتّٰی کہ وہ صاحبِ فراش ہو گئے، ہر قسم کا علاج معالجہ کر کے دیکھ لیا لیکن کہیں سے آرام نہ ہوا مایوسی چھا گئی اچانک قسمت جاگی کہ آنکھ لگ گئی اور شاہِ کونین اُمّت کے والی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دیدار سے مشرّف ہوئے اور ایک حدیث پاک کے متعلّق سوال کر دیا یعنی عرض گزار ہوئے کہ یا رسُول اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) یہ حدیثِ پاک یُوں ہے؟ نبیِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سُن کر فرمایا لَا عَافَاكَ اللہُ یعنی یوں نہیں اور آگے سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بطور تکیہ کلام فرمایا عَافَاكَ اللہُ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ تجھے عافیت عطا کرے آنکھ کھلی تو دیکھا

بالکل تندرست ہے کوئی تکلیف باقی نہیں ہے۔

یہ واقعہ فقیر نے کسی کتاب سے پڑھا ہے الفاظ بالکل صحیح طور یاد ہیں مگر کتاب کا نام نسیان کی وجہ سے یاد نہیں رہا۔ جب حوالہ مل گیا، درج کر دیا جائے گا۔

(۵۵)

سیدنا ابو ایوب انصاری[1] نے دعوت پکائی صرف دو[2] کے لیے[3] تھی لیکن ایک سو اسی[180] نے کھایا

جب سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے دو کیلئے شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے کھانا تیار کر کے حاضر کیا تو رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کے تیس[30] سرکردہ آدمیوں کو بلاؤ وہ کھا کر چلے گئے، تو فرمایا اب ساٹھ[60] کو بلاؤ وہ آئے اور کھا کر چلے گئے تو فرمایا اب نوے[90] کو بلاؤ وہ کھا کر چلے گئے حتیٰ کہ ایک سو اسی[180] نے کھانا کھایا اور کھانا اتنا ہی باقی تھا نیز جتنے آئے وہ کھانا کھا کر گئے اسلام قبول کر کے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہو کر گئے۔ (بہجۃ المحافل ص۲۱۶ جلد ۲)[2]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِیِّ الْمُبَارَكِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

---

[1] رضی اللہ عنہ [2] مجمع الزوائد ص ۳۰۶/۸

(۵۶)

گوہ کی گواہی

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک محفل میں شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما تھے اچانک ایک دیہاتی آیا اور وُہ گوہ شکار کر کے لایا تھا اس نے لوگوں سے پُوچھا یہ کون ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے رسُول ہیں یہ سُن کر اس نے کہا مجھے لات وعُزّیٰ کی قسم (دو بُتوں کے نام ہیں) میں ہرگز ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ گواہی نہ دے اور اس نے وُہ گوہ (جانور کا نام ہے) حضور کے آگے ڈال دی تو شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گوہ تو گوہ بولی لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا زَيْنَ مَنْ وَافَى الْقِيَامَةَ ۔ یعنی حاضر ہوں یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اے وُہ ذات جو محشر والوں کی زینت ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گوہ تو کس کی عبادت کرتی ہے اس نے صاف صاف زبان سے کہا میں اس کی عبادت کرتی ہوں کہ جس کا عرش آسمانوں پر ہے اور جس کی حکومت زمینوں پر ہے اور جس کی رحمت بہشتوں میں ہے اور جس کا عذاب دوزخ میں ہے ازاں بعد سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

نے پُوچھا اے گوہ میں کون ہُوں اس نے کہا آپ ربّ العلمین جلّ جلالہٗ کے سچّے رسُول ہیں آپ خاتم النّبیّین ہیں آپ وُہ ہیں کہ جس نے آپ کو سچّا مان لیا وُہ کامیاب ہُوا اور جس نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو جھٹلایا وُہ نامُراد ہُوا یہ دیکھ کر وُہ دیہاتی ایمان لے آیا۔ (دلائل النّبوۃ ابُونعیم ص ۳۷۷/۲)

(مجمع الزوائد ص ۲۹۵/۸) (خصائص کبریٰ ص ۶۵/۲) (بہجۃ المحافل ص ۲۲۴/۲) (مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر ص ۱۴۵/۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ النَّبِیِّ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۵۷)

سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جانور بھی حکم مانتے ہیں

ایک دفعہ نبیِ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم گھوڑے سے اُترے تاکہ نماز ادا فرمائیں اور گھوڑے سے فرمایا لَا تَذْھَبْ بَارَكَ اللّٰهُ فِیْكَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ تجھے برکت دے یہاں سے جانا نہیں تو اس گھوڑے نے سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نماز سے فارغ ہونے تک نہ کان ہلائے نہ دُم ہلائی بلکہ کسی عضو کو حرکت تک نہ دی۔

(بہجۃ المحافل ص ۲۲۶/۲)

کیوں نہ ہو جبکہ سرکار علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم کائنات کے رسُول ہیں،

[1] ابن عساکر نے یہ روایت حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

وُہ نُوریوں کے بھی رسُول ہیں وُہ خاکیوں کے بھی رسُول ہیں وُہ جِنّوں کے بھی رسُول ہیں وُہ وحشیوں کے بھی رسُول ہیں چرندوں پرندوں جمادات حیوانات معدنیات کے بھی رسُول ہیں وُہ عرشیوں فرشیوں کے بھی رسُول ہیں اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً یعنی میں ساری خُدائی کی طرف رسُول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارک عَلٰی رَسُولِكَ الذی ارسلتہ الی الخلق کافۃ بشیرًا ونذیرًا وعلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِین۔

(۵۸)

سیّدنا نابغہ کیلئے دُعا فرمائی اللہ تیرے مُنہ کو سلامت رکھے

تو وُہ ایک سو بیس سال کے ہوگئے تو ایک دانت بھی نہ گرا۔

سیّد العالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت نابغہ صحابی رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا فرمائی:

لَا یَفْضُضِ اللّٰہُ فَاكَ۔ تو وُہ ایک سو بیس سال زندہ رہے اور ان کی کوئی دانت داڑھ نہ گری۔

(لسان العرب ص۲۰۷) (بہجۃ المحافل ص۲۳۰ جلد ۲)

(۵۹)

چچا ابُوطالب بیمار ہُوا تو سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کی دُعا کر دیں، دُعا ہُوئی تو چچا اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک وقت حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا ابُوطالب بیمار ہو گئے، نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم بیمار پُرسی کیلئے تشریف لے گئے چچا نے دیکھ کر کہا میرے بھتیجے تُو جس رب کی عبادت کرتا ہے اس سے دُعا کر کہ وُہ مجھے شفا عطا کرے شاہ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابھی یہ دُعا کی ہی تھی اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَمِّیْ یا اللہ جلّ جلالہ میرے چچا کو شفا عطا کر تو اسی وقت ابُوطالب اُٹھ کر کھڑے ہو گئے جیسے کہ اُونٹ کی گوڈی کھول دی جائے تو وُہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور پھر عرض کیا اے میرے بھتیجے میں دیکھ رہا ہُوں کہ تیرا رب تیری بات مان لیتا ہے، یہ سُن کر اُمّت کے والی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے چچا اگر تُو بھی اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ کی اطاعت کرے تو وُہ تیری بھی بات مان لے۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۲۴ جلد ۱) (مدارج النبوّۃ ص ۲۳۸)

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

(۶۰)

ایک پیالہ دُودھ کا اور ایک ٹانگ بکری کی چالیس قریش کے سرداروں نے کھایا پیا، سَب کو کافی ہوگیا۔

مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت مُبارکہ نازل ہُوئی وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ۔ اے حبیب آپ اپنے قریبیوں کو ڈرائیں تو سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے علی ایک صاع کھانا اور ایک ٹانگ بکری کی پکا کر تیار کرو (وُہ کھانا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تیار کیا تھا) اور ایک پیالہ دُودھ کا مہیّا کرو اور پھر اولاد عبد المطلب کو جمع کرو میں نے ایسا ہی کیا تو کھانے والے سردارانِ قریش چالیس کے قریب اکٹھے ہوگئے جن میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اَبُوطالب، حمزہ، عبّاس، ابولہب بھی تھے اور ان میں سے ایسے بھی تھے جو ایک ایک پُوری بکری کھا جائے اور پُورا پیالہ دُودھ پی جائے۔ شاہِ کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس کھانے سے ایک لقمہ لیا اس کو دانت مُبارک سے چبا کر جفنہ کے کناروں میں ڈال دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ کے نام سے کھاؤ، سب نے پیٹ بھر کر کھایا پھر دُودھ پیش کیا تو سب نے سیر ہوکر دُودھ پیا پھر سرکار[1] بات

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

کرنے لگے تو ابولہب نے کہا تم پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جادو کر دیا ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات نہ کی پھر دوسرے دن کھانا تیار کرا کے پھر ان کو دعوت دی اور پھر کھانے کے بعد سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کو ڈرایا۔ (تفسیر مظہری ص۸۷-۸۶ ج۷، تفسیر ابن کثیر ص۳۵۰-۳۵۱ ج۳، تفسیر ابن جریر طبری ص۷۵-۷۴ ج۱۹، مجمع الزوائد ص۳۰۵ ج۸)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

(۹۱)

رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانِ مبارک سے دعا فرمائی

یا اللہ اسلام کو عزت عطا کر، عمر بن ہشام (ابوجہل) کے ساتھ یا عمر بن خطاب کے ساتھ تو دوسرے دن ہی عمر آگئے اور فاروقِ اعظم بن گئے

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام عمر کے متعلق مختلف روایات بیان فرمائی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دن ابوجہل، شیبہ بن ربیعہ وغیرہ قریشِ مکہ بیٹھے تھے ابوجہل بولا اے سردارانِ قریش تم دیکھتے نہیں کہ محمد ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے اور تم سب کو اس نے بیوقوف بنا دیا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا گمان ہے کہ جتنے تمہارے

تمہارے باپ دادا گزر گئے ہیں وہ جہنّم میں ڈالے جائیں گے۔ لہٰذا میں وعدہ کرتا ہُوں کہ جو بھی محمّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کو قتل کرے اس کو میں سیاہ اور سُرخ رنگ کے سو اُونٹ دوں گا یہ سُن کر حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں میں اُٹھا اور تلوار لٹکائی اور میں محمّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کو قتل کرنے کی نیّت سے گھر سے نکلا موسم بڑا گرم تھا شدید گرمی میں دوپہر کے وقت نکلا اچانک راستہ میں مجھے ایک قریشی ملا اس نے پُوچھا عُمر کدھر کا ارادہ ہے میں نے کہا میں محمّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کو قتل کرنے جا رہا ہُوں اس نے کہا کیا تجھے بنو ہاشم اور زہرہ چھوڑیں گے میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تُو بھی بے دین ہو گیا ہے اس نے کہا اے عُمر تجھے اپنے گھر کی بھی کچھ خبر ہے میں نے کہا کیا ہُوا تو اس قریشی نے کہا تیری بہن اور تیرا بہنوئی یہ بھی اسلام قبُول کر چکے ہیں، یہ سُن کر میں غُصّہ سے بھر گیا اور بہن کے گھر کا رُخ کیا، دروازہ پہ آیا اور دستک دی اندر حضرت خبّاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بھی تھے بہن نے پُوچھا کون ہے میں نے کہا عُمر، یہ سُن کر حضرت خبّاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ تو چُھپ گئے جب دروازہ کھلا تو میں نے کہا سُنا ہے تم بے دین ہو گئے ہو تو بہنوئی نے کہا اے عُمر اگر دُوسرا دین سچّا ہو تو کیا اسے قبُول نہیں کرنا چاہیے تو میں نے بہنوئی کو دبوچ لیا اور خُوب مارا اس کو

چھڑانے کے لیے بہن آگے آئی تو میں نے اس کو ایسا طمانچہ رسید کیا کہ اس کے چہرے سے خون بہنے لگ گیا ایک روایت میں ہے کہ جب میں نے دستک دی تو بہن نے دروازہ کھولا میں نے دیکھتے ہی کہا اے جان کی دشمن تو بے دین ہو گئی ہے اور اس کے سر پر کوئی چیز جو میرے ہاتھ میں تھی مار دی اس سے بہن کے سر سے خون بہنے لگا اور جب بہن نے خون بہتا دیکھا تو کہا اے عمر تو نے جو کرنا ہے کر لے میں نے تو اسلام قبول کر لیا ہے میں حیران ہو گیا اور اندر جا کر چارپائی پر بیٹھ گیا میں نے دیکھا کہ صحیفہ (کچھ اوراق) رکھے ہوئے ہیں میں نے بہن سے کہا یہ مجھے پکڑاؤ وہ بولی تو تو غسل بھی نہیں کرتا اور یہ پاک کلام ہے اسے بے وضو نہیں چھو سکتے اگر شوق ہے تو پہلے طہارت کر میں اٹھا وضو کیا اور بہن نے مجھے وہ صحیفہ پکڑایا اس میں سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیاتِ مبارکہ لکھی ہوئی تھیں ان مبارک آیتوں کو پڑھتے ہی میرے دل کی کیفیت بدل گئی اور میں نے کہا مجھے محمد[1] کے پاس لے چلو، یہ سن کر حضرت خباب[2] جو چھپے ہوئے تھے فوراً نکل کر آ گئے اور فرمایا اے عمر تجھے خوشخبری ہو کہ میں نے کل ہی سنا تھا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُهُ کے دربار دعا کر رہے تھے

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْهِشَامِ

---

[1] صلی اللہ علیہ وسلم [2] رضی اللہ عنہ

اے عُمر وہ دُعا، تیرے حق میں قبول ہو چکی ہے ۔

(خصائصِ کبریٰ ج ۱ ص ۱۳۱)

پھر جب سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں حاضری کے لیے روانہ ہوئے اور رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس وقت دارِ بنی ارقم میں جلوہ افروز تھے جو کہ صفا پہاڑی کے دامن میں تھا اور تین دن پہلے سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو چکے تھے جب حضرت عُمر دارِ بنی ارقم پہنچے اور دروازہ پر دستک دی پُوچھا گیا کون ہے حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے اپنا نام لیا تو صحابہ کرام ڈر گئے، لیکن حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ڈرو نہیں، اگر عُمر کی نیّت خیر ہے تو بہتر اور اگر عُمر بُری نیّت سے آیا ہے تو اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا جائے گا، دروازہ کھولا حضرت عُمر (رضی اللہ عنہ) اندر آئے تو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے عُمر کو پکڑ کر جھٹکا دیا اور فرمایا عُمر تُو باز نہیں آتا، اس جھٹکے نے حضرت عُمر (رضی اللہ عنہ) کے سارے اندازے غلط ثابت کر دیے کیونکہ حضرت عُمر (رضی اللہ عنہ) کو مان تھا کہ میں بڑا بہادر ہوں لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے جھٹکا دے کر ثابت کر دیا کہ عُمر کی طاقت سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طاقت کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے ۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حُضور میں تو ایمان لانے کے لیے حاضر ہوا ہوں ، یہ سُن کر

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور سب کے سب خوش ہو گئے آسمانوں پر ملائکہ کرام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حکم سے خوشیاں منائیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام لا کر چالیس کا عدد پورا کر دیا یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مرد و عورت اسلام لانے والے صرف انتالیس تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مُتَمِّمُ الْاَرْبَعِیْن بن کر رضی اللہ عنہ کے حقدار بنے اور صحابیت کی ڈگری حاصل کر کے تمام روئے زمین کے قیامت تک کے ولیوں، غوثوں، قطبوں کے سردار بنے اور پھر فاروقِ اعظم کا لقب حاصل کیا زاں بعد جب نماز کا وقت آیا تو چونکہ وہیں نمازیں پڑھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہم حق پر نہیں فرمایا بلا ریب ہم حق پر ہیں تو عرض کیا اب چھپ کر عبادت نہیں کریں گے بلکہ اجازت دیں کہ ہم حرم پاک میں جا کر علانیہ طور نماز پڑھیں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دو صفیں بنائی گئیں، ایک صف کے قائد سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور دوسری صف کے قائد سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے، اور حرم کعبہ میں جا کر نماز پڑھی یہ منظر دیکھ کفارِ مکّہ کے چہروں پر مُردنی چھا گئی کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن وَالصَّلٰوۃ وَالسَّلَام عَلٰی

حَبیبہ ونبیّہ سَیّد العٰلمین وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِین۔

نوٹ: سیّدنا عُمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے میں روایات میں کچھ اختلاف ہے مگر اس پر سارے ہی متفق ہیں کہ اسلام عُمر رضی اللہ عنہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء و برکت کا نتیجہ ہے۔ ایک دن دُعاء فرمائی جارہی ہے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَسْلَمَ ثُمَّ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ ظَاھِرًا۔ [۱]

یا اللہ جل جلالہ اسلام کو عزّت دے ابوجہل کے ساتھ یا عُمر بن خطّاب کے ساتھ تو دُعاء ہوتے ہی دُوسرے دن حضرت عُمر حاضر آکر مشرّف باسلام ہو جاتے ہیں اور پھر علانیہ مسجد حرم کعبہ میں نماز پڑھی جانے لگی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

مندرجہ بالا چند زبان مُبارک کے کمالات و برکات ہیں جو کہ سپرد قلم کیے گئے ہیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ مان لینے کی توفیق عطا کرے۔

فقیر ابوسعید غفرلہٗ

---

[۱] ترمذی صفحہ ۲۰۹/۲ ایچ ایم سعید۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۷

باب ۴ رحمتِ دو عالم نورِ مجسّم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آنکھ مبارک کا کمال و اعجاز

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ نحمدہٗ ونصلّی علٰی رَسُوۡلِہِ الکریم وعلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡن۔

اَمَّا بَعد! رسولِ اکرم شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

۱۔ اِنِّیۡ اَرٰی مَا لَا تَرَوۡنَ وَ اَسۡمَعُ مَا لَا تَسۡمَعُوۡنَ۔

(زرقانی علی المواہب ص۸۹ ج۴) (مشکوٰۃ شریف ص۴۵۷) (المستدرک حاکم ص۵۱۰ ج۲، ترمذی ص۵۷ ج۲)[1]

یعنی بیشک میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔

سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اس عظیم قوّت کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل ارشادِ گرامی پڑھیے:

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنۡهُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَمَّا تَجَلَّی اللہُ عَزَّوَجَلَّ مُوۡسٰی عَلَیۡهِ السَّلَامُ کَانَ یُبۡصِرُ النَّمۡلَۃَ عَلَی الصَّفَا فِی اللَّیۡلَۃِ الظَّلۡمَآءِ مَسِیۡرَۃَ عَشۡرَۃِ فَرَاسِخَ۔ (شفا شریف ص۶۹ ج۱)

[1] دلائل النبوۃ ص۴۴۲ جلد ۲

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے تجلّی فرمائی تو اس کے بعد دس فرسخ یعنی تیس میل کے فاصلہ سے اندھیری رات میں صاف پتّھر پر چلتی ہوئی چیونٹی کو بھی موسیٰ علیہ السلام دیکھ لیا کرتے تھے۔

امام خفّاجی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُسْنَدِهِ الصَّغِيْرِ وَصَحَّحَهُ وَلَمَّا كَانَتْ هٰذِهِ الْقُوَّةُ حَصَلَتْ لِلْكَلِيْمِ بِالتَّجَلِّيْ فَحُصُوْلُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عليه وسلّم بَعْدَ الْاِسْرَاءِ مَعَ مَا رَاٰهُ اَظْهَرُ۔ (نسیم الریاض شرح شفا شریف ص ۲۸۱ ج ۱)

اس حدیث کو امام طبرانی نے مسند صغیر میں روایت کیا ہے اور اس کو صحیح بھی قرار دیا ہے اور جب حضرت کلیم علیہ السلام کو تجلّی کے ذریعہ یہ قوّت حاصل ہوگئی تو معراج کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو (اللہ تعالیٰ کو) دیکھا تھا اس وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ قوّت بطریق اولیٰ حاصل ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وسلّم يَرٰى فِي الظَّلْمَاءِ كَمَا يَرٰى فِي الضَّوْءِ۔ (حجۃ اللہ ص ۶۷۹، شفا شریف ص ۶۸ ج ۱، زرقانی علی المواہب ص ۸۳ ج ۴) (خصائص کبریٰ ص ۶۱ ج ۱)

یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اندھیرے میں بھی یوں ہی دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

۲۔ نیز حبیبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک فَوَ اللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرٰکُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ۔

(بخاری شریف ص۵۹) (موطا امام مالک ص۱۵۲)

یعنی اللہ (جل جلالہ) کی قسم نہ مجھ پر تمہارے خشوع پوشیدہ نہ تمہارے رکوع پوشیدہ ہیں لاریب میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

قابلِ غور یہ بات ہے کہ نمازی کا رکوع ظاہر ہے مگر خشوع تو دل کی کیفیت ہے لہٰذا روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کے حالات بھی باذن اللہ جانتے ہیں۔ اسی مندرجہ بالا حدیثِ پاک کی شرح میں شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ قَالَ النَّوَوِیُّ مَعْنَاهُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ لَهٗ اِدْرَاکًا فِیْ قَفَاهُ یُبْصِرُ بِهٖ اَقُوْلُ الْاَظْهَرُ اَنْ یُّقَالَ خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَهٗ اِدْرَاکًا یُدْرِکُ بِهٖ مَا لَیْسَ فِی الْعَادَةِ اِدْرَاکُهٗ مِمَّا قَدْ کَانَ اَوْ سَیَکُوْنُ وَمِمَّا هُوَ غَائِبٌ عَنْهُ اَوْ لَیْسَ فِیْ مُحَاذَاةِ بَصَرِهٖ بِمَنْزِلَةِ

رُؤْيَةِ الْبَصَرِ وَاللهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ ۔ (مسوی شرح موطا ص ۲۹۵، ۲۹۶ ج ۲)

یعنی حدیث پاک جو اُوپر مذکور ہوئی اس کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی گُدّی مُبارکہ میں ایک ایسی قوّت مدرکہ پیدا فرمائی ہے کہ جس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کے خشوع بھی دیکھ لیتے ہیں اور میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہُوں یہ ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ایسی دیکھنے والی ادراک کرنے والی قوّت پیدا فرمائی ہے جس کے ساتھ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم وُہ چیزیں بھی دیکھ لیتے جو عادۃً نہیں دیکھی جاسکتیں خواہ وُہ زمانہ ماضی کے ساتھ تعلّق رکھتی ہُوں خواہ مستقبل کے ساتھ خواہ وُہ غائب ہوں یا وُہ سامنے نہ ہوں سرکار صلی اللہ علیہ وسلّم یوں دیکھ لیتے جیسے کہ لوگ آنکھ کے ساتھ دیکھتے ہیں۔

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارك علیٰ حبیبك الذی یری مالا نری وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعیہ

۳۔ نیز حدیث قدسی میں ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ

يَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ الخ ۔ (صحیح بخاری ص ۹۶۳، مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۷)

یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا فرمان ہے کہ جو کوئی میرے کسی ولی کے ساتھ دشمنی کرے اس کے لیے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور اگر کوئی بندہ میرا قرب چاہے تو مجھے زیادہ پسند ہے کہ جو باتیں میں نے اس پر فرض کی ہیں ان سے قرب حاصل کرے اور میرا بندہ ہمیشہ نفلی عبادت کے ساتھ میرا قرب چاہتا ہے کرتے کرتے جب میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس ولی کے کان بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور وہ میری قدرت کے ساتھ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور اس کو دے دیتا ہوں، نیز امام المتکلمین امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

وَکَذٰلِکَ الْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَی الطَّاعَاتِ یَبْلُغُ اِلَی الْمَقَامِ الَّذِیْ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَبَصَرًا فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰہِ تَعَالٰی سَمْعًا لَهٗ سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذٰلِکَ النُّوْرُ بَصَرًا لَهٗ رَاَی الْقَرِیْبَ

وَالْبَعِيْدَ وَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ يَدًا لَّهٗ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِى الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيْدِ وَالْقَرِيْبِ[۱]

یعنی بندہ جب احکامِ الٰہی پر پابندی کرتا ہے تو وُہ ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلّق اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا ارشاد مُبارک ہے کہ میں بندے کے کان بن جاتا ہوُں، آنکھ بن جاتا ہُوں تو جب اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے جلال کا نُور بندے کے کان بن جائے تو پھر بندہ قریب سے بھی سُن لیتا ہے اور دُور سے بھی سُن لیتا ہے اور جب اللّٰہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کے جلال کا نُور بندے کی آنکھ بن جائے تو بندہ قریب سے بھی دیکھ لیتا ہے اور دُور سے بھی اور جب اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے جلال کا نُور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو بندہ دشواریوں اور آسانیوں میں تصرّف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے اور وُہ دُور بھی تصرّف کر سکتا ہے اور نزدیک بھی۔

اس حدیث پاک اور شرح سے روزِ روشن کی طرح واضح ہُوا کہ ایک ولی جب ولی بن جاتے تو وُہ دُور نزدیک سُن بھی لیتا ہے دیکھ بھی لیتا ہے دُور و نزدیک تصرّف بھی کر سکتا ہے تو جِس ذاتِ عالی صفات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے وسیلہ سے ولایت حاصل ہوتی ہے، جن میں ان کے ربّ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نے ایک ایسا ادراک ایسی قوّت پیدا فرما دی ہے کہ اس کی برکت سے حبیبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سب کچھ دیکھ لیں، دلوں کے خشوع کو دیکھ لیں اندھیرے اور روشنی میں

[۱] (تفسیر کبیر ص ۹۱/۲۱، مطبوعہ ایران زیرِ آیت اَنَّ اَصْحَابَ الْکَہْفِ)

یکساں دیکھ لیں، غیب وعیاں کو دیکھ لیں ان کی رویتِ مُبارکہ کا کیا کہنا لہٰذا مندرجہ ذیل واقعات اسی عطاءِ الٰہی کے کرشمے ھیں پڑھیے اور ایمان بچایئے ۔ حَسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ۔

①

آنکھ مُبارک کے متعلّق شاہِ کونین صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کیا فرماتے ہیں

۱۔ اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ ۔

(زرقانی علی المواہب ص ۸۹ ج ۵) (مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۷) (المستدرک ص ۵۱ ج ۲) (ترمذی ص ۵۵ ج ۲)[1]

یعنی میں وُہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وُہ کچھ سُن لیتا ہُوں جو تم نہیں سُن سکتے ۔

②

باعثِ ایجادِ عالم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے رُوئے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا

۲۔ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا ۔

(صحیح مُسلم ص ۳۹۰ ج ۲)

یعنی اللّٰہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ

[1] دلائل النبوۃ ابونعیم ص ۴۴۲ ج ۲ ۔

دیا تو میں نے اسکو مشرق و مغرب سمیت دیکھ لیا۔

(۳)

نبیِ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم ساری دُنیا کو اور جو کچھ قیامت کے دن تک دُنیا میں ہونیوالا ہے سب دیکھ رہے ہیں

۳۔ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَ اِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔

(زرقانی شرح مواہب ص۲۰۴ جلد ۷) (کنز العمال ص۴۲۰ ج۱۱)

بیشک اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے دُنیا کو میرے سامنے کر دیا ہے لہٰذا میں دُنیا کو اور جو کچھ دُنیا میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کچھ یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

سُبحان اللہ، سُبحان اللہ کیا عظمتِ شان ہے کہ اِنَّ اور قَدْ یہ دونوں حرف تاکید کے ہیں یعنی اس فرمانِ عالی شان میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ قیامت تک جو کچھ دُنیا میں ہونے والا ہے میں سب کچھ مثل کفِ دست دیکھ رہا ہوں نیز صیغہ ماضی کا نہیں کہ میں نے ایک بار دیکھ لیا ہے بلکہ صیغہ مضارع کا ہے جو کہ تجدّد و

حدوث پر دال ہے یعنی ہمیشہ ہی دیکھتا رہوں گا۔ اور پھر دُور نزدیک کے سوال کو یوں ختم کیا کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ یعنی جیسے میں اپنے ہاتھ مُبارک کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہُوں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

تو جیسے ہتھیلی کے درمیان کو دیکھنے میں اور کنارے کو دیکھنے میں کوئی فرق نہیں یوں ہی مدینہ منوّرہ میں جلوہ گر ہوتے ہوئے مشرق ومغرب، شمال وجنُوب برّ وبحر کو دیکھنے میں کوئی فرق نہیں نتیجہ یہ نکلا کہ سیّد العٰلمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ امریکہ، افریقہ، جاپان، رُوس، آسٹریلیا ہند، سندھ، پاکستان، چین، افغانستان الحاصل دُنیا کے ہر ملک ہر صُوبے، ہر شہر ہر قوم ہر قبیلہ کو بیک وقت اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کی عطا سے دیکھ رہے ہیں۔ ؎

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(۴)

والیِ کوثر صلّی اللہ علیہ وسلّم اس حوضِ کوثر کو بھی دیکھ رہے ہیں جو قیامت کے دن ظاہر کیا جائے گا

فرمایا اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیَ الْاٰنَ۔

(صحیح بُخاری صفحہ ۱۷۹ ج۱، ۹۷۵ ج۲، صحیح مُسلم صفحہ ۲۵۰ ج۲)۔

بے شک مجھے قسم ہے اللہ کی میں اس وقت حوض کو دیکھ رہا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی من اعطیتہ الْکَوْثَر وَعَلٰی اٰلِہٖ واصحابہٖ اَجْمَعِیْن۔

⑤

اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک

جو کچھ بھی ہونے والا ہے ایک ایک کر کے سب کچھ بتا دیا

سیّدنا عمرو بن اخطب انصاری اور سیّدنا حذیفہ صحابی رضی اللہ عنہما راوی ہیں:

قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔

(صحیح مسلم ص ۳۹۰ ج ۲ ، مشکوٰۃ ص ۵۴۳)

یعنی سیّدنا عمرو بن اخطب اور سیّدنا حذیفہ صحابی رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک دن رسُول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہوتے ہی منبر پر جلوہ افروز ہو کر ہمیں خُطبہ دیا حتّٰی کہ ظہر کا وقت ہوگیا اور شاہِ کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منبر سے اُترے اور ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر جلوہ گر ہو کر خُطبہ دینا شروع کیا خُطبہ دیتے عصر کا وقت ہوگیا اُمّت کے والی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نیچے تشریف لائے ہمیں نماز عصر پڑھائی اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر خُطبہ دیا حتّٰی کہ مغرب کا وقت ہوگیا اور اس دن بھر کے خُطبے میں حبیبِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کُچھ بھی ماضی میں ہو چکا تھا اور جو کُچھ بھی قیامت کے دن تک ہونے والا ہے سب کُچھ بیان فرما دیا راوی فرماتے ہیں ہم صحابہ کرام میں سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے زیادہ باتیں یاد کرلیں۔

وَصَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۶)

رحمتِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت سے بھی آگے تک سب کُچھ بیان فرما دیا

امیر المؤمنین سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ ۔

(صحیح بخاری ص۴۵۳ جلد ۱ ۔ مشکوٰۃ ص۵۰۶)

یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ جلوہ فرما ہو کر بیان کرنا شروع فرمایا اور ہمیں ابتداءِ خلق سے لے کر جنّتیوں کے جنّت جانے اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک سب کچھ ہی بتا دیا سُننے والوں میں سے جس کسی کو جو کچھ یاد رہ گیا رہ گیا اور جو بھول گیا بھول گیا ۔

فائدہ : سبحان اللہ ، سبحان اللہ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ ہمارے آقا شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی عطا سے جانتے ہیں کیوں نہ ہو جبکہ سیّد الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءِ آفرینش سے قیامت تک بلکہ قیامت سے بھی آگے تک جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ بیان فرما دیا ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ۔

۷

نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے ہر فتنہ کی خبر دیدی

قَالَ حُذَیْفَۃُ بْنُ الْیَمَانِ رضی اللہ عنہ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ النَّاسِ بِکُلِّ فِتْنَۃٍ ہِیَ کَائِنَۃٌ فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ السَّاعَۃِ وَمَا بِیْ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسَرَّ اِلَیَّ فِیْ ذٰلِکَ شَیْئًا لَمْ یُحَدِّثْہُ غَیْرِیْ۔

(صحیح مسلم صفحہ ۳۹۰ جلد ۲)

یعنی سیّدنا حذیفہ صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم بیشک میں سب لوگوں سے ہر فتنے کو زیادہ جانتا ہوں جو کہ میرے اور قیامت کے درمیان رونما ہونے والا ہے اور یہ کیوں، یہ اس لیے ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پوشیدہ طور پر مجھے بتا دیا ہوا ہے جو کہ میرے سوا کسی کو نہیں بتایا۔

اسی لیے سیّدنا حذیفہ صحابی رضی اللہ عنہ کا لقب تھا صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

یعنی رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے راز دان۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۸

یہ تھے چند کلیات اب جزئیات بیان کیے جاتے ہیں جس سے ہر ایماندار اندازہ لگا سکتا ہے کہ ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آنکھ مبارک کے کیسے کیسے کمالات ہیں۔

جنگِ بدر میں شاہِ کونین صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ فلاں کافر یہاں مرے گا اور فلاں یہاں مرے گا

سیّدنا انس صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ راوی ہیں کہ ہم سیّدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے ہاں تھے آپ نے ہمیں جنگِ بدر کی باتیں سُنانا شروع کیں اور فرمایا ہمیں رسُول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جنگ سے ایک دن پہلے ہی بتا دیا تھا کہ کل یہاں فلاں کافر مریگا یہاں فلاں اور یہاں فلاں مرے گا۔ سیّدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سچّا نبی بنا کر بھیجا ہے جو نشان شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے لگائے تھے دُوسرے دن دورانِ جنگ وُہ کافر اسی جگہ مرا پڑا تھا پھر ان کفّارِ مکّہ (ابوجہل وغیرہ) کو گھسیٹ کر بدر کے کنوئیں میں ڈال دیا گیا، ایک دُوسرے کے اُوپر پھینکے گئے اور جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض

کیا گیا کہ یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سارے کافر کنوئیں میں ڈال دیے گئے ہیں تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں پر تشریف لائے اور فرمایا اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں کیا جو وعدہ تم سے تمہارے رب تعالیٰ اور اس کے سچے رسُول نے کیا تھا تم نے وُہ وعدہ پا لیا ہے یا نہیں، بیشک میرے ساتھ جو میرے ربّ کریم نے وعدہ فرمایا تھا وُہ برحق ہمیں پہنچا ہے یہ سُن کر سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کافروں کی بے جان لاشوں سے گفتگو فرما رہے ہیں کیا یہ سُنتے ہیں، اس پر والیِ اُمّت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سُنتے ہاں یہ بات ہے کہ یہ اب جواب نہیں دے سکتے ہیں۔

(صحیح مُسلم ص ۱۰۲/۲، مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۳)

تنبیہ: اس ارشاد سے واضح ہُوا کہ کافر بھی قبروں میں سُنتے ہیں، چہ جائیکہ مؤمن اور پھر اولیاء کرام کے سُننے میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ سمجھ عطا کرے۔

۹

جنگِ موتہ میں سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ بیٹھے سب کچھ دیکھ رہے تھے

سیّدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

موتہ کے دن لوگوں کو بتا رہے تھے کہ لو اب زید صحابی امیرِ لشکر شہید ہو گئے ہیں اور جھنڈا جعفر نے پکڑ لیا ہے، لو اب وُہ جعفر بھی شہید ہو گئے ہیں اور اب جھنڈا ابن رواحہ نے پکڑ لیا ہے، لو اب ابن رواحہ بھی شہید ہو گئے ہیں اور ساتھ ہی سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی چشمانِ مُبارکہ سے آنسو بہ رہے تھے، پھر فرمایا اب جھنڈا سیف اللّٰہ یعنی خالد بن ولید نے پکڑ لیا ہے۔ لو اب اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے مُسلمانوں کو فتح دے دی ہے۔

(صحیح بُخاری صفحہ ۶۱۱، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۳)

(۱۰)

ایک نمازی روزہ دار مُسلمان کہلانیوالے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمادیا یہ دوزخی ہے اور وُہ دوزخی ہی نکلا

سیّدنا ابُوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے فرمایا کہ ہم حُنین کی جنگ میں رسُول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھے ایک شخص جو کہ اسلام کا دعویدار تھا اس کو سرکارِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دیکھا تو فرمایا یہ دوزخی ہے اور پھر جب جنگ شروع ہوئی تو اس شخص نے اسلام کی طرف سے خُوب جوہر دکھائے خُوب قتال کیا حتّٰی کہ وُہ خود زخمی

ہو گیا یہ دیکھ کر ایک صاحب حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) جس کے متعلّق حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ دوزخی ہے وُہ تو مسلمانوں کی طرف سے خُوب جنگ لڑ رہا ہے (ان کا مقصد تھا کہ اگر ایسا اسلام کا جاں نثار دوزخی ہے تو پھر جنّت کون جائیگا) لیکن سیّدِ دوعالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس کی یہ بات سن کر فرمایا خبردار وُہ دوزخی ہے یہ سُن کر قریب تھا کہ کچھ لوگ شک میں پڑ جاتے لیکن وُہ شخص خودکشی کر کے حرام موت مرگیا۔ (پھر لوگوں کو یقین ہُوا) تو دوڑے اور جاکر عرض گزار ہُوئے یا رسُول اللہ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بیشک اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُهُ نے آپ کی بات کو سچ کر دکھایا ہے کہ وُہ حرام موت مرکر دوزخی ثابت ہو گیا، یہ سُن کر نبیِ رحمت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا (اَللّٰہُ اَکبر) اور فرمایا میں گواہی دیتا ہُوں کہ میں اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُهُ کا خاص الخواص بندہ اور اس کا سچّا رسُول ہُوں، یَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ۝ یعنی اے بلال اُٹھ اور اعلان کر دے کہ جنّت میں صرف ایمان والے ہی جائیں گے (جس کے پاس ایمان نہیں وُہ جنّت نہیں جا سکتا خواہ وُہ لڑتے لڑتے شہید ہی کیوں نہ ہو جائے۔)

(صحیح بُخاری صفحہ ۹۷ج۲ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۲۴)

اس واقعہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ دار و مدار بخشش کا ایمان پر ہے اور ایمان رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی محبت ہے کیوں نہ ہو جبکہ خود رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ارشادِ گرامی ہے اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ، یہ تین مرتبہ فرمایا یعنی کان کھول کر سُن لو جس دل میں میری محبّت نہیں اس کا ایمان نہیں جس دل میں میری محبّت نہیں اس کا ایمان نہیں، تو یہ بات پختہ طور پر ثابت ہو گئی کہ حبیبِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی محبّت ایمان ہے۔ اور جو دل شاہِ کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی محبّت سے خالی ہے وُہ مومن نہیں بلکہ وُہ منافق ہے ایسا شخص اگرچہ اسلام کی خاطر لڑتا لڑتا قتل ہو جائے وُہ جنّت نہیں جا سکتا، اور یہ بات فقیر اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ رسولِ اکرم شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی حدیث پاک سے ثابت ہے چنانچہ سیّدنا عتبہ بن عبد السلمی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے، اِنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا وَاُدْخِلَ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شَآءَ وَمُنَافِقٌ جَاھَدَ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَاِذَا لَقِیَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰی یُقْتَلَ فَذَاکَ فِی النَّارِ اِنَّ السَّیْفَ لَا یَمْحُو النِّفَاقَ۔

(دارمی صہ ۱۲۶/۲) (مشکوٰۃ شریف صہ ۳۳۵)

یعنی (مومن جب جنگ میں لڑتا ہے اور پھر شہید ہو جاتا ہے) بیشک تلوار اس کے سارے گناہ مٹا دیتی ہے اور جس جنت کے دروازہ سے شہید چاہے گا داخل کیا جائے گا، لیکن منافق (جو حبیبِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی محبّت سے عاری ہے) جنگ میں شریک ہو کر مال اور جان کے ساتھ جہاد کرتا ہے (یعنی مال بھی خرچ کرتا اور جان کا نذرانہ بھی دیتا ہے) دُشمن سے جنگ کرتا کرتا خود مارا جاتا ہے تو وُہ دوزخ میں جائے گا کیونکہ تلوار منافقت کو نہیں مٹا سکتی۔ (اللّٰہ اکبر)

میرے مُسلمان بھائی غور کر تیرے دماغ میں یہ چیز گھسی ہوئی ہے کہ یہ بے ادب لوگ کیسے بھی ہیں لیکن نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، عالم ہیں، فاضل ہیں کتابیں لکھتے ہیں دینی مدرسے چلاتے ہیں، لیکن میرے عزیز ہوشیار، خبردار ہو اور آنکھیں کھول کر اپنے عظمت والے آقا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کا ارشاد مُبارک مذکورہ بالا پڑھ اور اپنا نظریہ درست کر کہیں ایسا نہ ہو کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے مطابق تجھے بھی فرشتے گھسیٹ کر دوزخ پھینک دیں کہ چل تُو بھی اس منافق کے ساتھ کیونکہ تیری محبّت تیرا بیٹھنا اُٹھنا انہیں کے ساتھ تھا۔ کیوں کہ

جنّت تو وہی جائے گا جس کے دل میں ایمان ہے جیسا کہ مذکورہ بالا فرمان آپ پڑھ چکے ہیں یَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا مُؤْمِنٌ ○ اے بلال اُٹھ اور اعلان کر کہ جنّت صرف اور صرف وہی جا سکتا ہے جو مومن ہو۔

اے میرے بھائی اس کے ساتھ اس آئینہ کا دُوسرا رُخ بھی دیکھ جو تجھے حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صُورت میں دکھانا چاہتا ہُوں:

عَنْ ابْنِ عَائِذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ جَنَازَۃِ رَجُلٍ فَلَمَّا وُضِعَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُصَلِّ عَلَیْہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی النَّاسِ فَقَالَ هَلْ رَاٰهُ اَحَدُ مِّنْکُمْ عَلٰی عَمَلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حَرَسَ لَیْلَۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَصَلّٰی عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَثٰی عَلَیْہِ التُّرَابَ وَقَالَ اَصْحَابُکَ یَظُنُّوْنَ اَنَّکَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّکَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّۃِ وَقَالَ یَا عُمَرُ اِنَّکَ لَا تُسْئَلُ عَنْ اَعْمَالِ النَّاسِ

وَلٰكِنْ تُسْئَلُ عَنِ الْفِطْرَةِ ۔ (مشکوٰۃ شریف ۲۳۶)

سیدنا ابن عائذ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کے لیے تشریف لائے اور جب جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا جنازہ نہ پڑھائیں فرمایا کیوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ گنہگار اور فاجر انسان ہے، یہ سُن کر نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیوں کی طرف دیکھ کر فرمایا تم میں سے کسی نے اس کو اسلام کا کوئی کام کرتے دیکھا ہے تو ایک نمازی نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ایک دن اس نے خدا تعالیٰ جل جلالہ کے راستہ میں پہرہ دیا تھا یہ سُن کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھایا اور پھر اسے قبر میں لٹا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی بھی ڈالی اور اس مرنے والے سے فرمایا اے عزیز تیرے ساتھیوں کا گمان ہے کہ تُو دوزخی ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا رسول گواہی دیتا ہوں کہ تُو جنّتی ہے پھر فرمایا اے عُمر تجھ سے لوگوں کے کردار کے متعلّق نہیں پُوچھا جائے گا بلکہ تجھ سے لوگوں کے عقائد کے متعلّق سوال ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

میرے ایمان دار بھائی ایک مقولہ ہے :

رحمتِ خدا بہانہ مے جوید بہانہ مے جوید ۔

غور کر اس اُمّت کے لیے کتنی رحمتیں بخششیں اور سعادتیں ہیں کسی نے سچ فرمایا ہے رحمتِ خدا بہانہ مے جوید بہانہ مے جوید، یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی رحمت قیمت نہیں مانگتی بلکہ بخشنے کے لیے بہانہ تلاش کرتی ہے، لیکن شرط ہے کہ ایمان ہو دل میں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت ہو عظمت ہو ادب و احترام ہو ورنہ خطرہ ہی خطرہ ہے رہا یہ سوال کہ آپ نے فطرت سے عقیدہ کیسے مُراد لیا ہے تو فقیر کہتا ہے میں نے یہ اپنی طرف سے نہیں لیا بلکہ شیخ المحدّثین شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث پاک کی شرح میں فرمایا فَاِنَّ الْاِعْتِبَارَ بِالْفِطْرَةِ وَالْاِعْتِقَادِ، کہ دار و مدارِ نجات فطرۃ اور عقیدہ پر ہے ۔ اسی لیے بزرگانِ دین نے فرمایا اَوَّلُ الْاَمْرِ الْاِعْتِقَادُ، یعنی سب سے اہم کام عقیدہ ہے ۔ اور عقیدہ کی اہمیّت کے لیے فقیر کا رسالہ جنّتی گروہ کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ ولیوں، غوثوں، قطبوں کے نزدیک اور علماء و محدّثین کے نزدیک عقیدہ کی کتنی اہمیّت ہے ۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ہم سب کو عقیدہ اہلسنّت وجماعت پر قائم رکھے اسی پر ہمیں موت آئے

اور اسی پر ہمارا حشر ہو۔

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی مُعْتَقَدَاتِ اَھْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَاحْشُرْنَا مَعَھُمْ بِجَاہِ مَنِ اتَّخَذْتَہٗ حَبِیْبًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔

(۱۱)

نبیِ رحمت صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے فرمایا

آج رات سخت آندھی آئے گی تو ایسا ہی ہُوا

سیّدنا اَبُوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ تبوک کے دوران رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَتَھُبُّ عَلَیْکُمُ اللَّیْلَةَ رِیْحٌ شَدِیْدَةٌ فَلَا یَقُمْ فِیْھَا اَحَدٌ۔ یعنی آج رات سخت آندھی آئے گی، لہٰذا تم میں سے کوئی کھڑا نہ ہو جن کے پاس اُونٹ ہیں وُہ اپنے اپنے اُونٹ باندھ دیں اور جب رات چھا گئی تو آندھی بھی زور شور سے چلنے لگی اسی دوران ایک شخص کھڑا ہُوا تو آندھی اس قدر شدید تھی کہ اس شخص کو اُٹھا کر طی پہاڑ پر جا گرایا۔ (مسلم شریف ص۲۴۶ ج۲) (دلائل النبوۃ ص۵۲۰ ج۲) (مشکوٰۃ شریف ص۵۳۹)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ علی النَّبی المختار سَیِّد الابرار وَعَلٰی اٰلِہٖ وصحبہ الاخیار الی یوم القرار۔

(۱۲)

نبیِ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے ایسی نظر عطا فرمائی کہ آپ قبروں کے اندر کے احوال بھی دیکھ لیتے

سیّدنا ابُو ایّوب صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم رات کو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے تو آپ نے کچھ آوازیں سُنیں تو فرمایا یہُودیوں کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔

(بُخاری صـ۱۸۴) (مشکوٰۃ شریف صـ۵۳۶)

(۱۳)

شاہِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُور سے دیکھ لیا کہ مدینہ منوّرہ پر فرشتے پہرہ دے رہے ہیں

سیّدنا ابُو سعید صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو آپ وادیٔ عسفان میں ٹھہر گئے اور وہاں کئی دن قیام فرمایا تو کچھ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہم یہاں کچھ بھی

نہیں کر رہے ہے اور ہمارے گھر خالی ہیں ، ہماری عورتیں تنہا ہیں ہم اپنے گھروں کو محفوظ و مامون نہیں سمجھتے یہ خبر سُن کر اُمّت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مدینہ منوّرہ کی ہر گلی اور ہر راستے پر دو دو فرشتے پہرہ دے رہے ہیں (لہٰذا کوئی خطرہ نہیں) اور وُہ ہمارے واپس مدینہ منوّرہ آنے تک پہرہ دیتے رہیں گے ، ازاں بعد فرمایا چلو مدینہ منوّرہ کی طرف کوچ کرو اور ہم جب مدینہ منوّرہ پہنچے تو اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے ابھی ہم نے سامان رکھا بھی نہ تھا کہ بنو غطفان حملہ آور ہو گئے ۔

(مسلم شریف ص ۳۷۳ ج ۲) (مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۶)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

(۱۴)

آندھی چلی تو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی

——یہ آندھی ایک بڑے منافق کی موت پر چلی ہے——

سیّدنا جابر صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سیّد العرب و العجم صلی اللہ علیہ وسلم

ایک دن سفر سے واپس تشریف لائے اور جب مدینہ منوّرہ کے قریب پہنچے تو شدید آندھی چلی قریب تھا کہ سواروں کو گرا کر مار دے اس کو دیکھ کر حبیب رَبّ العٰلمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ آندھی ایک منافق کی موت کی وجہ سے چلی ہے اور جب ہم مدینہ منوّرہ پہنچے تو پتہ چلا کہ ایک بہت بڑا منافق مر گیا ہے۔

(مسند احمد صہ ۳۱۵/۲) (مشکوٰۃ شریف صہ ۵۳۶) (دلائل النبوۃ از ابونعیم صہ ۵۱۵)

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مَن بَعَثَہُ اللّٰہُ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۱۵)

سیّد الکونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک باغ کو دیکھ کر فرمادیا کہ اس پر دس وسق کھجوریں ہیں

سیّدنا ابُوحمید صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ راوی ہیں کہ جب ہم غزوہ تبوک کے لیے سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ نکلے تو راستہ میں ایک باغ آگیا اس کو دیکھ کر نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام سے فرمایا اس باغ کے پھل (کھجوروں) کا اندازہ کرو کہ کتنی ہیں صحابہ کرام نے اپنا اپنا اندازہ پیش کیا تو سیّد الکونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا

اس کی کھجوریں دس وسق ہیں، زاں بعد اس باغ کی مالکہ عورت کو حکم دیا اس باغ کی کھجوروں کو جمع کرو اور ہمارے واپس آنے تک ان کو ماپ رکھو کہ کتنی ہیں اور جب ہم تبوک سے واپس ہوئے اور اس باغ پر پہنچے تو سرکارِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس عورت سے پوچھا اس باغ کی کتنی کھجوریں نکلی ہیں اس نے عرض کیا حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) پورے دس وسق ہیں۔

(دلائل النبوۃ از ابونعیم صفحہ ۵۲۰/۲) (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۹) (مسلم شریف صفحہ ۲۴۶/۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی الْحَبِیْبِ الْحَسِیْبِ اللَّبِیْبِ الْمُنِیْبِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۱۶)

سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دیکھ لیا کہ مصر فتح ہوگا اور خبر دے دی

سیّدنا ابوذر صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ راوی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے میرے صحابہ کرام تم مصر کو ضرور فتح کروگے اور یہ وہ شہر ہے جہاں قیراط سکہ چلتا ہے اور جب تم مصر کو فتح کرو تو وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ (مسلم شریف صفحہ ۳۱۱/۲، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۹)

قربان جائیں اس آنکھ مبارک کے جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی عطا سے سب کچھ دیکھ رہی ہے کیا ماضی کیا حال کیا مستقبل کیا قریب کیا دُور کیا ظاہر کیا باطن سب کچھ ہی عیاں ہے۔

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

(۱۷)

نورِ مجسّم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منوّرہ بیٹھے دیکھ لیا کہ مکّہ مکرّمہ میں عمیر و صفوان کے درمیان کیا گفتگو ہو رہی ہے

جنگِ بدر کے کچھ دن بعد ایک روز عمیر بن وہب اور صفوان بن اُمیّہ دونوں حطیمِ کعبہ میں بیٹھے تھے۔ عمیر قریش کے شیطانوں میں سے تھا وُہ حبیبِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تکلیفیں دیا کرتا تھا اور اس کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں تھا عمیر اور صفوان کے درمیان یوں گفتگو ہُوئی:

عمیر بولا بدر میں ہمارے لوگوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں کیسی کیسی مصیبتیں اُٹھائیں ظالموں نے کس بے رحمی سے ہمارے لوگوں کو گڑھے میں پھینک دیا۔

صفوان: خُدا کی قسم ان کے بعد اب زندگی کا لُطف نہیں رہا۔

عُمَیر: اللّٰہ کی قسم تُو نے سچ کہا ہے اللّٰہ کی قسم اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جسے میں ادا نہیں کر سکتا اور میرے بال بچے نہ ہوتے جن کے برباد ہو جانے کا مجھے ڈر ہے تو میں سوار ہو کر محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو قتل کرنے جاتا کیونکہ اب تو ایک بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا ان کے ہاں گرفتار ہے۔

صفوان: تیرا قرض میں ادا کر دیتا ہوں اگر تو یہ کام کرے اور تیرے عیال میرے عیال کے ساتھ رہیں گے بلکہ جب تک تیرے بال بچے زندہ رہیں میں ان کی کفالت کا ضامن ہوں۔

عُمَیر: بس یہ بات میرے تیرے درمیان طے شدہ ہے۔

صفوان: مجھے بسر و چشم قبول ہے۔

عُمَیر: وہاں سے روانہ ہوتے وقت لوگوں سے مخاطب ہو کر، اے لوگو تم خوش ہو جاؤ چند دنوں کے بعد تمہارے پاس ایک واقعہ کی خبر آئے گی جس سے تم بدر کی تمام مصیبتیں بھول جاؤ گے۔ ازاں بعد عمیر زہر میں بجھی ہوئی تلوار لے کر اُونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ منوّرہ پہنچ جاتا ہے اس وقت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ مسلمانوں کے ایک گروہ میں بیٹھے بدر کی عنایات سُنا رہے تھے اچانک عمیر زہر آلود تلوار لٹکائے اُونٹنی کو مسجد نبوی کے دروازے پر بٹھا دیتا ہے، اسے

دیکھ کر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بولے یہ کُتّا دُشمن عمیر کسی شرارت کیلئے آیا ہے، یہ سُن کر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمیر کو میرے پاس لاؤ، عُمیرؔ کو لایا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عمیر آگے آ عمیر آگے بڑھ کر کہتا ہے خدا آپ کی صبح خیر کرے (یہ ذومعنی لفظ ہے) یہ سُن کر سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عُمیرؔ تُو مجھے جاہلیت کا سلام دیتا ہے حالانکہ اللّٰہ تعالٰی نے ہمیں تیرے سلام سے بہتر سلام عطا فرمایا ہے اور یہ سلام وُہ ہے جو کہ اہلِ جنّت کا سلام ہے عُمیرؔ بولا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ سلام آپ کو تھوڑے دنوں سے ملا ہے زاں بعد اُمّت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمیر کیسے آنا ہُوا عُمیرؔ بولا اپنے بیٹے کو جو آپ کے قیدیوں میں ہے اسے لینے آیا ہُوں یہ سُن کر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تُو تلوار لے کر کیوں آیا ہے عُمیرؔ بولا خُدا تلواروں کا بُرا کرے تلواروں نے ہمیں کیا فائدہ پہنچایا، یہ سُن کر رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمیر سچ بتاؤ کس لیے آیا ہے پھر عُمیرؔ نے وہی بات کہی کہ بیٹے کے لیے آیا ہُوں یہ سُن کر سیّد الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تُو نہیں بتاتا تو میں بتا دوں کہ تُو کس لیے آیا ہے سُن کیا تیرے اور

صفوان کے درمیان حطیم کعبہ کے اندر بیٹھ کر یہ گفتگو نہیں ہوئی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے من وعن ساری کہانی سُنادی یہ سُن کر عمیر حیران ہو گیا اور بولا یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں گواہی دیتا ہُوں کہ آپ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچّے رسُول ہیں یا رسُول اللہ ہم پہلے آپ کو جُھٹلا دیا کرتے تھے مگر اب تو شک نہیں رہا کیونکہ حطیم کعبہ میں میرے اور صفوان کے سوا کوئی تیسرا نہیں تھا یہ یہ صرف اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کو دکھایا ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا شکر ہے جس نے مجھے اسلام کی توفیق عطا کی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ [1]

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا عمیر تمہارا مُسلمان بھائی ہے اپنے اس بھائی کو دین کے مسائل سمجھا دو اور اس کے بیٹے کو بھی چھوڑ دو۔ (طبرانی کبیر ص ۵۸/۱۷، سیرت ابن ہشام ص ۳۰۳)

دلائل النبوۃ ابُو نعیم ص ۴۷۹، امام سیوطی نے اس حدیث کو نقل فرما کر فرمایا بسندٍ صحیح، خصائص کبریٰ ص ۲۰۹/۱، علامہ ہیثمی نے دو سندوں سے نقل فرمایا ایک متعلق فرمایا اسنادہ جیّدٌ ـــــ مجمع الزوائد ص ۲۸۹/۸ [2]

(۱۸) سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین میں پہلے ہی فرما دیا کہ یہ سارا مال مویشی مُسلمانوں کو کل بطورِ غنیمت ملے گا

سیّدنا سہل بن حنظلیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ اسلامی لشکر

[1] صلی اللہ علیہ وسلم [2] اور دُوسری کے متعلق فرمایا رِجَالُہٗ رِجَالُ الصَّحِیْح (مجمع الزوائد ص ۲۹۰/۸)

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حنین کی طرف روانہ ہوا اور گئی رات تک چلتے رہے پھر ایک گھوڑ سوار آیا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا ہے بنو ہوازن سارے کے سارے اپنی عورتوں اور مال مویشی سمیت حنین میں اکٹھے ہو رہے ہیں یہ سُنکر اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا تِلْکَ غَنِیْمَۃُ الْمُسْلِمِیْنَ غَدًا اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔ یعنی یہ سب کچھ کل انشاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غنیمت میں ہاتھ آئے گا (اور پھر ایسے ہی ہوا)

مشکوٰۃ شریف ص ۳۴۲

وصلی اللہ علیٰ نُور کزو شد نُورہا پیدا
زمین از حُبِّ اُو ساکن فلک در عشقِ اُو شیدا

(۱۹)

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کو فرمایا

میرے وصال کے بعد تیری نظر جاتی رہے گی

حضرت انیسہ رضی اللہ عنہا اپنے والد ماجد سے بیان کرتی ہیں کہ میں بیمار ہُوا تو رسُولِ اکرم شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی

کے لیے تشریف لائے دیکھ کر فرمایا کچھ نہیں ہوتا لیکن صحابی یہ بتاؤ کہ جب تیری عُمر لمبی ہوگی اور تو میرے وصال کے بعد نابینا ہو جائیگا تو کیا کرے گا یہ سُن کر میں نے عرض کیا یارسُول اللّٰہ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) میں ثواب کی خاطر صبر کروں گا فرمایا اگر ایسا کرے گا تو تُو بغیر حساب جنّت داخل ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۴۳)

اس سے معلوم ہُوا کہ اُمّت کے والی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اُمّتیوں کی عُمروں کو بھی باذن اللّٰہ جانتے ہیں اور ان کے ساتھ جو کچھ ہونے والا ہے وُہ بھی جانتے ہیں۔

صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ۔

(۲۰)

رحمتِ دوعالم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم سوتے ہوئے بھی صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم کے احوال کو دیکھتے ہیں

سیّدنا ابُوہریرہ رضی اللّٰہ عنہ راوی ہیں کہ جب حبیبِ خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم غزوہ خیبر سے اسلامی لشکر سمیت واپس ہوئے اور رات بھر چلتے رہے حتّٰی کہ نیند نے غلبہ کیا تو حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم رات

کے آخری حصّہ میں اُترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم پہرہ دو تاکہ وقت پر اُٹھا دو اور نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر سمیت آرام فرمایا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے رہے اور جب صبح قریب ہوئی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کجاوے کے ساتھ ٹیک لگا کر مشرق کی جانب مُنہ کر کے بیٹھ گئے تاکہ جب صبح ہو میں بیدار کر دوں لیکن ہُوا یوں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر نیند نے غلبہ کیا اور وُہ سو گئے، لہٰذا رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بیدار ہوئے جب سُورج چمکا حُضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو آواز دی حضرت بلال رضی اللہ عنہ اُٹھے اور معذرت کی کہ مُجھ پر نیند نے غلبہ کر لیا تھا اور میں جاگ نہ سکا فرمایا چلو یہاں سے کوچ کرو اور آگے جا کر وضو کیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی نماز کے بعد دیکھا کہ صحابہ کرام وقت پر نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے پریشان ہیں تو دیکھ کر فرمایا پریشان کیوں ہوتے ہو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ہماری رُوحوں کو قبضے میں رکھا تھا اگر وُہ چاہتا ہمیں وقت پر بیدار کر دیتا لہٰذا جب کوئی سو جائے یا نماز کو بھُول جائے تو جب بیدار ہو یا جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے زاں بعد شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بتادوں کہ بلال نے ہمیں کیوں نہیں جگایا فرمایا بلال جاگ رہے تھے کہ شیطان آیا اور بلال کو تھپکیاں دیتا رہا جیسے بچّے کو تھپکیاں دے کر سُلاتے ہیں لہٰذا بلال سو گئے پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بُلا کر پُوچھا بلال کیا ہُوا تو حضرت بلال نے وہی کچھ بیان کیا جو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا (یعنی کسی نے مجھے تھپکیاں دینا شروع کیں تو میں سو گیا)، یہ سُن کر صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہ ۔

(دلائل النبوّۃ از بیہقی صہ ۲۷۲/۴) (مشکوٰۃ شریف صہ ۶۷) (مؤطا امام مالک صہ ۹، مسلم شریف صہ ۲۳۸/۱)

نوٹ: یہ دو حدیثوں کا مضمون ہے ۔

سوال: اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے تو وقت پر جگا کیوں نہ دیا پھر یہ کہ ربّ تعالیٰ کی فرض نماز چلی گئی مگر نبی علیہ السّلام نے جگایا نہیں ۔

جواب: مان لیا کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہ تو نہیں سویا وُہ تو سونے سے پاک ہے لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ۔ نہ اُسے نیند آئے نہ اُونگھ تو اعتراض کرنے والا یہ بتائے کہ خُدا تعالیٰ جل جلالہ نے کیوں نہیں جگایا پھر یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری زندگی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذمّہ داری

میں ہے تو اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے جبکہ اس کے نبی کی فرض نماز جا رہی تھی کیوں نہ جگایا کیا جبریل علیہ السلام کو آنے سے کوئی روک رہا تھا، یا کوئی اور وجہ تھی ۔ ہاں ہاں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ جاگنے میں وہی حکمت تھی جو کہ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نہ جگانے میں حکمت تھی اور وہ یہ تھی کہ اُمّت کے لیے قانون بنایا جائے کہ اگر نماز قضا ہو جائے تو یوں پڑھی جائے، اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ سمجھ عطا کرے اور فضول اعتراضات جو کہ دل میں نفاق کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ان سے بچائے ، اور یہ بات بھی مسلّم کہ ایسے اعتراضات اسی دل میں پیدا ہوتے ہیں جس دل میں منافقت ہو اسی لیے فرمایا گیا اَلنِّفَاقُ یُوْرِثُ الْاِعْتِرَاضَ یعنی نفاق دل میں اعتراضات پیدا کرتا ہی رہتا ہے جب تک دل میں ایمان نہ آئے اور جب ایمان آجائے تو کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا اَلْاِیْمَانُ یَقْطَعُ الْاِنْکَارَ وَالْاِعْتِرَاضَ ظَاھِرًا وَّبَاطِنًا ۔ یعنی ایمان اعتراض اور انکار کی جڑ کاٹ دیتا ہے اور یہ بھی مسلّم کہ ایمان شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کا نام ہے اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ ۔ لہٰذا اے میرے عزیز دل میں عشق و محبّت پیدا کرتا کہ تیرے دل

سے تمام اعتراضات خود بخود ختم ہو جائیں۔آمین۔

بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ و اصحابہٖ وسلم

(۲۱)

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں ہی دیکھ لیا کہ کہاں دفن ہونگے

سیدنا ابن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ایک دن نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم در دولت سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے حالت یہ تھی کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ دائیں جانب اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بائیں جانب تھے سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں حضرات کے ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے اور جب مسجد میں داخل ہوئے تو فرمایا هٰکذا نُبعَثُ یَومَ القِیَامَۃِ ۔ ہم قیامت کے دن یوں ہی اُٹھیں گے۔

(جامع ترمذی شریف ص ۲۲۳ ج ۲ مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۰)

اس سے معلوم ہُوا کہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے دکھا دیا تھا کہ ان دونوں صحابیوں کا مدفن حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ ہی ہوگا۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۲۲)

حبیبِ مکرّم نبیِ محترم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زندگی میں ہی دیکھ لیا کہ فلاں فلاں شہید ہوگا،

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ اَبُوبکر، عُمر، عثمان تھے (رضی اللہ عنہم) اور جب اُحد کے اُوپر چڑھے تو جبلِ اُحد نے کانپنا شروع کر دیا (اُحد کو وجد آگیا) اس پر شاہِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جبلِ اُحد کو پاؤں مُبارک سے ٹھوکر لگا کر فرمایا اے اُحد ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر ایک اللہ تعالیٰ کا نبی اور ایک صدّیق اور دو شہید ہیں۔

(بخاری شریف ص۵۱۹ ج۱)(مشکوٰۃ شریف ص۵۶۳)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۲۳

شاہِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظرِ نبوّت

قیامت تک کے احوال دیکھ رہی ہے

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا قیامت کے قریب جب قتل و غارت بہت زیادہ ہوگی تو اچانک ایک آوازہ اُٹھے گا کہ دجّال نکل آیا ہے تو مُسلمان دس سواروں کو بھیجیں گے تاکہ پتہ کرکے آئیں، شاہِ کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا بیشک میں ان دس سواروں کے نام جانتا ہُوں ان کے باپوں کے نام جانتا ہُوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہُوں وُہ اس وقت روئے زمین کے سواروں سے بہتر ہوں گے۔

(صحیح مُسلم ص ۳۹۲ ج ۲ مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۷)

(۲۴)

تمام پیدا ہونے والے گمراہ فرقوں کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظرِ نبوّت سے دیکھ لیا تھا

امام بیہقی نے سیّدنا مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ قَوْمٌ یُسَمُّوْنَ الرَّافِضَۃَ یَرْفُضُوْنَ الْاِسْلَامَ ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۵۵۶)

یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمّت میں ایک قوم پیدا ہوگی جس کا نام رافضی ہوگا وُہ اسلام کو چھوڑ دینگے۔ حَسْبُنَا اللہ وَنِعْمَ الْوَکِیْل وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم ۔ وَصَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ اطیب الطیّبین اطہر الطاہرین وعلٰی آلہٖ واَصحابہ اَجْمعین۔

(۲۵)

خارجیوں کے متعلق خبر دینا

سیّدنا ابُوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم حضور سیّدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر تھے جبکہ رسُول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کچھ تقسیم فرما رہے تھے اچانک ذوالخویصرہ آیا اس نے تقسیم دیکھ کر کہا اِعْدِلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ - اے اللّٰہ کے رسُول انصاف کرو، یہ سُن کر رحمتِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہلاکت ہے تیرے لیے اگر میں انصاف نہیں کرتا تو پھر اور کون انصاف کرے گا یہ سُن کر سیّدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے عرض کیا حضُور اجازت دیجیے میں اس (بے ادب) کا سر قلم کر دوں سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اسے چھوڑ دے اس کے کچُھ ساتھی ہیں کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر جانوگے، پڑھیں گے وُہ قرآن لیکن قرآن ان کے گلے سے نیچے نہ اُترے گا، (کیونکہ وُہ بے ادب ہیں) وُہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اس تیر کے پھل کو اور نیزے کو دیکھو تو خُون وغیرہ کچُھ بھی نہیں لگا ہوگا -

دُوسری روایت میں یوں ہے وُہ (بے ادب) جس نے کہا تھا یارسُول (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) انصاف کریں اس کا حلیہ یُوں تھا آنکھیں نیچے دھنسی ہوئیں پیشانی اُبھری ہوئی داڑھی گھنی سر منڈا ہُوا تھا اس نے یوں کہا تھا یا مُحَمَّدُ اِتَّقِ اللّٰہَ

اے محمدؐ، اللہ سے ڈر، تو اس کی یہ بات سُنکر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اگر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو اور کون اطاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے تو مجھے رُوئے زمین پہ امین بنا کر بھیجا ہے اور تم مجھے امانتدار نہیں جانتے، یہ سُن کر کسی نے (فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ) عرض کیا یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اجازت دیں کہ میں اس (بے ادب) کا سر قلم کر دوں اور جب وُہ چلا گیا تو حضور پُر نُور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ ھٰذَا قَوْمًا یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ۔ یعنی لاریب اس کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے قرآن پاک نیچے نہیں اُترے گا وُہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے

اور وُہ اہلِ اسلام کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ لَئِنْ اَدْرَکْتُھُمْ لَاَقْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ عَادٍ۔

(صحیح بُخاری ص۱۰۲۴ جلد ۲ ۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۳۵)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ زَیْنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْاَخْیَارِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ۔

۲۶

بے اَدب خارجیوں کے متعلّق ایک اور ارشادِ مبارک

حضرت شریک بن شہاب فرماتے ہیں میرے دل میں بڑی تمنّا تھی کہ میں کسی صحابیِ رسُول سے ملاقات کروں تاکہ اس سے خارجیوں کے متعلّق سوال کروں، لہٰذا میری ملاقات حضرت سیّدنا اَبُو برزہ رضی اللہ عنہ سے ہوگئی جبکہ وُہ عید کے دن اپنے دوستوں میں بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے ملاقات کی اور عرض کیا کہ آپ نے خارجیوں کے متعلّق رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سُنا ہُوا ہے فرمایا ہاں میں نے خارجیوں کے متعلّق شاہِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے ان کانوں سے سُنا اور میں نے وُہ منظر اپنی ان آنکھوں سے دیکھا ہے وُہ یہ ہے کہ نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آیا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کرنا شروع دیا دائیں بائیں والوں کو دیا مگر پیچھے والوں کو فی الحال نہ دیا تو پیچھے سے ایک شخص کالے رنگ کا سر منڈا ہُوا اس پہ دو کپڑے سفید تھے اُٹھا اور اس نے کہا اے محمّد تُو نے عدل نہیں کیا یہ سُن کر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچّے رسُول بہت زیادہ غضب ناک ہوتے

اور فرمایا اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی قسم میرے بعد تم کوئی ایسا نہ پاؤ گے جو مجھ سے زیادہ عدل و انصاف کرے پھر فرمایا سُنو آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی گویا کہ یہ بھی ان میں سے ہے، وُہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن پاک ان کے گلے میں نیچے نہیں اُترے گا وُہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے (یعنی کلمہ پڑھیں گے، نماز روزہ کریں گے مگر اس عبادت کا اثر ان کے دلوں میں کچھ بھی نہ ہوگا) نیز فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی ایک نشانی یہ بھی ہوگی کہ ان کے سر منڈے ہوئے ہونگے پھر وُہ نکلتے ہی جائیں گے حتّٰی کہ ان کا آخری گروہ دجّال کے ساتھ ہوگا لہٰذا جب تم ان کو پاؤ تو جان لو کہ یہ لوگ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ -

(المستدرک ص ۱۴۶/۲)[1] (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰۹)

یعنی یہی لوگ ساری خدائی سے بدتر ہیں -

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى من اعطيته علم ما كان وما يكون وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِين -

تنبیہ: مذکورہ ہر سہ احادیثِ مُبارکہ پر غور کرنے سے یہ

[1] امام حاکم نے اس حدیث کو مُسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ بے ادب لوگ خواہ قرآن پاک کسی بھی انداز سے پڑھیں نماز روزہ ، حج و زکوٰۃ کا ذخیرہ کیوں نہ کرلیں آخر کار یہ بد ترین مخلوق ہی رہیں گے اور یہ کسی مولوی یا واعظ کی بات نہیں بلکہ یہ فرمان ان کی زبان حق ترجمان سے ثابت ہے جن کا کلمہ پڑھ کر ہم سب مسلمان کہلاتے ہیں جن کی زبان حق ترجمان کی خود خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ قرآن پاک میں یوں تعریف کر رہا ہے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔

(قرآن مجید)

یعنی میرا محبوب اپنی مرضی سے بولتا ہی نہیں وُہ وہی کہتا ہے جو وحیِ خدا ہوتی ہے لہٰذا اس قانونِ الٰہی کے مطابق یہ ثابت ہُوا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ پاک پر یہ اپنا حکم جاری کیا کہ بے ادب لوگ ساری خُدائی سے بد تر مخلوق ہیں، اب ان بے ادبوں سے تو یہ اُمید نہیں رکھی جاسکتی کہ وُہ تائب ہوجائیں کیونکہ ارشادِ گرامی ہے لایزالون یحزجون وُہ تو بڑھتے ہی جائیں گے۔ نیز بزرگانِ دین کا ارشاد گرامی ہے :

فَمَنِ اسْتِهْزَائِهِمْ بِالْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ اَصَمَّهُمُ اللّٰهُ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ فَلَا يَهْتَدُوْنَ اِلَى الْحَقِّ ۔

(تفسیر رُوح البیان)

یعنی بے ادب لوگ جب نبیوں، ولیوں کی شان میں نکتہ چینی اور بے ادبی اور ٹھٹھے کرتے ہیں، مثلاً (لو بھئی سُن لو یہ مختار نبی ہے اپنے نواسوں کو بچا نہ سکا کسی کو کیا فائدہ دے سکتا ہے) (یہ ہے ان کا زندہ نبی اپنی قبر میں مُردہ پڑا ہے ---) (العیاذ باللّٰہ)

اس قسم کی گستاخیوں کی وجہ سے اللّٰہ تعالیٰ جل جلالہٗ ایسے لوگوں کو بہرہ کر دیتا ہے اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیتا ہے، نہ حق بات دیکھ سکیں نہ سُن سکیں، تو راہِ ہدایت کیسے نصیب ہو ہاں البتہ فقیر اپنے ایماندار بھائیوں سے اپیل کر رہا ہے میرے مُسلمان بھائیو جاگو آنکھیں کھولو آخر قبر میں جانا ہے اللّٰہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور اُس کا پیارا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم تو یہ فرمائیں کہ بے ادب لوگ ساری خُدائی سے بدتر ہیں، (صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم میں سے سیدنا عبداللّٰہ بن عُمر رضی اللّٰہ عنہما کا قول مُبارک صفحہ نمبر ۹ پر مذکور ہُوا) اور اللّٰہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے قرآن پاک میں صاف صاف فرمادیا اِنَّ المنافقین فی الدرک الاسفل من النّار -

بیشک بے ادب منافق لوگ قیامت کے دن دوزخ میں سب سے نیچے طبقے میں ہونگے اور مُسلمان کہے کہ جی سب ٹھیک ہیں، سب قرآن ہی پڑھتے ہیں -

میرے عزیز اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھنے والوں کے متعلق ہی فرمایا ہے هم شر الخلق والخليقه ۔ یعنی یہ قرآن پڑھنے والے بے ادب ساری خدائی سے بدتر ہیں ۔ میرے عزیز تیری اس بات کا وزن اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے ہوش کر اپنی قبر گندی نہ کر اور یہ یاد رکھ لے کہ اس قسم کی انٹ شنٹ باتیں کہنے والا قبر کے اندر اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچان سکے گا ۔ اگر وہاں حبیبِ خدا کی پہچان درکار ہے تو ؎

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

ہاں ہاں تو یہ بھی گوش ہوش سے سُن کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے سچے پکے مومن کی قرآن پاک میں کیا نشانی بتائی ہے ۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ

بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ۧ

(سورہ مجادلہ پارہ ۲۸)

ترجمہ: اے محبوب آپ کوئی ایسی قوم نہیں پائیں گے کہ ان کا اللّٰہ تعالیٰ (جَلَّ جَلَالُهٗ) پر اور آخرت کے دن پر ایمان صحیح ہو تو اللّٰہ رسول کے دشمنوں (بے ادبوں) سے محبّت کریں، یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ وہ دشمنی کرنے والے ان کے باپ ہوں، بیٹے ہوں، بھائی ہوں یا قبیلہ (برادری) کے لوگ ہوں، ایسے لوگ (جو اللّٰہ رسول کے بدخواہوں کے ساتھ کبھی بھی دوستی اور محبّت نہیں کرتے) ان کے دلوں میں اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُهٗ نے ایمان نقش کر دیا ہے (جو مٹ نہیں سکتا) اور اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُهٗ ایسے مومنوں کی مدد جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے ذریعہ سے کرتا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُهٗ ایسے (خوش بخت) لوگوں کو بہشتوں میں پہنچائیگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ایمان والے ان بہشتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُهٗ ان سے راضی اور وہ

خدا تعالیٰ جل جلالہٗ سے راضی ہیں، ہاں ہاں یہی لوگ اللہ کی جماعت ہے اور کان کھول کر سن لو کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔ (قرآن مجید، سورہ مجادلہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی رَسُوْلِکَ الْمُصْطَفٰی وَحَبِیْبِکَ الْمُجْتَبٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۲۷)

نبی رحمت حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دیکھ لیا کہ نجد سے شیطان کی جماعت نکلے گی

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا ۔ یا اللہ ہمارے ملک شام میں برکت دے ہمارے یمن میں برکت دے یہ سن کر نجد والوں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے نجد کے لیے بھی دعاء فرمائیں تو پھر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے شام اور یمن کے لیے دعاء فرمائی پھر نجد والوں نے عرض کیا حضور ہمارے نجد کے لیے

بھی دُعاء فرمائیں تو راوی فرماتے ہیں غالباً جب تیسری بار عرض کیا گیا یا رسُول اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ہمارے نجد کے لیے بھی دُعاء فرمائیں تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بجائے دُعاء کرنے کے فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہونگے، اور وہاں (نجد) سے شیطان کی جماعت نکلے گی۔

(صحیح بُخاری ص۱۰۵۱ ج۲، مشکوٰۃ شریف ص۵۸۲)

اس حدیث پاک سے ہر ذی شعور اندازہ لگا سکتا ہے کہ وُہ شیطان کی جماعت کون ہے اور اگر کسی کو تحقیق کا زیادہ شوق ہو تو وُہ کتاب ہمفرے کے اعترافات پڑھ کر تسلّی کر سکتا ہے۔

نوٹ: ہمفرے ایک انگریز جاسوس ہُوا ہے اس نے اپنی سرگذشت ایک کتاب میں لکھ دی ہے، اس کتاب کا نام ہمفرے کے اعترافات ہے۔ اس کو پڑھنے سے تمام شکوک و شبہات ختم ہو جاتے ہیں کہ بے ادبی اور گستاخی کرنے والی جماعت کا مذہب انگریز کا بنایا ہُوا ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ہم سب کو شیطان کی جماعت کے شر سے بچائے۔ آمین۔ بجاہ حَبِیْبِہِ الکَرِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۲۸

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا

درِ کعبہ کی چابی میرے ہاتھ آئیگی ایسا ہی ہوا

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کلید بردار درِ کعبہ مکّہ مکرّمہ کا بیان ہے کہ ہجرت سے پہلے میری ملاقات رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہوئی اور مُجھے سرکار علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم نے دعوتِ اسلام دی میں نے کہا اے محمّد تعجب ہے تو اُمید رکھتا ہے کہ میں تیری اتّباع کروں، حالانکہ تُو نے اپنی قوم کے دین کی مخالفت کی ہے اور تُو نے نیا دین بنا ڈالا ہے۔ پھر ایک دن یوں ہُوا کہ محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کے لیے آئے جبکہ ہم کعبہ کو پیر اور جمعرات کے دن کھولا کرتے تھے تو جب لوگ داخل ہونے لگے تو محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) بھی اندر جانے لگے میں نے محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر سختی کی اور غلط باتیں بھی کہیں اندر نہ جانے دیا مگر محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے بردباری سے کام لیا مُجھے کُچھ نہ کہا بلکہ کہا اے عثمان عنقریب تو دیکھے گا کہ خانہ کعبہ کی چابی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا دُوں گا، میں نے سُن کر کہا کہ اس وقت قریش سارے

مرگئے ہونگے اور پھر جب فتح مکہ کا دن آیا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان لا چابی مجھے دے تو مجھے لاچار چابی دینی پڑی (کیونکہ اب تو مکہ پر سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حکومت ہوگئی تھی) میں نے چابی حاضر کردی، سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چابی پکڑ کر پھر مجھے دی اور فرمایا خُذْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً لَا يَنْزَعُهَا مِنْكُمْ اِلَّا ظَالِمٌ یعنی یہ چابی لے ہمیشہ کے لیے تجھے اور تیری اولاد کے لیے میں نے دی اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے یاد کرایا اے عثمان وُہ وقت یاد کر جب تُو نے مجھے اندر نہیں جانے دیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ ایک دن یہ چابی میرے ہاتھ آئے گی تو میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا، یہ سُن کر میں نے عرض کیا ہاں یاد ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے سچے رسول ہیں۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۲۶۷ جلد-۱)

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن۔

(۲۹)

سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سینہ کے راز بھی دیکھ لیتی ہے

سیدنا انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں میں مسجد خیف (منیٰ) میں

شاہِ کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں بیٹھا تھا تو دو مرد آئے ایک ثقفی اور ایک انصاری اور دونوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ[1] ہم حضُور سے کچھ مسائل پُوچھنے آئے ہیں یہ سُن کر محبُوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے سوال بھی بتادوں اور جواب بھی اور اگر چاہو تو میں خاموش رہتا ہُوں تم اپنے اپنے سوال بیان کرو اور میں جواب دوں ان دونوں حضرات نے عرض کیا یا رسُول اللہ[1] اگر آپ ہمارے سوال بھی بیان فرمادیں تو ہمارا ایمان اور مضبُوط ہوگا یہ سُن کر سیّدِ انبیاء صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ثقفی صحابی کو فرمایا تُو مجھ سے پُوچھنے آیا ہے کہ رات نمازِ تہجّد کے متعلّق اور رکُوع کے متعلّق نیز سجدہ کے متعلّق اور روزہ کے متعلّق، غسل جنابت کے متعلّق اور انصاری صحابی کو فرمایا تو پوچھنے آیا ہے کہ گھر سے نکل کر بیت اللہ شریف کا قصد کرکے آئے تو کتنا ثواب ہے اور عرفات میں وقوف کا کیا ثواب ہے اور پھر سر منڈانے کا کتنا اجر ہے اور کنکریاں مارنے کا پھر طواف زیارت کا کتنا اجر و ثواب ہے، یہ سُن کر دونوں حضرات بولے یا رسُول اللہ[1] ہمیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، ہم یہی کچھ پُوچھنے آتے ہیں ۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۱۵)

---

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلّہم

۳۰

سیّدنا ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھوک لگی تو جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظرِ نبوّت سے دیکھ لیا

سیّدنا ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقِ کار یہ تھا کہ جب بھی کوئی سائل مسئلہ پُوچھے اسے کھانا کھلاتے ایک دن مجھے سخت بھُوک لگی اور میں مسجد کے باہر مسجد کے راستہ پر بیٹھ گیا اور جو صحابی مسجد سے نکلتا میں اس سے مسائل اور آیاتِ مُبارکہ پُوچھتا مگر کسی نے بھی مجھے کھانے کی دعوت نہ دی میں پریشان ہو گیا کہ آج کیا معاملہ ہے اتنے میں جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ابُوہریرہ آ میرے ساتھ آجا اور جب سیّد العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے درِ دولت پر جلوہ گر ہوئے تو سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ہدیہ کا دُودھ پیش کیا گیا میں دیکھ کر خوش ہو گیا مگر ہُوا یوں کہ دربارِ رسالت سے فرمان جاری ہُوا اے ابُوہریرہ اہلِ صُفّہ کو

بُلا لاؤ، یہ سُن کر میں نے دل میں سوچا کہ ایک پیالہ دُودھ ہے اور سب اہلِ صُفّہ کو بُلایا جا رہا ہے تو میرے حصّہ میں کیا آئے گا لیکن اللہ رسُول (جلّ جلالہٗ، صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے فرمان کے سامنے حکم عدولی نہیں ہو سکتی تھی لہٰذا میں اہلِ صُفّہ کو بُلا لایا اور شاہِ کونین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اَبُو ہریرہ یہ دُودھ سب کو پلاؤ یہ سُن کر (ساری اُمید ختم ہو گئی کیونکہ پلانے والے کی باری سب کے بعد آیا کرتی ہے) میں نے وُہ دُودھ سب کو پلایا سب نے سیر ہو کر پیا بعد میں سرورِ کائنات صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے اَبُو ہریرہ پیو میں نے سیر ہو کر پیا پھر فرمایا اور پیو میں نے اور پیا پھر فرمایا اور پیو تو عرض کیا یا رسُول اللہ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اب اور کی پیٹ میں گنجائش نہیں، زاں بعد نبیِ رحمت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خود پیا۔

(بہجۃ المحافل صـ ۲۱۵/۲)

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وُہ جامِ شیر
جس سے ستّر صاحبوں کا دُودھ سے مُنہ بھر گیا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

(۳۱)

جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ بیٹھے دیکھ رہے ہیں کہ کون اور کب جنّت جائے گا

سیّدنا ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنّت کا وُہ دروازہ دکھایا جس دروازے سے میری اُمّت جنّت میں داخل ہوگی یہ سُن کر سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا شوق ہے کہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہاں ہوتا تو اس کو دیکھتا اس عرض پر جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابُوبکر میری اُمّت میں سے سب سے پہلے تو جنّت داخل ہوگا۔

(ابُوداؤد شریف ص۲۸۴، مشکوٰۃ شریف ص۵۵۶)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَی النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۳۲)

رات کی تاریکی میں جو کچھ ہوتا رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ بھی پوشیدہ نہ رہتا،

سیّدنا ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا صدقۂ فطر جمع ہُوا تو حبیبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حفاظت پر مجھے مامور کیا رات کو اچانک ایک شخص آیا اور اس نے اس صدقۂ فطر کے مال سے جھولی بھرنا شروع کر دی تو میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے کہا میں تجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرونگا، یہ سُن کر اس نے منت سماجت شروع کر دی کہ میں محتاج ہُوں عیالدار ہُوں اور بڑا ہی مجبُور ہُوں، یہ سُن کر میں نے اسے چھوڑ دیا اور جب صبح ہوئی اور میں دربارِ رسالت میں حاضر ہُوا تو جاتے ہی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے پُوچھا ابُو ہریرہ رات والے چور کا کیا ہُوا میں نے عرض کی یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب اس رات والے چور نے زیادہ ہی منت سماجت کی تو مجھے رحم آگیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا تھا، یہ سُنکر شاہِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس نے جھُوٹ بولا تھا اور وُہ پھر آئے گا اب مجھے

یقین ہوگیا کہ وُہ پھر آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے چنانچہ میں دُوسری رات اس کا انتظار کرنے لگا اور وُہ آیا اور جھولی بھرنے لگا تو میں نے اسے دبوچ لیا پکڑ کر کہا اب تجھے نہیں چھوڑوں گا، اب تجھے ضرور سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عدالت میں پیش کروں گا، اس نے پھر منت سماجت شروع کر دی اور بعد میں کہا میں آئندہ نہیں آؤں گا مجھے رحم آگیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا اور جب صبح ہوئی اور میں دربارِ رسالت میں حاضر ہوا تو جاتے ہی سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پُوچھا اَبُوہریرہ رات والے چور کی سُناؤ میں نے سارا ماجرا بیان کر دیا، یہ سُن کر سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا وُہ جھوٹ بول گیا ہے، وُہ پھر آئے گا، پھر مجھے یقین ہوگیا کہ وُہ ضرور آئے گا کیونکہ سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زبان حق ترجمان سے صادر ہوگیا ہے وُہ پھر آئے گا، چنانچہ تیسری رات پھر میں انتظار کرنے لگا تو وُہ آیا اور آتے ہی جھولی بھرنا شروع کر دی پھر میں نے دبوچ لیا اور میں نے کہا یہ آخری تیسری بار ہے اب نہیں چھوڑوں گا، ضرور سرکارِ دوجہاں صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عدالت میں پیش کروں گا، پھر اس نے منّت سماجت شروع کر دی، میں نے کہا تو وعدہ کرتا ہے نہیں آؤں گا اور پھر آجاتا ہے لہٰذا اب

نہیں چھوڑتا تو اس چور نے کہا اے اَبُوہریرہ (رضی اللہ عنہ) میں تجھے چند ایسے کلمات سکھاتا ہُوں کہ تُجھے ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ (جل جلالہ) نفع عطا کرے گا، یہ سُن کر میں نے کہا بتا، تو اس نے کہا جب تُو رات کو بستر پر لیٹے تو آیت کرسی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ آخر آیت تک پڑھ لیا کر تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ تجھ پر ایک حفاظت کرنے والا بھیج دے گا اور پھر رات بھر شیطان تیرے قریب نہ آئے گا پھر میں نے اس کو چھوڑ دیا اور جب صبح حاضر حُضور ہُوا تو اُمّت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے پُوچھا اَبُوہریرہ رات والے چور کی سُناؤ میں نے سارا ماجرا عرض کر دیا تو فرمایا وُہ بڑا جُھوٹا ہے لیکن تجھ سے سچ کہہ گیا ہے، اَبُوہریرہ جانتے ہو کہ تین رات سے کس کے ساتھ آپ کا واسطہ پڑا میں نے عرض کیا نہیں جانتا تو فرمایا وُہ شیطان تھا۔

(بُخاری شریف ص۳۱۰)(مشکوٰۃ شریف ص۱۸۵)

ان واقعات سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے سب کچھ روشن کر دیا ہے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۲۲)

خُدائے ذوالجلال جلّ جلالہٗ نے جانِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کندھوں کے درمیان دستِ قدرت رکھا تو سارا جہان روشن ہوگیا اور رحمتِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہر ہر چیز کو جان لیا

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک دن فجر کی نماز کے لیے ہم انتظار میں تھے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائیں اور نماز پڑھائیں مگر دیر ہوتی گئی حتّٰی کہ قریب تھا کہ سورج نکل آئے اچانک رحمتِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم جلدی جلدی تشریف لائے اور نماز کے لیے اقامت (تکبیر) کہی گئی شاہِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہلکی سی نماز پڑھائی سلام پھیر کر رحمتِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعلان فرمایا سارے نمازی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہیں، پھر سرکارِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم ہماری طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ مجھے کیوں دیر ہوئی۔ فرمایا میں رات کو اُٹھا تھا اور میں نے وضو کر کے نمازِ تہجّد پڑھی، جتنی میرے رَبّ کریم نے مجھے توفیق عطا کی پھر مجھے اُونگھ آگئی اور میں سو گیا، اور میں نے خواب میں

اپنے رَبّ کریم کا بڑی اچھّی صُورت میں (بے کیف) دیدار کیا، پھر میرے پرودگار جلّ جلالہٗ نے فرمایا اے محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) میں نے کہا لَبّیک (یا اللہ ﷻ) میں حاضر ہُوں) رَبِّ کریم ﷻ نے فرمایا اے میرے حبیب یہ بتاؤ کہ ملاء الاعلیٰ کس بات میں آپس میں بحث کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا لَا اَدرِی میں اپنے آپ نہیں جانتا اور تین مرتبہ یہی سوال ہُوا زاں بعد میرے ربّ ذوالجلال نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھ دیا (بلا تشبیہ) حتّٰی کہ میں نے اپنے کندھوں کے درمیان ٹھنڈک محسوس کی فَتَجَلّٰی لِی کُلُّ شَیءٍ وَعَرَفتُ۔ یعنی ہر ہر چیز مجھ پر روشن (عیاں) ہوگئی اور میں نے ہر ہر چیز کو پہچان لیا۔ پھر میرے رَبّ تعالیٰ ﷻ نے فرمایا اے حبیب اب بتاؤ کہ ملاء الاعلیٰ کس بات میں بحث کرتے ہیں میں نے عرض کیا اے میرے ربِّ کریم ملاء الاعلیٰ کفّاروں (گناہوں کو مٹانے والے عملوں) میں بحث کرتے ہیں، پھر میرے رحمان و رحیم مولیٰ نے پُوچھا وُہ کون کون سے کام ہیں جو گناہوں کو مٹانے والے ہیں میں نے عرض کیا وُہ یہ ہیں مسجدوں کو چل کر جماعت کے لیے جانا اور نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور تکلیف دہ

اوقات میں پورا وضو کرنا، پھر میرے رَبِّ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نے پوچھا اور کون سے عمل ہیں جن کے متعلق ملاء الاعلیٰ بحث کرتے ہیں، میں نے عرض کیا ان اعمال کے متعلق بحث کرتے ہیں جن سے درجے بلند ہوتے ہیں، رَبِّ کریم نے فرمایا وُہ کون سے عمل ہیں میں نے عرض کیا وُہ عمل یہ ہیں بھوکوں کو کھانا کھلانا اور نرم کلام کرنا اور رات کو اُٹھ کر نماز پڑھنا جب کہ لوگ سو رہے ہوں، پھر رَبِّ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب مجُھ سے دُعا کر، میں نے عرض کیا یا اللّٰہ میں تجُھ سے نیک کاموں (اچھّے عملوں) کے کرنے کی اور بُرے عملوں سے بچنے کی اور مسکینوں کے ساتھ محبّت کرنے کی توفیق مانگتا اور تجُھ سے سوال کرتا ہُوں کہ تُو مجُھے بخش دے اور مجُھ پر رحم فرما اور جب تُو کسی قوم کو آزمائش (فتنہ) میں ڈالنے کا ارادہ فرمائے تو مجُھے فتنہ میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی موت دیدے اور یا اللّٰہ میں تجُھ سے تیری محبّت اور ہر اس بندے کی محبّت مانگتا ہُوں جو تجُھ سے محبّت کرتا ہو، اور ایسے عمل کی محبّت مانگتا ہُوں جو عمل تیری محبّت کے قریب کر دے۔

یہ بیان کر کے شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ خواب حق ہے اسے یاد کرو اور دُوسروں کو اسکی تعلیم دو۔ [1]

[1] اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے، ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام اس حدیث کے متعلق امام محمد بن اسمٰعیل بخاری سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۲)۔

اور دُوسری حدیث پاک میں جس کے راوی سیّدنا عبدالرحمٰن بن عائش ہیں (رضی اللہ عنہ) کہ جب ربّ ذوالجلال نے میرے کندھوں کے درمیان دستِ قدرت رکھا فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (دارمی صنؔ باب فی رویۃ الرب تعالیٰ فی النوم)

(تفسیر درمنثور ص۲۴) (مشکوٰۃ شریف صنؔ)

یعنی دستِ قدرت کے فیض سے مجھے ہر ہر چیز کا علم ہوگیا ۔

فائدہ : لفظ مَا عموم پر دلالت کرتا ہے یعنی زمین و آسمان میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کا مجھے علم نہ دیا گیا ہو بلکہ ہر چھوٹی بڑی چیز کا مجھے علم عطا ہُوا ۔

واقعہ

عاشقِ رسُول سیّدی محدّثِ اعظم پاکستان الحاج مولینا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ جب میں بریلی شریف پڑھاتا تھا ان دنوں دہلی کتابیں لینے کے لیے جانا ہُوا وہاں مولوی نُور محمّد جوکہ مسلک دیوبند سے تعلّق رکھتے تھے اور وُہ کتب خانہ کے مالک تھے ان سے ملاقات ہوئی ، انہوں نے عقیدہ کی بات چھیڑ دی اور شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلّق سوال جواب

شروع ہو گئے اور مولوی نُور محمّد صاحب دیو بندی نے زمین سے ایک تنکا اُٹھایا اس میں سے چھوٹا سا حصّہ توڑ کر پُوچھا آپ دلیل سے ثابت کریں کہ حضور نبی علیہ السّلام کو اس تنکے کا علم ہے یا نہیں، یہ سُن کر پہلے تو ذہن پر بوجھ سا محسوس ہُوا مگر فوراً ہی رحمت والے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فیض کی برکت سے دل میں یہ بات آئی اور میں نے مولوی صاحب پر سوال کیا پہلے آپ یہ بتائیں کہ قرآن و حدیث کی رو سے اس تنکے کو سیّدِ دوعالم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کا علم ہے یا نہیں، یعنی یہ تنکا اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نبی کو جانتا ہے یا نہیں مولوی صاحب بولے میرے ذہن میں تو کوئی آیت یا حدیث نہیں ہے، اس پر میں نے فوراً یہ حدیث پاک پڑھ دی مَا مِنْ شَیْءٍ اِلَّا وَ یَعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ الخ - یعنی ہر ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللّٰہ تعالیٰ کا رسُول ہُوں - سوا چند سرکش انسانوں اور جنّوں کے مولوی صاحب غور کیجیے شَیْءٌ اسمِ نکرہ ہے اور یہ حیز نفی میں ہے جو کہ عموم کا فائدہ دیتا ہے، یعنی ہر ہر چیز مجھے جانتی ہے کہ میں اللّٰہ تعالیٰ (جَلَّ جَلَالُہٗ) کا رسُول ہُوں، اب بتائیں کہ یہ تنکا شَیْءٌ ہے یا نہیں، مولوی صاحب بولے بالکل یہ مسلّم امر ہے کہ یہ تنکا شَیْءٌ ہے، میں نے کہا اب اس حدیث پاک کی رو سے ثابت ہُوا کہ اس تنکے کو اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ

کے رسُول کا علم ہے، یہ سُن کر مولوی صاحب بولے ہاں یہ میں مان گیا ہُوں کہ اس تنکے کو رسُول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم ہے اس پہ میں نے کہا جب آپ نے یہ تسلیم کر لیا کہ اس تنکے کو سیّد العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے تو اب آپ اپنے ایمان اپنے دل سے پُوچھ کر بتائیں کہ یہ تنکا تو رحمت والے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جانے اور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس تنکے کو نہ جانتے ہوں، کیا آپ کا دل اس کو تسلیم کرتا ہے مولوی صاحب سوچ میں پڑ گئے اور آخر کار مان گئے کہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اس بے جان تنکے کو تو نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم ہو اور نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس تنکے کا علم نہ ہو، لہٰذا میں تسلیم کرتا ہُوں کہ نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس تنکے کا بھی علم ہے۔ (فقط)۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ہم سب مُسلمانوں کو ان نعمتوں کے ماننے کی توفیق عطا فرمائے جو نعمتیں اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عطا فرمائی ہیں مثلاً علمِ غیب ہے، علمِ شہادت ہے، اختیار ہے، شفاعت ہے، شانِ رحمۃ للعالمینی ہے شانِ محبُوبی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ زَیْنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْاَخْیَارِ

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اُولی الایدی وَالابصار بعدد الرمل والقفار و بعدد اوراق النباتات وَالاشجار وَ بعدد قطر الامطار الی یوم القرار وَالحمد للہ العلی الغفار۔

(۳۴)

جس کو رحمت والے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم رحمت کی نظر سے دیکھ لیں اس کے دونوں جہاں ہی سنور جاتے ہیں

—— یہ ان کی نظر مبارک کا کمال ہے ——

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں حج کرنے گیا تو وہاں ایک آدمی کو دیکھا جو کہ ہر جگہ کثرت سے درود پاک پڑھتا تھا، طواف کرتے دیکھا، سعی (صفا مروہ) کرتے دیکھا، منیٰ میں کنکریاں مارتے دیکھا، عرفات میں دیکھا، مزدلفہ میں دیکھا کہ وہ درود پاک ہی پڑھتا ہے، میں نے اس سے سوال کیا کیا آپ کو دعائیں یاد نہیں، اس نے کہا جناب مجھے ساری دعائیں یاد ہیں لیکن میں نے جو برکتیں جو سعادتیں درود پاک میں دیکھی ہیں وہ کسی اور چیز میں نہیں دیکھیں پھر اس نے اپنی آپ بیتی سنائی، اس نے کہا کہ میں اپنے باپ کیساتھ

خراسان سے حج کے ارادہ سے نکلا اور جب ہم کوفہ پہنچے تو میرا باپ
بیمار ہوگیا اور پھر بیماری بڑھتی چلی گئی حتیٰ کہ میرا باپ فوت ہوگیا اور
میں نے اس کا چہرہ کپڑے سے ڈھانپ دیا، تھوڑی دیر بعد جب میں
نے باپ کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو کیا دیکھا کہ میرے باپ کا چہرہ
گدھے جیسا ہوگیا ہے، شکل بگڑ چکی تھی میں سخت پریشان ہوا اور
مجھے تشویش لاحق ہوئی کہ میں کسی کو کیسے کہہ سکتا ہوں کہ میرے باپ
کی تجہیز و تکفین میں میرے ساتھ تعاون کرو (کیونکہ باپ کی صورت
دیکھنے سے ڈر لگتا ہے) میں اپنے باپ کی میت کے پاس غمزدہ اور
پریشان ہوکر سر زانو میں ڈال کر بیٹھ گیا اور مجھے اونگھ آگئی خواب
میں دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ جو کہ نہایت ہی حسین وجمیل پاکیزہ
صورت تشریف لائے اور قریب آکر میرے باپ کے چہرہ سے کپڑا
اٹھایا اور ایک نظر میرے باپ کو دیکھا اور پھر چہرہ ڈھانپ دیا
اور مجھے فرمایا تو پریشان کیوں ہے میں نے عرض کیا میں پریشان
کیوں نہ ہوں جبکہ میرے باپ کا یہ حال ہے کہ (شکل بگڑ چکی ہے)
یہ سن کر فرمایا تجھے بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے تیرے باپ
پر فضل و کرم کر دیا ہے، اور کپڑا ہٹا کر مجھے دکھایا میں نے دیکھا
کہ میرے باپ کا چہرہ بالکل درست ہے اور چودھویں کے چاند کی

طرح چمک رہا ہے ، یہ دیکھ کر میں نے اس بزرگ کا دامن تھام لیا اور عرض کیا کہ آپ کون ہیں اور کیسے تشریف لانا ہُوا کہ آپ کا جلوہ گر ہونا ہمارے لیے باعثِ برکت و باعثِ رحمت ثابت ہُوا یہ سُن کر فرمایا میں ہی شفیعِ مجرماں ہُوں میں ہی گنہگاروں کا سہارا ہُوں میں ہی اس اُمّت کا نبی محمّد مصطفےٰ ہُوں (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) یہ سُن کر میرا دل باغ باغ ہوگیا پھر میں عرض کیا یارسُول اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) میرے ماں باپ قُربان ہوں یہ تو فرمایئے کہ میرے باپ کی شکل کیوں بگڑ گئی تھی ، یہ سُن کر فرمایا کہ تیرا باپ بہت بڑا گنہگار تھا اس وجہ سے اس کی صُورت بگڑ گئی تھی لیکن تیرے باپ کی یہ عادت تھی کہ یہ سونے سے پہلے کثرت سے مجھ پر درُود پاک پڑھا کرتا تھا اور جب اس پر یہ مصیبت آئی اور اس کی شکل بگڑی تو اس نے مجھ سے فریاد کی تھی :

وَاَنَا غِيَاثٌ لِمَنْ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ

یعنی میں ہر اس شخص کا فریاد رس ہُوں جو مجھ پر کثرت سے درُود پاک پڑھے ۔

(سعادۃ الدّارین ص۱۲۵ ، نزہۃ النّاظرین ص۳۲)

(تنبیہ الغافلین ص۱۶۱ ، رونق المجالس ص۱۰)

(۳۵)

جسکو حبیبِ خُدا صلیّ اللہ علیہ وسلّم نظرِ رحمت سے دیکھ لیں اس کے لیے دُنیا میں بھی بہاریں آجاتی ہیں

میرے (فقیر ابُوسعید غفرلہ) کے پاس پیپلز کالونی سے سیّد ریاض علی شاہ صاحب دارالعلوم امینیہ رضویہ میں تشریف لائے اور بیان کیا کہ میں بہت زیادہ پریشان ہُوں میرا کاروبار تھا مگر سارا کاروبار ٹھپ ہوگیا ہے اور میں لاکھوں روپے کا مقروض ہُوں لہٰذا میرا کچُھ کرو، یہ سُن کر میں نے شاہ صاحب موصُوف کو کتاب آبِ کوثر دی اور عرض کیا شاہ صاحب آپ اس کو پڑھیں اور اس کے مطابق عمل کریں انشاءاللہ تعالیٰ اس کے فضل سے آپ کے کئی مسئلے حل ہو جائیں گے۔ شاہ صاحب کتاب لے کر چلے گئے اور تقریبًا چھ ماہ بعد دوبارہ تشریف لائے اور بہت خوش تھے شاہ صاحب نے بیان کیا کہ میرے ذمّہ سات لاکھ روپے قرضہ تھا جو کہ اب صرف ڈیڑھ لاکھ باقی ہے اور فرمایا ہُوا یوں کہ میں نے آبِ کوثر پڑھی اس کے پڑھنے سے مجُھے درُود پاک پڑھنے کا شوق پیدا ہُوا میں نے خوب محبّت وشوق اور کثرت سے درُود پاک

پڑھا، ادھر یوں ہُوا کہ جن کا میں نے قرضہ دینا تھا وُہ مجھے تنگ کر رہے تھے ایک دن میں درُود پاک پڑھ کر دُعا کے لیے بیٹھا تو پریشانی کی وجہ سے مجھ پر زاری شروع ہو گئی اور خوب رو رو کر دُعا کی اور اس کے پانچ دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کہیں جا رہا ہُوں اور میرے ساتھ کوئی اور بھی چل رہا ہے جیسے انسان کے ساتھ ساتھ اس کا سایہ چلتا ہے، میں ایک جگہ پہنچا جو کہ نہایت ہی کشادہ اور پُر فضا تھی وہاں دیکھا کہ ایک بزرگ بیٹھے ہیں اور سامنے قرآن پاک کھُلا ہُوا ہے وُہ بزرگ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے ہیں، وُہ بزرگ نہایت ہی حسین وجمیل ہیں نُورانی چہرہ ہے انہوں نے میری طرف آنکھ اُٹھا کر شفقت کی نظر سے دیکھا اور پھر قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا، میں نے اس ساتھی سے جسکو اللہ تعالےٰ نے میرے ساتھ بھیجا تھا اس سے پُوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں اس نے کہا شاہ صاحب یہی حبیبِ خُدا ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) جن پر آپ درُود پاک پڑھتے رہتے ہیں، اس پہ میری آنکھ کھُل گئی اور میں بیدار ہو گیا، ازاں بعد میں نے یہ خواب اپنے ایک دوست کو سُنایا تو اس نے کہا شاہ صاحب بس آپ کا کام ہو گیا ہے، کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم شفقت

کی نظر سے دیکھ لیں اس کے دونوں جہان سنور جاتے ہیں۔ بس یہی کچھ ہُوا کہ سات لاکھ قرضہ تھا جو کہ اب صرف ڈیڑھ لاکھ روپے باقی ہے۔ شاہ صاحب یہ بیان کر کے چلے گئے اور دو ہفتہ بعد پھر تشریف لائے اور بیان کیا کہ میں اسلام آباد گیا تھا وہاں ایک کمپنی میں مجھے بہترین ملازمت مل گئی ہے اور کمپنی کے دو دوستوں نے کہا ہے ہمیں بھی آبِ کوثر لا کر دو لہٰذا میں "آبِ کوثر" لینے آیا ہُوں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۳۶)

شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے اردگرد کو ملاحظہ فرما رہے ہیں

سیدنا مولیٰ علی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبیِ رحمت[1] نے دو دیگر حضرات کے ساتھ بھیجا اور فرمایا جلدی جاؤ اور جب تم روضہ خاخ (ایک باغ کا نام ہے) پہنچو گے تو تمہیں ایک عورت

---

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

ملے گی جو کہ پالکی میں جارہی ہے، اس کے پاس ایک خط ہے اس کو لے آؤ، یہ سُن کر ہم گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور سرپٹ گھوڑے دوڑائے جب ہم روضہ خاخ پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت پالکی میں جارہی ہے ہم نے اسے روک کر کہا تیرے پاس ایک خط ہے وُہ ہمیں دیدے، وُہ بولی میرے پاس کوئی خط نہیں فرمایا خط دیدے ورنہ ہمیں تلاشی لینا پڑے گی (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرمائیں اس کے پاس خط ہے اور خط نہ ہو) وُہ عورت ڈر گئی اور اس نے اپنی میڈھیوں کے اندر سے خط نکال کر دے دیا اور ہم لے کر حاضرِ خدمت ہو کر پیش کر دیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۷۷)

(۳۷)

شاہِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پہلے ہی دیکھ لیا کہ کون جنّت جائے گا اور کیسے فتنے آئینگے،

سیّدنا اَبُو موسٰی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیرِ اریس (کنوئیں کا نام ہے) پر تشریف لے گئے اور کنوئیں کے منڈیر پر پاؤں مُبارک لٹکا کر جلوہ افروز ہوتے میں نے دل میں کہا

آج میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا چوکیدار بنتا ہوں لہٰذا میں دروازہ پر کھڑا ہو گیا تو اچانک سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ آئے میں نے کہا ٹھہرئیے جناب میں اجازت حاصل کر لوں، میں دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابُو بکر اجازت مانگتے ہیں یہ سُن کر اُمّت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اجازت دیدو اور ساتھ ہی جنّت کی خوشخبری سُنا دو میں نے خوشخبری سُنائی اور صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی اسی طرح پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے زاں بعد حضرت عُمر رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور میں نے ان کی طرف سے اجازت مانگی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا ان کو بھی جنّت کی خوشخبری سُناؤ، حضرت عُمر رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر ساتھ ہی منڈیر پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہو گئے میں نے اجازت طلب کی تو فرمایا اجازت ہے اور ساتھ ہی جنّت کی خوشخبری سُناؤ اور ساتھ بلوے کی بھی خبر دو زاں بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو ساتھ جگہ نہیں تھی اس لیے وُہ سامنے منڈیر پر بیٹھ گئے، اس پر سیّدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک اس کی تاویل یہ ہے کہ صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مزاراتِ مبارکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک میں ہونگے اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک سامنے ہوگا۔

(بخاری شریف ص۵۱۹) (حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۷۱) (مسلم شریف ص۲۷۷)

(۳۸)

جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ دیکھ رہے ہیں کہ کون کہاں بیٹھا ہوا ہے اور کون کیا کر رہا ہے

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زید جاؤ ابوبکر کے پاس وہ آپ کو ملیں گے اپنے گھر میں اور انھوں نے احتبا[1] کیا ہوگا، جاکر اُن کو جنّت کی خوشخبری سناؤ، اس کے بعد عمر کے ہاں جاکر ان کو جنّت کی خوشخبری سناؤ اور وہ آپ کو ثنیہ کے پاس ملیں گے اور وہ گدھے پر سوار جارہے ہونگے، پھر عثمان کو جاکر جنّت کی خوشخبری سناؤ اور وہ آپ کو بازار میں خرید و فروخت کرتے ملیں گے ان کو جنّت کی خوشخبری کے ساتھ سخت آزمائش کی بھی خبر دینا، میں مندرجہ بالا حکم لے کر گیا تو جیسے شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا بالکل اسی طرح ہی پایا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۷۱)

[1] احتبا کہتے ہیں اس حالت کو جب انسان گھٹنے کھڑے کرکے کپڑے یا ہاتھوں سے گھٹنوں کے گرد گھیرا ڈالے بیٹھے

نوٹ: ان واقعات کو پڑھ کر ان لوگوں کی آنکھیں بھی کھل جانی چاہئیں جو یہ کہتے ہیں کہ نبی (علیہ السلام) کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، لیکن آنکھیں اسی کی کھل سکتی ہیں جس کے نصیب اچھے ہوں ورنہ اگر مگر کر کے خود بھی دوزخ خریدتے ہیں اور دُوسروں کو جہنّم رسید کرتے ہیں۔ یا اللّٰہ جل جلالہ سب کو ہدایت دے اور نظرِ بصیرت عطا فرما جس سے تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تیری عطا کردہ عظمتیں دیکھ سکیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْحَبِيْبِ اللَّبِيْبِ الْكَرِيْم
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

(۳۹)

جانِ دو عالم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کی آنکھ مُبارک دیکھ رہی ہے کہ کون کون جنّت جائے گا بلکہ یہ بھی دیکھ رہی ہے کون آ رہا ہے اور کہاں بیٹھا اور کہاں جا رہا ہے اور کیا کر رہا ہے

آپ نے اُوپر والے واقعہ میں پڑھ ہی لیا ہے کہ اَبُوبکر کہاں کس حالت میں بیٹھے ہیں، عُمر کہاں جا رہے ہیں اور کس پر سوار جا رہے ہیں، عثمان کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں، (رضی اللّٰہ عنہم)

اب مزید ایمان تازہ کیجیے۔ سیّدنا جابر صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا اور ہم حضرت سعد کی ملاقات کے لیے گئے وہاں جاکر بیٹھے تو تھوڑی دیر بعد فرمایا ایک جنّتی آدمی آرہا ہے تو اچانک حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوگئے، پھر فرمایا ایک اور جنّتی مرد آرہا ہے تھوڑی دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے، پھر فرمایا ایک اور جنّتی مرد آرہا ہے تھوڑی دیر بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آگئے، تھوڑی دیر بعد پھر فرمایا ایک اور جنّتی مرد آرہا ہے ساتھ ہی دُعاء فرمائی یا اللّٰہ جل جلالہٗ اگر تُو چاہے تو اس آنے والے کو علی کر دے تو اچانک حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوگئے۔ (اس حدیث کو احمد، بزار اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے)۔

(حجۃ اللّٰہ علی العٰلمین ص ۴۷۱)

(۴۰)

سرکار صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کی آنکھ مُبارک دیکھ رہی ہے کہ کون شہید ہوگا

سیّدنا ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جبلِ حرا پر چڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابُوبکر صدیق

عُمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے تو پہاڑ کو وجد آگیا زور زور سے ہلنا شروع کر دیا تو جانِ جہاں صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا اے پہاڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدّیق اور کچھ شہید ہیں۔

(مسلم شریف ص۲۸۲ ج۲، ترمذی ص۲۱۱ ج۲، باب مناقب عثمان۔ حجۃ اللہ علی العلمین ص۱۷۴)۔

اور جب مدینہ منوّرہ میں رحمت والے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُحد پہاڑ پر جلوہ افروز ہوئے تو ساتھ ابُوبکر صدّیق، عُمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے، وہاں یہ الفاظ مُبارکہ فرمائے اے اُحد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدّیق اور دو شہید ہیں۔

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نوٹ: جبلِ حرا مکّہ مکرّمہ میں ہے اور جبلِ اُحد مدینہ منوّرہ میں ہے اور یہ واقعے بھی دو ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ المختار۔ سَیِّدِ الابرار زینِ المُرسلین الاخیار وعلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اولی الایدی وَالابصار۔

(۴۱)

سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھ مبارک یہ بھی دیکھ رہی ہے

ــــ کہ میرے بعد کون خلیفہ ہو گا ــــ

سیّدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور میرے آقا حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تھے اچانک کِسی آنے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا تو مُجھے اُمّت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس اُٹھ دروازہ کھول اور آنے والے کو جنّت کی اور میرے بعد خلافت کی خوشخبری دے میں نے دروازہ کھولا تو حضرت اَبُوبکر صدّیق تھے، پھر دُوسرا آنے والا آیا اور دروازہ پر دستک دی مجھے سرکاری حکم ملا اے انس اُٹھ دروازہ کھول اور آنے والے کو جنّت کی اور خلافت کی خوشخبری سُنا، دروازہ کھولا تو وُہ حضرت عمر تھے، زاں بعد پھر دروازہ کھٹکا تو مُجھے حکم ملا اَے انس اُٹھ دروازہ کھول کر آنے والے کو جنّت کی اور عُمر کے بعد خلافت کی خوشخبری سُنا اور یہ بھی بتادے کہ آپ شہید ہوں گے، دروازہ کھولا تو وُہ حضرت عثمان تھے۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین صفحہ ۴۷)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرات اَبُوبکر، عُمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے متعلّق فرمایا میرے بعد یہ خلیفہ ہوں گے۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین صفحہ ۴۷)

تنبیہ : وُہ لوگ بھی اپنی قبر کو سامنے رکھ کر دیکھیں جو یہ کہتے ہیں کہ خلیفہ بلافصل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، کیا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچّے رسُول کے مقابلہ میں اپنی مرضی ٹھونسنے سے جنّت مل سکے گی ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پھر وُہ اگر اس حدیث میں کلام کریں تو یہ الفاظ بھی ذہن میں رکھیں قال الامام ابو زرعہ اسنادہ لا باس بہ۔

یعنی امام ابوزرعہ نے فرمایا اس حدیث پاک کی سند ٹھیک اور درست ہے نیز امام حاکم نے اس حدیث پاک کو مستدرک میں ذکر کرکے اس کو صحیح فرمایا ہے یعنی یہ حدیث پاک صحیح ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۴۷)

اللہ تعالیٰ جل جلالہ سب کو حق کہنے حق سُننے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(۴۲)

نبی رحمت صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلّم باذن اللہ تعالیٰ آسمان کے ستاروں کی گنتی بھی جانتے ہیں

اُمّ المؤمنین عائشہ صدّیقہ بنت الصدّیق رضی اللہ تعالےٰ عنہا

نے فرمایا چاندنی رات تھی حبیبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جلوہ افروز تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) هَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ۔ کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی بھی ہیں، یہ سُن کر فرمایا ہاں میرے عمر کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی ہیں، میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے ابّا جان ابُوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی نیکیاں کہاں ہیں فرمایا عُمر کی ساری نیکیاں ابُوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۰)

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ محبوبِ کبریا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنے ہر ہر اُمّتی کی نیکیاں بھی جانتے ہیں اور ستاروں کی تعداد بھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نہ تو اپنی اُمّت کی نیکیاں جانتے ہیں اور نہ ستاروں کی تعداد تو یہ ساری بات ہی مہمل ہو کر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۴۳) سیّدنا صدّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو ملکِ شام میں خواب آیا

وُہ تاجدارِ مدینہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منوّرہ میں بتا دیا

سیّدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضرت

لہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَبُوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ تاجر تھے اور تجارت کی غرض سے مُلک شام کے سفر پر روانہ ہوئے وہاں انھوں نے ایک خواب دیکھا ، اور وہاں ایک بحیرا نامی راہب تھا آپ نے اس کے سامنے خواب بیان کیا، اس نے چند سوال کیے کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں مکہّ کا رہنے والا ہُوں ، اس راہب نے سوال کیا آپ کس قوم سے ہیں آپ نے فرمایا قبیلہَ قریش سے ہُوں ، پھر اس نے سوال کیا آپ کا کاروبار کیا ہے، آپ نے فرمایا میرا کام تجارت ہے، اس پر راہب نے کہا انشا اللہ آپکی قوم میں ایک نبی مبعوث ہوگا آپ اس نبی (علیہ السلام) کے وزیر اور بعد میں آپ ان کے خلیفہ ہونگے ۔ یہ سارا ماجرا صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے دل میں رکھا اور جب مکہّ مکرّمہ آئے اور سیّد العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مُبارکہ ہوئی تو صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ کے رسُول ہونے کی کیا دلیل ہے، یہ سُن کر فرمایا اے اَبُوبکر تیرے لیے صداقت کی دلیل مُلک شام والا خواب ہی کافی ہے، یہ سُنتے ہی صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جانِ دوعالم رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چمٹ گئے ، معانقہ کیا اور دونوں آنکھوں مبارکہ کے درمیان بوسہ دیکر کہا اَشھدُ اَن لآاِلٰہ اِلاّ اللہ واَشھدُ اَنکَ رَسُول اللہ ۔

نیز صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے اسلام ظاہر کرنے سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو بیحد خوشی ہوئی ——— (الرّیاض النظرہ ص۴۷ جلداوّل) (خصائص کبریٰ ص۲۹/۱)

باب ۵ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے

روئے تاباں چہرۂ انور کا اعجاز اور کمالات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِی فَضَّلَنَا وَاَکۡرَمَنَا اِذۡ جَعَلَنَا مِنۡ اُمَّۃِ حَبِیۡبِہٖ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰۤی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖۤ اَجۡمَعِیۡنَ۔ اَمَّا بَعۡدُ!

جس چہرۂ انور کی خدائے ذوالجلال قرآن مجید میں یوں شان بیان فرمائے:

قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡہِکَ فِی السَّمَآءِ[1]

اے محبوب جب آپ کا چہرہ آسمان کی طرف اُٹھتا ہے ہم اس کو دیکھتے ہیں۔

بھلا اس رُوئے تاباں، چہرۂ انور کی شان کون بیان کر سکتا ہے۔ اس چہرہ مُبارک کی عظمت و شان صحابہ کرام سے پُوچھیے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

---

[1] قرآن مجید سُورہ بقرہ

①

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چاندنی رات تھی (چودہویں کا چاند آسمان پر ضوفگن تھا، ادھر حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم سُرخ رنگ کا حُلّہ زیبِ تن کیے جلوہ نما تھے) میں نے دیکھنا شروع کر دیا کبھی آسمان کے چاندؔ کو دیکھتا کبھی حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوئے تاباں کو دیکھتا فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ -

(ترمذی ص۲۰۱، دارمی ص۳۲ باب فی حسن النبی صلی اللہ علیہ وسلم - مشکوٰۃ شریف ص۵۱۸)

دل نے یہ فیصلہ دیا کہ محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کا رُوئے زیبا چاندؔ سے زیادہ خوبصورت ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ الانور و رسولك الاکرم وعلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ -

②

سیّدنا عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ربیع بنت معوّذ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ آپ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صفت بیان کریں یہ سُن کر آپ نے فرمایا:

لَوْ رَاَیْتَهٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً -

(مجمع الزوائد ص۲۸۳ ج۸) (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۷) (دارمی شریف ص۳۳ ج۱)

یعنی اگر تُو سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے چہرۂ انور کو دیکھے تو تُو کہے گویا سُورج نکلا ہُوا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ وَسَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۳)

سیّدنا مولیٰ علی شیرِ خُدا بابِ مدینۂ علم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ صلی اللہ علیہ وسلم

(ترمذی شریف ص۲۰۵ ج۲) (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۷)

حبیبِ خُدا سیّد الخلق صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ میں نے کبھی دیکھا اور نہ میں کبھی دیکھوں گا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

گویا فرما رہے ہیں رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ حسین کوئی ہُوا نہ ہو گا، نہ کوئی ہو سکتا ہے۔

(۴)

سیّدنا حیدرِ کرّار بابِ مدینۂ علم کرّم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں صرف میں ہی نہیں بلکہ ہر وُہ شخص جو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرے اسے کہنا پڑتا ہے:

یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ

مِثْلَهٗ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

(ترمذی شریف ص۲۰۵) (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۷)

کہ حبیبِ ربِّ ذوالجلال صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جیسا نہ کبھی پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا جائے گا ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰی بدرالنّبوۃ وَالرِّسَالۃ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن ۔

(۵)

سیّدنا حسّان بن ثابت صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں : ؎

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

یا رسُول اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) آپ جیسا حسین میری آنکھ نے ہرگز ہرگز نہیں دیکھا اور آپ جیسا جمیل و خوبرو کسی عورت نے جنا ہی نہیں ۔ (دیوان حضرت حسّان بن ثابت رضی اللّٰہ عنہ ص۲۱)

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ اکرم الاوّلین وَالآخرین وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

(۶)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

مَا رَأَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ -

(شفا شریف ص ۳۹) (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸)

میں نے کوئی بھی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خوبصورت اور حسین نہیں دیکھی گویا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں سورج رواں دواں ہے ۔

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

(۷)

سیّدنا ابن عبّاس صحابی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

اِذَا تَكَلَّمَ رُاِیَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ -

(مجمع الزوائد ص ۲۸۲/۸)

(دارمی شریف ص ۳۳) - (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸) (المعجم الاوسط ص ۲۳۰/۱)

جب شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو گفتگو فرماتے دیکھا جاتا جیسے کہ نور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارکہ سے نکل رہا ہے ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی الَّذِی اتخذتہ حبیبًا فِی الدُّنیا وَالآخرۃ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن ۔

(۸)

سیّدنا کعب بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حبیب مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات پر خوش ہوتے اِسْتَنَارَ وَجْھُہٗ حَتّٰی کَاَنَّ وَجْھَہٗ قِطْعَۃُ قَمَرٍ وَکُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِکَ

(بُخاری شریف ص ۵۰۲ ۔ مشکوٰۃ ص ۵۱۸)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چمک اُٹھتا گویا کہ آپ کا چہرۂ انور چاند کا ٹکڑا ہے، اور ہم لوگ دیکھ کر پہچان جاتے تھے ۔

وصلّی اللہ علیٰ نُور کزو شد نُورہا پیدا
زمین از حُبِّ اُو ساکن فلک در عشقِ او شیدا

(۹)

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب مُسکراتے تو در و دیوار روشن ہوجاتے وَاِذَا ضَحِکَ یَتَلَأْلَأُ فِی الْجُدُرِ

(خصائص کبریٰ ص ۶۳ ۔ شفاء شریف ص ۳۹ ۔ نسیم الرّیاض ص ۳۳۸ ۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۶۹۱)

جب والیِ اُمّت صلی اللہ علیہ وسلم مُسکراتے تو در و دیوار روشن

ہو جاتے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِيْبِكَ الانور وَرَسُوْلِكَ الاطھر وَنَبِيِّكَ الاكمل وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ۔

(۱۰)

حبیبِ خدا سیّدِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لاتے تو سارا گھر منوّر و روشن ہو جاتا

اُمّ المومنین عائشہ صدّیقہ بنت الصّدیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں سحری کے وقت گھر میں کپڑا سی رہی تھی کہ اچانک سوئی گر گئی اور چراغ گُل ہو گیا اتنے میں رسولِ اکرم رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے فَتَبَيَّنَتِ الْاِبْرَةُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ۔

(القول البدیع ص۱۴۷ - حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۶۸۱)

(نزہۃ النّاظرین ص۳۱ - خصائص کبریٰ ص۶۲)

یعنی جب رسولِ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف لاتے تو سارا گھر سرکار کے چہرۂ انور کے نور سے روشن ہو گیا، اور سوئی مل گئی۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

۱۱

چہرۂ انور کے نُور سے سارا گھر نُور و نُور ہو گیا

حضرت سعید بن مطرف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے پر لازم کیا ہُوا تھا کہ اتنی مقدار میں درُود پاک پڑھ کر سویا کروں گا، اور روزانہ پڑھتا رہا ایک دن اس بالا خانہ میں جہاں میں درُود پاک پڑھا کرتا تھا وہاں میری بیوی آکر سو گئی درُود پاک پڑھتے پڑھتے میری آنکھ سو گئی اور قسمت جاگ اُٹھی کیا دیکھتا ہُوں کہ جس ذاتِ گرامی پر درُود پاک پڑھتا ہُوں وُہ میرے بالا خانہ میں جلوہ گر ہوتے ہیں دروازہ سے اندر تشریف لائے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے نُور سے سارا بالا خانہ جگمگا اُٹھا پھر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب تشریف لائے اور فرمایا اے میرے پیارے اُمّتی اے سعید جس مُنہ سے تُو مجھ پر درُود پاک پڑھتا ہے میں اس کو بوسہ دوں تو میں نے براہِ ادب اپنا رُخسار آگے کر دیا، رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رُخسار پر بوسہ دیا تو ایسی پیاری خوشبو مہکی کہ دُنیا کی تمام خوشبوئیں اس کے سامنے ہیچ ہیں اور اس خوشبو مبارک کی مہک سے میری سوئی ہوئی بیوی بیدار ہو گئی اور

ہم کیا دیکھتے ہیں کہ سارا گھر خوشبو سے مُعطّر ہے بلکہ آٹھ دن تک خوشبو کی لپٹیں نکلتی رہیں۔

(القول البدیع ص۱۳۵ ۔ جذب القلوب ص۲۶۵)

(۱۲)

خواب میں چہرۂ انور کی زیارت سے دوزخ حرام ہو جائے

جو مومن خواب میں والیِ اُمّت نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرّف ہو اس پر دوزخ حرام ہو جاتے چنانچہ ارشادِ گرامی جو کہ اکابر نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے:

لَنْ يَّدْخُلَ النَّارَ مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ ۔

(تعظیر الانام ص۲۷۵ جلد ۲)

یعنی جس مومن نے خواب میں مجھے دیکھا وُہ ہرگز دوزخ نہ جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ زَیْنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْاَخْیَارِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ

(۱۴)

چہرۂ انور کی زیارت کرنے والا مومن

ولیوں، قطبوں، غوثوں سے اُونچا مقام حاصل کرلے

صحابیت ایک ایسا درجہ ہے جو کہ ولایت، ابدالیت، قطبیت، غوثیت سے اُونچا اور ارفع ہے گویا نبوّت و رسالت کے بعد سب سے اُونچا مقام اور درجہ صحابیت کا ہے اور صحابیت صرف اور صرف رحمتِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چہرۂ انور کی ان کی حین حیات ظاہری میں ایمان کی نظروں سے زیارت کرنے سے عطا ہوتی ہے، لہٰذا جس کسی نے ایمان لانے کے بعد رحمۃ للعالمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رُوئے تاباں چہرۂ انور کی زیارت کرلی وُہ صحابی بن گیا اور اپنے بیگانے سب مانتے ہیں کہ صحابی کا درجہ سارے ولیوں، قطبوں، غوثوں سے اعلےٰ اور افضل ہے۔ مثلاً ایک شخص آیا خواہ وُہ بُت پرستی کرتا آیا اس نے ایمان قبول کیا اور اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چہرۂ انور کی زیارت کی اور وُہ نماز کا وقت آنے سے پہلے فوت ہوگیا اسے ایک نماز بھی پڑھنے کا موقع نہ مل سکا تو اس کا مرتبہ

و مقام سارے ولیوں، قطبوں، غوثوں سے اُونچا ہو گیا۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُولِہِ المختار سیّد الابرار وَعَلٰی اٰلِہٖ واَصْحَابِہٖ اولی الایدی وَالابصار۔

تنبیہ: بعض لوگ جو کہ سیّد العٰلمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ہر کمال اور ہر شان کا حیلہ بہانہ کر کے انکار کر دیتے ہیں اتنا وُہ بھی مانتے ہیں کہ ہر صحابی کا مرتبہ و مقام سارے ولیوں، قطبوں، غوثوں سے بالاتر ہے لیکن وُہ یوں ڈنڈی مار جاتے ہیں کہ یہ تو مسلّم کہ صحابی کا مقام و مرتبہ ہر ولی، ہر قُطب، ہر غوث سے اُونچا ہے مگر یہ اس وجہ سے ہے کہ صحابہ کرام دین کی بہت خدمت کرتے تھے اس لیے ان کو یہ مقام حاصل تھا مگر ان سے سوال یہ ہے کہ ایک شخص نے ایمان لانے کے بعد رحمۃ للعالمین صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے چہرۂ انور کی زیارت کی اور اسے دین کا کوئی کام کرنے کی مہلت نہ مل سکی نماز کا وقت آنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا تو تو بتائیں کہ وُہ صحابی ہوا یا نہیں اس کی صحابیت سے تو کوئی انکار نہیں کرسکتا تو کیوں نہیں مان لیتے کہ یہ سارا مرتبہ و مقام سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے چہرۂ انور کی زیارت سے عطا ہوا معلوم ہُوا کہ حبیبِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا مقام و مرتبہ اتنا اعلیٰ و افضل

واکمل ہے کہ صرف ان کے چہرۂ انور کی ایمان کی نظروں سے زیارت کرنے سے وُہ مقام حاصل ہو جاتا ہے جو صدیوں مجاہدے ریاضتیں فاقہ کشی اور اللہ اللہ کرنے سے نہیں مل سکتا اور جب انکی زیارت کا یہ کمال ہے تو اس حبیبِ خدا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کو کون جان سکتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۱۴)

اس چہرۂ انور کی عظمت اور حسن و جمال کا کمال کسی ولی سے پوچھو

چنانچہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مُکھ چند بدر شعشانی اے
متّھے چمکدی لاٹ نُورانی اے
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں

جاناں کہ جانِ جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں

جس شان توں شاناں سب بنیاں

ایہا صورت شالا پیش نظر

رہے وقت نزع تے روزِ حشر

وچ قبر تے پُل تھیں جد ہوسی گزر

سب کھوٹیاں تھیسن تد کھریاں

سُبحان اللہ مَا اَجْمَلَکَ

مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا

گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

عربی شعر کا مطلب : یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کتنے خوبصورت ہیں آپ کتنے حسین اور کتنے کامل تر ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

باب ۶ رحمتِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے

کان مُبارک کا اعجاز و کمالات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حمد الشاکرین وَافضل الصَّلٰوۃ
وَاَکمل السَّلَام عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَنَبِیِّہٖ وَرَسُوْلِہٖ
الَّذِی بعثہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن وجعلہٗ شفیعًا
للمذنبین الخطائین الھالکین وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ وذرّیّتہٖ وَاَزواجہ الطاھرات
المطہرات الطیّبات اُمّہات المؤمِنِیْن الٰی
یوم الدِّین - اَمّا بعد !

اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ہر ہر عضوِ مُبارک میں بے شمار معجزات رکھے ہیں، اور رحمتِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہر ہر عضو مقدّس و مُبارک کو بے مثال بنایا ہے جانِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھ مُبارک جیسی کسی کی آنکھ نہیں، تاجدارِ عرب و عجم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کان مُبارک جیسے کسی کے کان نہیں، اُمّت کے والی صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے ہاتھ مبارک جیسے کسی کے ہاتھ نہیں اور سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاؤں مبارکہ جیسے کسی کے پاؤں نہیں، حبیبِ ذوالجلال صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور جیسا کسی کا چہرہ نہیں۔

جیسا کہ پچھلے ابواب میں آپ پڑھ چکے ہیں اور رحمتِ کائنات[1] کے کان مبارک کے متعلّق خود ہی رحمتِ رحمٰن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے:

اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ

(مشکوٰۃ شریف ص۴۵۷ - زرقانی علی المواہب ص۸۹ جلد ۴)[2]

اے میری اُمّت میں وُہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وُہ کچھ سُنتا ہوں جو تم نہیں سُن سکتے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ الْاَخْیَارِ۔

دُرود پاک پڑھنے والے دُرود پاک پڑھتے ہیں کوئی پاکستان میں پڑھ رہا ہے، کوئی افغانستان میں تو کوئی ترکستان میں پڑھ رہا ہے، کوئی ہندوستان میں پڑھ رہا ہے تو کوئی چین میں پڑھ رہا ہے کوئی بُخارا شریف میں پڑھ رہا ہے تو کوئی سمرقند میں پڑھ رہا ہے

[1] صلی اللہ علیہ وسلم [2] دلائل النبوۃ ابو نعیم ص۴۴۲ ج۲ - المستدرک ص۵۱۰ ج۲ - ترمذی ص۵۷ ج۲

کوئی امریکہ میں تو کوئی افریقہ میں پڑھ رہا ہے، کوئی جاپان میں پڑھ رہا ہے تو کوئی عراق میں پڑھ رہا ہے، الحاصل پوری دُنیا میں جہاں جہاں بھی کوئی مُسلمان ہے وُہ درُود پاک پڑھ رہا ہے پھر یہ کہ ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں مُسلمان درُود پاک پڑھتے ہیں اور کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا کہ کوئی کہیں درُود پاک نہ پڑھ رہا ہو، دن ہو یا رات، صبح ہو یا شام، دوپہر ہو یا آدھی رات ہمہ وقت لاکھوں کی تعداد میں مُسلمان اپنے پروردگار اپنے ربِّ کریم جلّ جلالہٗ کے فرمانِ ذیشان یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ کے مطابق خُوب خُوب اور کثرت کے ساتھ درُود پاک پڑھتے ہیں تو ان کے ربِّ ذوالجلال نے اپنے رسُولِ محترم اپنے حبیب لبیب رحمتِ کائنات صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کے کان مُبارک میں یہ اعجاز و کمال رکھا ہے کہ وُہ ہمہ وقت سب کا درُود پاک سُنتے ہیں اور یہ بلا دلیل دعوٰی ہی نہیں بلکہ شاہی فرمان ہے فرمایا شاہِ کونین صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے:

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُهٗ حَیْثُ کَانَ -

(جلاء الافہام ص ۶۳)

یعنی کوئی بھی بندہ جب مجھ پر درُود پاک پڑھے مجھے اس کی آواز پہنچ جاتی ہے وُہ بندہ کہیں بھی ہو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ بُرْھَانًا مِّنْکَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

فائدہ: عَبد نکرہ ہے اور وُہ حیز نفی میں ہے جو کہ عموم کا فائدہ دیتا ہے جس کا مطلب یہ ہُوا کہ کوئی بھی بندہ وہ نیک ہو کہ بد، عالم فاضل پڑھا ہُوا کہ اَن پڑھ، چھوٹا ہو کہ بڑا، مرد ہو یا عورت وُہ جب بھی جہاں بھی درُود پاک پڑھے میں اس کا درُود پاک سُن لیتا ہُوں۔ ہاں محبّت والوں کے درُود پاک سُننے میں میری خصُوصی عنایت ہوتی ہے کہ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُھُمْ۔

(دلائل الخیرات)

کہ میں محبّت والوں کا درُود پاک سُنتا بھی ہُوں اور ساتھ ہی ان کو پہچانتا بھی ہُوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَار سیّدالابرار وعلیٰ آلہ الاخیار وصحبہ اولی الایدی والابصار۔

تنبیہ : اللہ کریم جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعجازی شان عطا کرنے کے ساتھ کہ آپ سب کا درود پاک سنتے ہیں آپ کو یہ اعزاز و اکرام بھی عطا فرمایا ہے کہ فرشتے مقرر کر دیے اور وہ ہر کسی کا درود پاک سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ سرکار رحمتِ کائنات[1] کسی کا درود پاک سن نہیں سکتے بلکہ (فرشتوں کا درود پہنچانا) یہ ایک اعزازی شان ہے۔ میرے مسلمان بھائی ذرا غور کر کہ جو حبیب[1] ذوالجلال لوح پر قلم چلنے کی آواز اس وقت سن لیتے جب کہ آپ شکم مادر میں تھے، جیسے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ عزیزی میں تحریر کیا ہے۔

(فتاویٰ عزیزی ص ۹۷/۲)

کیا وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا حبیب دنیا میں ظہور اور اعلانِ نبوت کے بعد اس چھوٹی سی روئے زمین پر درود پاک پڑھنے والوں کا درود پاک نہیں سن سکتا۔

وصلی اللہ علیٰ نورٍ کزو شد نورہا پیدا
زمین از حبِ اُو ساکن فلک در عشقِ اُو شیدا

اگر کسی انوکھی عقل والے کی عقل نہ مانے یہ اس کی قسمت ہے

---

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

لیکن یہ حدیث پاک نہ ماننے والوں کے امام نے تحریر کی ہے یعنی علاّمہ ابن قیمؒ نے جس کو یہ حضرات بہت بڑا پیشوا اور امام مانتے ہیں ہاں عقل سلیم والوں کی بھی سُنتے چلیں ۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالےٰ میری قبر انور پر ایک فرشتہ مقرر کریگا وُہ فرشتہ بیک وقت ساری خدائی کی آوازیں سُن لیتا ہے ۔ اس پر ولی کامل میاں شیر محمّد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ ایک فرشتے کو ساری مخلوق کی آوازیں بیک وقت سُننے کی طاقت دے سکتا ہے تو کیا وُہ خالقِ کائنات اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو طاقت نہیں دے سکتا کہ وُہ ساری مخلوق کی آوازیں سُن لیں ۔

ہاں ہاں میرے عزیز ایمان چاہیے ایمان ہو تو ہر بات سمجھ آ جاتی ہے ورنہ نہیں ۔

دعوتِ غور و فکر

ہمارا ایک دوست مکّہ مکرّمہ میں مقیم ہے ہمیں اس کے ساتھ کام تھا فقیر کا ایک عزیز ساکن گلبرگ فیصل آباد فقیر کے پاس آیا اس کے پاس موبائیل ٹیلی فون تھا اس نے فقیر کے کمرہ میں بیٹھ کر جبکہ کمرہ بند دروازہ بند روشندان بند تھے اور اس ٹیلی فون

کے ساتھ کوئی تار وغیرہ بھی نہ تھی جو کہ مکّہ مکرّمہ تک مسلسل جاتی ہو، اور بھی کوئی رابطہ کی چیز نہ تھی، فقیر نے اس کو اپنے عزیز کا فون نمبر دیا اس نے بٹن دبایا تو گفتگو شروع ہو گئی، فقیر نے اس عزیز کی آواز پہچانی اور اپنی ضرورت کی ہر بات پر گفتگو ہوئی، اسکی آواز بالکل صاف اور صحیح آرہی تھی یہ دیکھ کر فقیر حیرت زدہ ہو گیا اور نتیجہ یہ نکالا کہ ظاہری سائنس کا یہ کرشمہ ہے تو باطنی اور ربّانی و روحانی طاقت کا کیا کہنا، اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جو کہ سارے جہانوں کی رحمت ہیں اور تا قیامت رحمت ہیں ان کو عالمین کے ہر فرد کے ساتھ رابطہ رکھنا ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ شان رحمۃ للعالمینی کو کیسے چلائیں، لہٰذا ایمان والے صرف اس آیت مبارکہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کو مانتے ہوئے ایمان رکھتے ہیں کہ رحمتِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عالمین کے ہر فرد کے ساتھ سُننے سُنانے کا رابطہ رکھے ہوئے ہیں اور یہ سب اللّٰہ تعالیٰ کی عطا ہے اور پھر سونے پہ سُہاگہ یہ کہ خود اُمّت کے والی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صراحۃً فرمادیا لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُهٗ حَیْثُ کَانَ۔

جو بھی بندہ مجھ پر درود پڑھے وہ کہیں بھی ہو میں اس کی

آواز کو سن لیتا ہوں - لہٰذا اہلِ ایمان کے لیے اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے - ؎

دُور و نزدیک کے سُننے والے وُہ کان

کان لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

نیز ایک دن میرا ایک عزیز مجھے اپنی فیکٹری میں لے گیا، وہاں اس نے ایک مشین دکھائی اس عزیز نے خط لکھ کر اس مشین میں ڈال کر بٹن دبایا اور کہا کہ میں نے یہ خط جرمنی بھیجا ہے ابھی اس کا جواب آجائے گا، ابھی بات بھی پوری نہ ہوئی تھی کہ اس مشین میں سے ایک کاغذ نکلا اس عزیز نے بتایا کہ اس خط کا جواب ہے - یہ دیکھ کر فقیر کی حیرت کی حد نہ رہی یہ کیا اور کیسے ہوگیا' لیکن تھی حقیقت -

اے میرے بھائی تُو سائنسی کمالات دیکھتا جا اور اپنا ایمان درست کرتا جا -

نیز چند سال پہلے اخبار میں آیا تھا کہ امریکہ نے ایک ریڈار تیار کیا ہے وُہ بیک وقت غالباً ایک سو چالیس ملکوں کی خبر دیتا ہے، قابلِ غور بات ہے کہ سائنس کے ذریعہ ایسی ایسی حیرت انگیز ایجادات سامنے آرہی ہیں کہ انسانی عقل حیرت میں ڈوبی جارہی ہے

ہاں اگر یہ سُنی سُنائی باتیں ہوتیں تو ممکن ہے عقل انکار ہی کر دیتی مگر یہ کرشمے تو آنکھوں کے سامنے حقیقت بن کر آ رہے ہیں انکار کیسے کیا جائے۔ لہٰذا فقیر ان علماء کی خدمت میں اپیل کرتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے ربّ کریم کے عطا کردہ ہر کمال کا انکار کیے چلے جا رہے ہیں خدارا ضد ہٹ دھرمی اور تعصّب کو چھوڑ دیجیے۔ کیا آپ کی توحید یہی کہتی ہے کہ سائنس کے ذریعہ بند کمرے میں بیٹھ کر مکّہ مکرّمہ، برطانیہ، امریکہ، افریقہ چین، جاپان، آسٹریلیا بلکہ پُوری دُنیا کی باتیں تو سُن لیں مگر اللہ کا نبی چند سو میل کے فاصلہ سے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کسی کا درود و سلام نہ سُن سکے۔

وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِی العَظِیم۔

فقیر دعوٰی سے کہتا ہے کہ کسی مُسلمان کا نظریہ اور عقیدہ نہیں ہے کہ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی عطا کے بغیر سُنتے دیکھتے ہیں بلکہ اس محبُوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت اور ہر کمال اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی عطا سے ہے۔

دعوتِ معاہدہ

دُوسرے علماء نے ایک جھُوٹی اور غلط بنیاد بنائی ہوئی ہے کہ

اہلسنّت جماعت نبی کے لیے علم و اختیار، تصرّف وغیرہ ذاتی مانتے ہیں حاشا و کلّا یہ سراسر بہتان ہے بلکہ امام اہلسنّت مجدّدِ دین و ملّت شاہ احمد رضا خاں قدّس سرّہٗ نے فرمایا جو کوئی علم کے ایک قطرے کا کروڑواں حصہ بھی نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ذاتی مانے وُہ کافر ہے، مشرک ہے۔ اس سے بڑی اور کون سی گواہی ہوگی۔

لہٰذا آؤ ہم آپس میں معاہدہ کریں ہم سُنّی علماء کرام سے دستخط کروا دیتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر صفت عطائی یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا عطا کردہ مانتے ہیں اور آپ لوگ تحریری طور پر وعدہ کریں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے جتنی شانیں جتنی فضیلتیں، جتنی عظمتیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں ہم شرح صدر سے ان کو مانتے ہیں اور ان کا پرچار کریں گے، کسی شان و عظمت کو چھپائیں گے نہیں۔ ان فضائل کا تعیّن قرآن و حدیث سے ثابت ہوگا۔ یعنی جتنا علم، جتنا اختیار جتنا تصرّف قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہو ہم اس کو مانتے ہیں۔

ان احادیثِ مبارکہ میں سے چند تحریر کی جاتی ہیں:

حدیث ۱ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ ـ

(مشکوٰۃ شریف ص۵۰۶) (صحیح بخاری ص۴۵۳ جلد۱)

یعنی سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ جلوہ افروز ہوکر ہمیں شروع دُنیا سے لے کر جنّتیوں کے جنّت جانے تک اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک سب کچھ بتا دیا، سُننے والوں میں سے جس کسی کو کچھ یاد رہ گیا رہ گیا اور جو بھول گیا بھول گیا ـ

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ـ

حدیث ۲ : عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِیْ هٰؤُلَاءِ

وَاَنَّہٗ لَیَکُوْنُ مِنْہُ الشَّیْءُ قَدْ نَسِیْتُہٗ فَاَرَاہُ فَاَذْکُرُہٗ کَمَا یَذْکُرُ الرَّجُلُ وَجْہَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْہُ ثُمَّ اِذَا رَاٰہُ عَرَفَہٗ ۔

(صحیح مسلم صفحہ ۳۹۰ جلد ۲)

سیّدنا حذیفہ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن ایک جگہ پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے اور وہاں جو کچھ قیامت کے دن تک ہونے والا تھا سب کچھ ہی بیان فرما دیا جس کو جو کچھ یاد رہ گیا رہ گیا اور جو بھول گیا بھول گیا، اور میرے یہ ساتھی (صحابہ کرام) اس بات کو جانتے ہیں اور جب کوئی بات (شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی) ظاہر ہوتی ہے اور میں بھول چکا ہوتا ہوں تو جب دیکھتا ہوں فوراً یاد آجاتا ہے کہ یہ تو وہی چیز ہے جو ہمیں سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی تھی اور میں اس چیز کو یوں پہچان لیتا ہوں جیسے کوئی شخص کسی دُوسرے شخص کا چہرہ دیکھ کر پہچان لیتا ہے جو کہ غائب ہو گیا تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَی النَّبِیِّ الْحَبِیْبِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

حدیث ۳ : عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ حُذَیْفَۃَ

اَنَّهٗ قَالَ اَخْبَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَمَا مِنْهُ شَیْءٌ اِلَّا قَدْ سَاَلْتُهٗ اِلَّا اِنِّیْ لَمْ اَسْئَلْهُ مَا يُخْرِجُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ ۔

(صحیح مسلم صفحہ ۳۹۰ جلد ۲)

عبد اللہ بن یزید حضرت حذیفہ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب کچھ بتا دیا جو کہ قیامت کے دن تک ہونے والا ہے اور میں نے ہر چیز کے متعلق سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا مگر یہ سوال نہ کر سکا کہ مدینہ والوں کو مدینہ منوّرہ سے کیا چیز نکالے گی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ اطیب الطیّبین اطہر الطّاہرین وَعَلٰی اٰلِہٖ و اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

حدیث ۴ : اَنَا عِلْبَاءُ بْنُ اَحْمَرَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَةِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ

صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔

(صحیح مسلم صفحہ ۳۹۰ جلد ۲)

حضرت علبا بن احمر نے فرمایا کہ مجھ سے اَبُویزید صحابی رضی اللہ عنہ نے حدیث پاک بیان فرمائی ایک دن ہمیں شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی اور نماز کے بعد منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور بیان کرنا شروع کر دیا ظہر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا پھر آپ نماز ظہر کے لیے منبر سے نیچے تشریف لائے نماز ظہر پڑھا کر پھر منبر پر جلوہ گر ہو کر بیان کرنا شروع کیا نماز عصر تک بیان فرماتے رہے اور جب عصر کا وقت ہُوا تو منبر سے نیچے تشریف لائے، نماز عصر پڑھائی اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور نماز مغرب تک بیان فرماتے رہے۔ اس پُورے دن میں رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ بیان فرما دیا لہٰذا ہم میں سے زیادہ باتیں اس کو یاد رہیں جس کا حافظہ مضبوط اور تیز تھا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ زَيْنِ الْمُرْسَلِيْنَ الْاَخْيَارِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ۔

حدیث ۵ : فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (دارمی صفحہ ۲۵۴ ۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۰)

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتیوں میں محسوس کی اور مجھے ہر اس چیز کا علم حاصل ہوگیا جو چیز آسمانوں اور زمین کے درمیان تھی ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِنَا سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

اور اختیارات و تصرّفات کی احادیثِ مُبارکہ پچھلے بابوں میں زبان مُبارک کے اعجاز و کمالات کے ضمن میں گزر چکی ہیں ۔

فائدہ : ایسا معاہدہ کرنے سے جھگڑے ختم ہونگے فرقہ واریت دم توڑیگی اور عامۃ المسلمین دوزخ سے بچ جائیں گے اور اگر آپ لوگ ایسا نہ کریں تو بات واضح ہوجائیگی کہ کون فرقہ واریت کو ہوا دے رہا ہے اور کون ضدی اور فساد کرنے والا ہے ۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ

لہ تفسیر درِ منثور صفحہ ۲۴ جلد ۳ ۔

عام مُسلمان بھائیوں سے اپیل

میرے عزیز مُسلمان بھائیو اگر دُوسری طرف کے علما۔ اس طرف نہ آئیں اس معاہدہ کو نہ اپنائیں تو آپ لوگ قبر کو سامنے رکھ کر دیکھیں کہ آپ کس کے پیچھے جارہے ہیں اور آپ کدھر کو جارہے ہیں، آیا جنّت کو جارہے ہیں یا دوزخ کو۔ حیرانگی کی بات ہے کہ احادیثِ مُبارکہ صاف صاف بیان کررہی ہیں کہ رحمتِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قیامت تک کی ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے عطا فرما دیا ہے مگر یہ علماء ہیں کہ میں نہ مانوں والی ڈگر پر چل رہے ہیں اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ہم سب کو عقلِ سلیم اور نُورِ بصیرت عطا کرے کہ ہم اپنا بُرا بھلا سوچ سکیں۔

وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْحَبِیْبِ اللَّبِیْبِ سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

——— آپ کا خیر خواہ ———

فقیر ابُوسَعید غفرلہ ولوالدیہ ولاحبابہ

(۲)

سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کی بولیاں بھی سنتے اور جانتے ہیں

سیدنا یعلی بن مُرّہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے تین معجزے رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھے ایک یہ کہ ہم رسُول اللہ کے ساتھ جا رہے تھے اچانک ایک اُونٹ جس پر پانی لایا جاتا تھا وُہ گزرا اور جب اس نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے ایک آواز نکالی یہ آواز سُنکر رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور فرمایا اس کا مالک کہاں ہے مالک حاضر ہو گیا تو رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اُونٹ میرے ہاتھ فروخت کر دے یہ سُن کر اس مالک نے عرض کیا حُضور ہم بغیر قیمت کے آپ کو پیش کر دیتے ہیں لیکن یہ ایک ایسے گھرانے کا اُونٹ ہے جن کا کاروبار یہی اُونٹ ہے (اسی پر محنت مزدُوری کر کے پانی لاکر گزارہ کرتے ہیں) اس پر والیِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تُو نے کہا ہے درست ہے لیکن اس اُونٹ نے میرے دربار شکایت کی ہے کہ میرا مالک مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے اور چارہ کم دیتا ہے۔ لے جا اس کو اور آئندہ ایسا مت کرو پھر ہم آگے

لہ صلی اللہ علیہ وسلم

چلے اور ایک جگہ سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آرام فرمایا تو ہم نے کیا دیکھا کہ ایک درخت زمین کو چیرتا دوڑتا آرہا ہے وُہ حاضر ہُوا اور اس نے اپنی ٹہنیاں اور پتّے حبیبِ ذو الجلال صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جُھکا دیئے، تھوڑی دیر بعد وُہ درخت واپس ہُوا اور اپنی جگہ جاکر کھڑا ہوگیا اور جب آقائے دوجہاں صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بیدار ہوئے اور ہم نے درخت والا واقعہ بیان کیا تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا هِيَ شَجَرَةٌ اِسْتَاذَنَتْ رَبَّهَا فِيْ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - یعنی اس درخت نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی تھی کہ میں تیرے حبیب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنا چاہتا ہُوں اور اسکو اجازت مل گئی تھی اور یہ مجھے سلام کرنے آیا تھا، پھر ہم آگے چلے اور ایک پانی پر سے گزرے تو ایک عورت ایک دیوانے بچّے کو لے کر حاضر ہوئی اور ماجرا عرض کیا رحمتِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس بچّے کا نتھنا پکڑ کر فرمایا اے بلا نکل جا میں اللہ تعالیٰ کا رسُول ہُوں میرا نام محمّد ہے (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اور ہم آگے چلے گئے، اور جب واپس لوٹے تو وُہ عورت حاضر ہوئی اس سے رسُول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بچّے کے متعلّق پُوچھا تو عورت بولی قسم ہے مجھے اس ذات کی

جس نے آپ کو رسول برحق بنایا ہے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد اس کو کوئی کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔

(البدایہ والنہایہ ص۱۴۵-۱۴۶ ج۶ - مشکوٰۃ شریف ص۵۴۰)

(۳)

جانِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

بھنی ہوئی بکری کی بات بھی سُن لی

یہودیوں نے بکری میں زہر ملا کر بھون کر نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کر دی، سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس یہودیہ عورت کو بُلا کر پوچھا کہ تُو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے وہ بولی مَنْ اَخْبَرَكَ آپ کو کس نے بتایا ہے فرمایا اَخْبَرَتْنِیْ هٰذِهٖ فِیْ یَدِیْ لِلذِّرَاعِ۔ مجھے بکری کے اس بازو نے بتایا جو میرے ہاتھ میں ہے یہ سُن کر اس عورت نے اقرار کر لیا کہ ہاں میں نے اس میں زہر ملایا ہے۔

(ابوداؤد ص۲۶۴ ج۲) (مشکوٰۃ شریف ص۵۴۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔

(۴)

اُمّت کے والی صلّی اللہ علیہ وسلّم قبروں کے اندر

ـــــ جو کچھ ہوتا ہے سُن لیتے ہیں ـــــ

سیّدنا ابُو ایّوب صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے حالانکہ سُورج غروب ہوچکا تھا اچانک ایک آواز سُنی تو فرمایا یہ یہُودیوں کے عذاب کی ہے جو ان یہُودیوں کو انکی قبروں میں ہورہا ہے۔

(بُخاری شریف ص۱۸۴ ج۱) (مشکوٰۃ شریف ص۵۳۶)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۵)

سیّد العٰلمین صلّی اللہ علیہ وسلّم شجر وحجر کی باتیں بھی سُن لیتے

ـــــ بلکہ حُضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے دوسرے بھی سُن لیتے ـــــ

سیّدنا مولیٰ علی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا اور جب جنگل میں پہنچے تو جو پتھر یا درخت سامنے

آتا وہ پڑھتا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ۔ (مصابیح السنہ ص۱۱۷)

(سنن دارمی ص۲۰ ۔ جامع ترمذی ص۲۰۴ ایچ ایم سعید طابع ۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۴۰ ۔ المستدرک ص۶۲۰)

اور سیرتِ حلبیہ میں یوں ہے کہ ہر درخت اور پتھر یوں پڑھتا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ۔ (سیرتِ حلبیہ ص۳۶۱)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ۔

(۶)

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرشِ زمین پر جلوہ گر ہیں

اور ساتوں آسمانوں کی آوازیں سُن لیتے ہیں

سیّدنا حکیم بن حزام صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک دن ہم بیٹھے تھے کہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابہ کیا تم سُن رہے ہو جو میں سُن رہا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم تو کچھ نہیں سُن رہے فرمایا میں آسمان کی آوازیں سُن رہا ہوں، اَسْمَعُ اَطِیْطَ السَّمَآءِ

(مواہب لدنیہ و شرح للزرقانی ص۹۰)

نیز علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آسمان سے مراد صرف

ایک آسمان نہیں بلکہ ساتوں آسمانوں کی آوازیں سُنتا ہوں۔

دُوسری حدیث پاک میں ہے جو کہ سابقہ ابواب میں بھی مذکور ہوئی فرمایا رحمتِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ۔ اے میرے صحابہ میں وُہ کچھ دیکھتا ہُوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وُہ کچھ سُنتا ہُوں جو تم نہیں سُن سکتے۔

(مواہب لدنیہ مع شرح صہ ۸۹ جلد ۴)

اس پر بعض نے کہا کہ اس دیکھنے سے مُراد صرف علم ہے نہ کہ آنکھ سے دیکھنا، اس بات کا رد کرتے ہُوئے علّامہ عبدالباقی زرقانی رحمہ اللہ نے تنبیہ فرمائی کہ اس سے مُراد صرف علم نہیں بلکہ آنکھ مُبارک سے دیکھنا ہے فرمایا وَهٰذِهٖ كُلُّهَا مَحْمُوْلَةٌ عَلٰى رُؤْيَةِ الْعَيْنِ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ حَنْبَلٍ وَغَيْرِهٖ۔

(زرقانی علی المواہب صہ ۸۹ جلد ۴)

یعنی یہ دیکھنا آنکھ مُبارک سے دیکھنا ہے اور یہ قول امام احمد بن حنبل اور دیگر حضرات کا ہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی الْحَبِیْبِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

یوں ہی سُننے سے مُراد کان مُبارک سے سُننا ہے۔ چنانچہ

علاّمہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :

اِنِّیْ لَاَسْمَعُ اَطِیْطَ السَّمَآءِ فَالظَّاھِرُ حَمْلُہٗ عَلَی الْحَقِیْقَۃِ فَاِنَّہٗ اَمْرٌ مُمْکِنٌ وَلَایَتِمُّ الدَّلِیْلُ اِلَّا بِہٖ -

(زرقانی صفحہ ۸۹ جلد ۴)

یعنی یہ فرمان کہ میں آسمانوں کی چرچراہٹ سُنتا ہُوں، ظاہر یہی ہے کہ مُراد حقیقۃً (کان سے) سُننا ہے کیونکہ یہ (اللہ تعالےٰ کی قدرت سے ناممکن نہیں) بلکہ ممکن ہے (اللہ تعالیٰ جل جلالہ سُننے کی طاقت دے سکتا ہے) نیز فرمایا :

وَاَلْفَاظُہٗ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجِبُ بَقَائُھَا عَلٰی ظَاھِرِھَا اِلَّا لِمَانِعٍ وَلَامَانِعَ ھُنَا فَکَیْفَ اِذَا کَانَ الصَّرْفُ عَنِ الظَّاھِرِ یُفَوِّتُ الْمَقْصُوْدَ -

(زرقانی علی المواہب صفحہ ۸۹ جلد ۴)

فرمایا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مُبارکہ کو ظاہر پر رکھنا واجب ہے ہاں اگر کوئی مانع ہو تو پھر ظاہر سے پھیر لینا چاہیے مگر یہاں کونسا مانع ہے (کیا یہ اللہ کی قدرت سے بعید ہے) بلکہ اگر ان الفاظ مُبارکہ کو ظاہر پر نہ رکھا جائے تو

مقصود ہی فوت ہوجاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ المختار سَیِّدِ الابرار وَعَلٰی آلِہٖ واَصْحَابِہٖ اولی الایدی وَالابصار۔

اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ایسے علماء اور ائمہ کرام کو جزائے خیر عطا کرے کہ اُنہوں نے بند باندھ دیے ورنہ وُہ علماء جو ہر کمال کا حیلہ بہانہ سے انکار کرتے چلے جاتے ہیں ان کا داؤ چل جاتا اور ہمیں گمراہی میں ڈال دیتے۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء وجعل الجنّۃ ماوٰی ھم بجاہ حَبِیْبِہٖ الکریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۷)

اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کان مُبارک میں ایسی طاقت رکھی ہے کہ لاکھوں میلوں سے آواز سُن لیتے ہیں،

سیّدنا ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سیّد العٰلمین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک سرورِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم

نے ایک آہٹ سُنی سُن کر صحابہ کرام سے پُوچھا اتدرون ماھٰذا قَالَ قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔ اے میرے صحابہ تم جانتے ہو کہ یہ آہٹ کیسی ہے صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم نے عرض کیا اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ اور اس کا پیارا رسُول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہی بہتر جانتے ہیں اس پر فرمایا :

هٰذَا حَجَرٌ رُمِیَ بِہٖ فِی النَّارِ مُنْذُ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا فَهُوَ یَهْوِیْ فِی النَّارِ الْاٰنَ حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی قَعْرِهَا۔

(صحیح مُسلم ص ۳۸۱ جلد ۲)

یعنی یہ آہٹ پتھّر کی ہے جو کہ آج سے ستّر سال قبل دوزخ میں پھینکا گیا تھا اور اب وُہ جہنّم کے نیچے پہنچا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی الْحَبِیْبِ الْمُخْتَارِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ۔

ایمان والا غور کرے کہ ستّر سال پتھّر نیچے گرتا رہے تو کتنے لاکھ کتنے کروڑ میل فاصلہ طے کرے گا تو کیا مدینہ منوّرہ میں بیٹھے مشرق و مغرب والوں کے صلوٰۃ و سلام کو سُن لینا

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید، ہرگز ہرگز بعید نہیں، اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ایمان عطا کرے جو ہر قسم کے اعتراضات کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

(۸)

شاہِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ستون حنانہ کی بات سُن کر اس کو انعام عطا فرمایا

پچھلے بابوں میں مذکور ہوا کہ جب سیّدِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو ستون حنانہ نے بلند آواز سے رونا شروع کر دیا جسے سب مسجد والوں نے سُنا پھر سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے منبر پر سے اُتر کر اسے گلے لگایا تو اس کی بچوّں کی طرح ہچکی بندھ گئی اور جب وُہ خاموش ہُوا تو جان دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس ستون سے پُوچھا تُو کیا چاہتا ہے تُو یہیں ہرا بھرا ہو جائے یا تجھے جنّت پہنچا دیا جائے جہاں اللہ تعالیٰ کے ولی تیرا پھل کھائیں، اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسُول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) یہ کیا کہہ رہا ہے تو فرمایا یہ کہہ رہا ہے کہ مجھے جنّت بھیج دیا جائے۔ اس واقعہ سے معلوم ہُوا کہ رحمتِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ درختوں کی بولی بھی سُن لیتے ہیں۔

اللّٰھمّ صلّ وسلّم علیٰ حبیبكَ المختار سیّد الابرار وعلیٰ آلہٖ و اصحابہ اولی الایدی والابصار۔

باب ۷ — شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

ہاتھ مبارکہ کا اعجاز و کمالات

(۱)

آسیب زدہ کے جسم پر ہاتھ پھیرا وہ اسی وقت تندرست ہو گیا

سیّدنا وازع رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں اور اشج ایک قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے اس قافلہ میں ایک شخص آسیب زدہ تھا اور جب ہم دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے تو میں نے ماجرا عرض کیا کہ یہ ہمارا ساتھی ہے یہ دیوانہ ہے اسے دورے پڑتے ہیں یا رسول اللہ اس کے لیے دعاء کر دیجیے یہ سن کر نبی رحمت شفیقِ اُمّت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ میں نے حاضر کر دیا رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی چادر کو پشت سے اٹھایا اور اس کی پشت پر ہاتھ مار کر فرمایا اے اللہ (جل جلالہ) کے دشمن نکل جا تو اچانک دیکھا کہ وہ ہمارا ٹھیک طرح دیکھنے لگ گیا پھر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے سامنے بٹھا کر دعاء کی اور اس کے چہرے پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ ایسا ہو گیا

؎ صلی اللہ علیہ وسلم

کہ آنے والے وفد میں اس سے بہتر کوئی نظر نہیں آتا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۲۷)

(۲)

صحابی گھوڑے پر بیٹھ نہ سکتے تھے زبانِ مبارک سے فرمایا اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ تو وہ کبھی بھی سواری سے نہ گرے۔

سیّدنا جریر بجلی رضی اللہ عنہ کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جریر کیا تو مجھے خلصہ بت کے پجاریوں سے نہیں بچائیگا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں گھوڑے پر بیٹھ نہیں سکتا میں گر جاتا ہوں تو حبیبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر میرے سینے پر ہاتھ مارا اور دعا کی اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ وَاجْعَلْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا۔ تو پھر میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا اور میں ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر ذوالخلصہ پر حملہ آور ہوا اور اسے گرا کر جلا دیا۔ (دلائل النبوۃ ص۴۵۴/۲)(حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۲۷) (بخاری شریف ص۶۲۴/۲) [1]

(۳)

دستِ مبارک لگانے سے نکلی ہوئی آنکھ درست ہو گئی

سیّدنا قتادہ صحابی رضی اللہ عنہ جنگ میں تیر اندازی فرما رہے

[1] الخصائص الکبری ص۲۱/۲ - مسند امام احمد ص۳۶۲/۴

تھے اچانک دیکھا کہ پیچھے نبیِ رحمت والیِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جلوہ گر ہیں یہ دیکھ کر حضرت قتادہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے نظریہ بدل لیا اور کوشش کر رہے تھے کہ کوئی تیر پیچھے حبیب خُدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف نہ جانے پائے آخرکار ایک ناگہانی تیر آیا اور حضرت قتادہ کی آنکھ میں لگا آنکھ نکل گئی ڈیلا لٹک گیا، جب جنگ ختم ہوئی اور حضرت قتادہ کے ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آنکھ تو نکل چکی ہے اور یہ پٹّھے کے ساتھ لٹک رہی ہے اس سے تکلیف ہوتی ہوگی لہٰذا اسے قتادہ لاؤ اس پٹّھے کو تلوار سے کاٹ دیں تاکہ درد کم ہو یہ سُن کر حضرت قتادہ نے فرمایا کیوں میں کیوں کٹواؤں اور آنکھ کو پکڑے ہوئے دربارِ رسالت میں حاضر ہو گئے نبیِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اے قتادہ اگر تو صبر کرے تو تیرے لیے جنّت ہے اور اگر تو چاہے تو تیرے لیے دُعا کر دوں یہ سُن کر عرض کیا یا رسول اللہ اِنَّ الْجَنَّةَ لَجَزَاءٌ جَزِیْلٌ وَّعَطَاءٌ جَلِیْلٌ - یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) بیشک جنّت بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی عطا ہے مگر مجھے گھر میں بیوی سے محبّت ہے تو میں نہیں چاہتا کہ مجھے کانا کہیں لہٰذا آپ میری آنکھ مجھے واپس کر دیں اور جنّت کے لیے دُعا کر دیں یہ سُنکر شاہِ کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے ہاتھ مبارک سے آنکھ کا ڈیلا

اس کی جگہ میں رکھ کر دربارِ الٰہی میں عرض کی اَللّٰھُمَّ قِ قَتَادَۃَ کَمَا وَقَیٰ وَجْہَ نَبِیِّکَ بِوَجْہِہٖ - یا اللہ قتادہ کو حسن وجمال عطا کردے کیونکہ یہ اپنا چہرہ تیرے نبی کے چہرے پر قربان کرتا رہا۔ اور جب ہاتھ مبارک اٹھا تو وہ آنکھ کَانَتْ اَحْسَنَ عَیْنَیْہِ وَاَحَدَّھُمَا نَظَرًا ہ یعنی وہ آنکھ جس کو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک لگایا تھا وہ دونوں آنکھوں میں سے خوبصورت ہوگئی اور اس آنکھ کی نظر بھی تیز ہوگئی اور یہیں پر بس نہیں بلکہ وَکَانَتْ لَا تَرْمَدُ اِذَا رَمِدَتِ الْاُخْرٰی ۱ - یعنی دوسری آنکھ کبھی دکھتی کبھی سرخی کبھی کوئی عارضہ مگر جس آنکھ کو رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت والا ہاتھ مبارک لگا وہ کبھی دکھی تک نہ تھی - (دلائل النبوۃ ص ۴۸۳/۲) (مدارج النبوۃ ص ۱۹۸/۱) (الخصائص الکبریٰ ۲۰۵/۱ - سیرتِ حلبیہ ص ۴۴/۲ - حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۳) (مجمع الزوائد ص ۱۱۶/۹) ؎۱

یہ چند روایتوں کا خلاصہ ہے جو اوپر مذکور ہوا اور یہ ہمارے آقا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی برکتوں میں سے ایک ہے -

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ اکرم الاولین والاٰخرین وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین -

؎۱ زرقانی علی المواہب ص ۱۸۶/۱ -

(۴)

سَیّدنا عبداللہ بن عتیک کی ٹانگ ٹوٹی پر دستِ مبارک پھیرا تو اسی وقت ٹھیک ہو گئی

نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَبُو رافع یہُودی بہت زبان درازی کرتا ہے لہٰذا کون اسے سنبھالے گا یہ سُن کر حضرت عبداللہ بن عتیک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کام میں کرتا ہوں اَبُو رافع بڑا امیر کبیر تھا اس کا بڑا وسیع مکان تھا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اس کے گھر گئے اور جائزہ لے کر آگئے اور رات جب اندھیرا چھا گیا تو سیڑھیوں کے کواڑ کے پیچھے چھُپ کر کھڑے ہو گئے اور جب رات کو لوگ چلے گئے تو آپ اُوپر گئے اندازہ کر کے اَبُو رافع کے پیٹ پر خنجر رکھ کر دبایا اور اس کو ختم کر دیا اس کی چیخ سے گھر والے جاگ اُٹھے اور اِدھر اُدھر بھاگنے لگ گئے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ سیڑھیوں سے جلدی جلدی اُتر رہے تھے رات چاندنی تھی اندازہ نہ کر سکے کہ یہ آخری سیڑھی ہے نیچے آتے ہوئے وزن برقرار نہ رکھ سکے اور گر گئے پنڈلی ٹوٹ گئی اور ساتھیوں سے فرمایا میری پگڑی کے ساتھ اس کو باندھ دو اور پھر

دربارِ رسالت میں حاضر ہوگئے رپورٹ پیشِ خدمت کی اور جب پنڈلی کا معاملہ عرض کیا تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا اسے کھولو پھر نبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے رحمتوں برکتوں والا ہاتھ مُبارک صحابی کی پنڈلی پر پھیرا فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ یعنی دستِ مُبارک پھیرا تو یوں جیسے اس پنڈلی کو کچھ ہوا ہی نہیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۲۵ ، مشکوٰۃ شریف ص۵۳۱) (بخاری شریف ص۵۷۷ ج۲)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ الَّذِىْ بَعَثْتَه رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِه اَجْمَعِيْنَ۔

۵

چہرہ زخمی ہونے سے خُون سینہ تک بہ گیا

جانِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ مُبارک پھیرا تو سینہ منوّر ہوگیا

سیّدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنگِ حُنین میں میری پیشانی پر تیر لگا جس سے میرے چہرے اور سینے پر خُون بہ گیا یہ یہ دیکھ کر نبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے اپنے دستِ مُبارک سے میرا خون پُونچھ دیا اور دُعا فرمائی بعد میں وُہ جگہ جہاں جہاں حبیبِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا دستِ مُبارک پھرا تھا وُہ یوں سفید اور

روشن ہو گئی جیسے گھوڑے کے ماتھے پر سفیدی ہوتی ہے۔

(المواہب اللدنیہ ص ۲۸۲ ج ۲) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۲)

(۶)

چیچک زدہ چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اسی وقت بالکل صاف اور درست ہو گیا

سیدنا ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ کا چہرہ چیچک زدہ تھا اسے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور اس کے چہرہ پر دستِ مبارک پھیر دیا تو جب ہاتھ مبارک چہرے کے ساتھ مس ہوا اسی وقت چہرہ ٹھیک ہو گیا کہ کوئی نشان چیچک کا باقی نہ رہا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۸)

(۷)

دیوانے بچے کے سینہ پر ہاتھ پھیرا تو اس کے منہ سے سیاہ رنگ کا کتے کے بچے کی طرح کا جانور نکلا اور وہ تندرست ہو گیا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک عورت اپنا ایک بچہ لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ[1]

---

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

میرا بچہ دیوانہ ہے اسے صبح و شام دَورہ پڑتا ہے اور ہمارے لیے سخت پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے یہ سُن کر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کے سینے پر ہاتھ پھیرا اس بچے نے قے کردی اور اس کے پیٹ سے ایک سیاہ رنگ کا کُتے کے بچے جیسا جانور نکل کر بھاگ گیا اور وُہ بچہ بالکل تندرست ہوگیا۔ (مسند امام احمد ص ۲۶۸ ج ۱) (دارمی ص ۱۹ ج ۱) (شفا شریف ص ۲۱۴ ج ۱) ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۹) (مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۱ ج ۱) [1]

نوٹ: یہ واقعہ زبان مُبارک کا اعجاز کے باب میں بھی مذکور ہوا ہے۔

(۸)

دستِ مُبارک لگانے سے ٹہنی تلوار بن گئی،

سیّدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جنگِ بدر میں میری تلوار ٹوٹ گئی تو سیّد العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک لکڑی پکڑا دی، جب میں نے اپنے ہاتھ میں لکڑی پکڑی تو وُہ سفید رنگ کی لمبی تلوار بن گئی جس کے ساتھ میں لڑتا رہا حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے مشرکوں کو شکست دیدی اور وُہ تلوار حضرت عکاشہ کے ہاتھ میں موت تک رہی۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۱) (الخصائص الکبریٰ ص ۲۰۵ ج ۱) (البدایہ والنہایہ ص ۲۹۰ ج ۳)

---

[1] (زرقانی علی المواہب ص ۱۸۵ ج ۵ - مجمع الزوائد ص ۵ ج ۹)۔

۹

یومِ بدر حضرت سلمہ بن سلم بن حریش رضی اللہ عنہ کی تلوار بھی ٹوٹی تھی اور جب وُہ خالی ہاتھ ہوگئے تو باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ہاتھ مُبارک کی چھڑی عطا کردی تو وُہ بہترین تلوار بن گئی۔ [1]

۱۰

سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو کھجور کی ٹہنی عطا کردی تو وُہ تلوار بن گئی

سیّدنا عبداللہ بن جحش صحابی رضی اللہ عنہ یومِ اُحد دربارِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری تلوار چلی گئی ہے یہ سُن کر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ٹہنی عطا کی تو ان کے ہاتھ میں ٹہنی تلوار بن گئی۔

(خصائص کبریٰ ص۲۱۱ ج۱) (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۳۲)

نوٹ: یہی تلوار جو کہ کھجور کی ٹہنی سے تلوار بنی تھی یہ تلوار سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے خاندان میں بطور تبرّک رہی، بعد میں معتصم باللہ کے امرا میں سے بغا ترکی نے دوسو دینار دے کر خرید لی۔ (زرقانی علی المواہب از سیرت رسولِ عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) ص۵۰۴)

---

[1] (حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۳۲ - البدایہ والنہایہ ص۲۹۱ ج۳)۔

(۱۱)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کا مریل سا اُونٹ تھک کر پیچھے رہ گیا

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی برکت سے وُہ سب سے تیز رفتار ہوگیا

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں ایک جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا اور میرا اُونٹ کمزوری کی وجہ سے سب سے پیچھے رہ گیا اور اس نے مجھے بھی بے بس کردیا اچانک پیچھے سے جب نبیِ رحمت صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو دیکھ کر فرمایا اے جابر کیا ہوا میں نے ماجرا عرض کیا تو والیِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے ہاتھ مُبارک کی چھڑی سے اُونٹ تیز کیا اور فرمایا اس پر سوار ہو جائیں، جب سوار ہوا تو وُہ اُونٹ اتنا تیز رفتار ہوگیا کہ میں اسے بڑی مشکل سے روکتا کہ کہیں یہ میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے آگے نہ نکل جائے اور (میں بے ادب نہ ہو جاؤں) سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دیکھا تو فرمایا کَیْفَ تَرٰی بَعِیْرَکَ۔ یعنی تُو نے اپنے اُونٹ کو کیسا پایا عرض کیا حضور بہت تیز ہوگیا ہے اسے آپ کی برکت شامل ہے ہوگئی ہے۔

(بُخاری شریف ص۴۱۶) (حجۃ اللّٰہ علی العٰلمین ص۴۳۲)

۱۲

کمزور گھوڑا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے تیز کرنے سے

اِتنا تیز ہُوا کہ روکنے سے رُکتا نہیں تھا

سیدنا جعیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک جنگ میں میں سید العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میرا گھوڑا جو کہ نہایت ہی مریل اور کمزور تھا جس کی وجہ سے میں سب سے پیچھے رہ گیا اچانک پیچھے سے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنی چھڑی مُبارک سے اس گھوڑے کو تیز کیا تو وُہ ایسا تیز ہوا کہ میں لگام کھینچ کھینچ کر تھک گیا وُہ رُکتا ہی نہیں تھا حتیٰ کہ سب سے آگے گزر گیا۔

(خصائص کبریٰ ص ۶۴-۶۳ / ۲ - حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۳)

۱۳

صحابی کے سر پر ہاتھ پھیر کر دُعا فرمائی،

تو وُہ جس مریض کو ہاتھ لگاتے وہی تندرست ہو جاتا

سیدنا بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے باپ کے ساتھ دربارِ رسالت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

میرے سر پہ ہاتھ مبارک پھیرا اور دعا فرمائی تو میرا چہرہ روشن ہو گیا اور میری یہ حالت ہو گئی ہے کہ جس چیز کو ہاتھ لگا دوں وہی درست ہو جاتی ہے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۳۴)

(۱۴)

سیدنا خزیمہ صحابی کے چہرہ پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ روشن اور چمکدار ہو گیا

سیدنا محمد بن صالح راوی ہیں کہ محارب کا وفد دربار رسالت میں حاضر ہوا اس وفد میں حضرت خذیمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے سیدِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خذیمہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دستِ مبارک پھیرا تو وہ غُرّۃٌ بیضاءُ روشن اور چمکدار ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۳۵)

(۱۵)

تبرک پانی کا برتن میں عطا ہوا کہ اس کو کھاری کنویں میں ڈالدو تو وہ نہایت شیریں ہو گیا

سیدنا ہمام بن سعدی رضی اللہ عنہ یمن سے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے کنواں کھودا ہے اور اس

کا پانی کڑوا نکلا ہے، یہ سُن کر سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ایک برتن میں پانی کا تبرّک دیا اور فرمایا جا کر اس پانی کو کنوّیں میں ڈال دو، میں نے لے جا کر وُہ پانی اس کھاری کنوّیں میں ڈال دیا تو وُہ کنواں سارے یمن کے کنوؤں سے میٹھا ہوگیا۔

(حجّۃ اللہ علی العٰلمین ص۴۳۵)

(۱۶)

ہاتھ مُبارک سے چادر میں کچھ ڈال دیا، اس چادر کو سینہ سے لگانے سے نسیان ختم

سیّدنا ابُوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ راوی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسُول اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ) میں آپ سے احادیثِ مُبارکہ سُنتا ہوں لیکن بھُول جاتا ہوں، یہ سُن کر نبیِ رحمت شفیقِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا ابُوہریرہ اپنی چادر پھیلاؤ میں نے چادر پھیلا دی تو شاہِ کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے دستِ مُبارک سے اس چادر میں کچھ ڈال دیا اور فرمایا ابُوہریرہ اسے اُٹھاؤ اور سینے سے لگا لو، مَیں نے ایسے ہی کیا تو اس کے بعد مجُھے کوئی چیز نہیں بھُولی۔

(بُخاری شریف ص۲۲)۔ (حجّۃ اللہ علی العٰلمین ص۴۳۶)

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

(۱۷)

اکرم الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا تو بڑھاپے تک اس جگہ بال سفید نہ ہوئے

سیّدنا محمّد بن انس رضی اللہ عنہ کے والد ماجد بیان کرتے ہیں کہ جب سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ تشریف لائے میں اس وقت دو ہفتے کا تھا تو مجھے اٹھا کر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے گئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور میرے ورثا کو فرمایا میرے نام پر نام رکھ لو لیکن کنیت پر کنیت نہ رکھو اور جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا میں اس وقت دس سال کا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے والد ماجد نے کافی عُمر پائی یہانتک کہ سر کے بال سارے سفید ہو گئے مگر جہاں تک ان کے بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر دست مُبارک پھیرا تھا سر کے اتنے حصّہ میں کوئی بال سفید ہوا۔ نہ ہی داڑھی کا۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۲۳۶) (خصائص کبریٰ ص۸۳ ج۲)

۱۸

سَیّدنا عمرو بن ثعلب جہنی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے سیّدِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات کی اور اسلام قبول کیا تو حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر اور چہرے پر دستِ شفقت پھیرا اور جب حضرت عمرو بن ثعلب کا وصال ہوا ان کی عُمر شریف سَو سال تھی مگر سر اور داڑھی کے اس حصّے سے جہاں دستِ مُبارک چُھوا تھا ایک بال بھی سفید نہ ہوا تھا۔

(خصائصِ کبریٰ ص ۸۳/۲) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۷)

نوٹ: اس مقام پر علّامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قسم کے آٹھ واقعات نقل فرمائے ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن وَالصَّلٰوۃ وَالسَّلَام عَلٰی حَبِیْبِہٖ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

۱۹

جسم پر شاہِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دستِ مبارک مَس ہوا تو تا زندگی جسم سے خوشبو مہکتی تھی

سیّدنا عتبہ بن فرقد سلمی رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں وہ آپس میں

سوکن پن کی بنا پر اچھی سے اچھی خوشبو منگا کر لگاتیں لیکن جب ان کے خاوند حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لاتے تو سب خوشبوئیں مات ہو جاتیں اور حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی خوشبو ہی غالب رہتی حالانکہ آپ کبھی خوشبو نہ لگایا کرتے تھے بلکہ جب حضرت عتبہ باہر نکلتے تو لوگ آپس میں باتیں کرتے کہ ہم نے کبھی ایسی خوشبو نہیں دیکھی جیسی کہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کے جسم سے آتی ہے۔ ایک دن چاروں بیویاں جمع ہو کر استفسار کرتی ہیں کہ آپ سے ایسی خوشبو کہاں سے آتی ہے جس سے ہم سب بیگمات کی خوشبوئیں مات ہو جاتی ہیں حالانکہ آپ نے کبھی خوشبو لگائی نہیں تو حضرت عتبہ صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے شرا یعنی پت نکل آئی تھی جو کہ بہت تکلیف دیتی تھی میں دربارِ رسالت میں حاضر ہو گیا اور شکایت کی، میری شکایت سن کر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرتا اتار کر بیٹھ جائیں بیٹھ گیا تو نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں ہتھیلیوں پر پھونک لگا کر میرے جسم پر پھیر دیں اس وقت سے میرے جسم سے خوشبو مہکتی رہتی ہے (مجھے خوشبو لگانے کی کیا ضرورت ہے)۔ (خصائصِ کبریٰ ص۸۴ ج۱ - مواہب اللدنیہ ص۲۱۱ ج۲، ص۳۱۰ ج۲ - مدارج النبوۃ ص۲۴ ج۱)[1]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ اطیب الطیبین اطھر الطاھرین وعلٰی اٰلہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

[1] سیرتِ حلبیہ ص۴۰۳ ج۲

۲۰

شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے سر درد والے بچے کی پیشانی

پر چٹکی بھری تو وہاں بال نکل آئے

حضرت فراس رضی اللہ عنہ کو سر درد ہو گیا تو ان کا باپ لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہو گیا، والیِ اُمّت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان دستِ مبارک سے چٹکی بھری جس کی برکت سے حضرت فراس کی پیشانی پر بال نکل آئے اور سر درد ختم ہو گیا راوی ابُو طفیل فرماتے ہیں میں نے وُہ بال دیکھے ہیں جیسے سیہ کے بال ہوتے ہیں اور پھر جب حروراکے خارجیوں نے سیّدنا علی حیدر کرّار رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تو فراس نے بھی ان خارجیوں کا ساتھ دینا چاہا تو فراس کے باپ نے اسے گھر میں باندھ دیا اور اس کی پیشانی سے وُہ برکت والے بال گر گئے یہ بات فراس کو ناگوار گزری تو اسے کہا گیا یہ تیرے ارادے یعنی خارجیوں کا ساتھ دینے کے ارادے کی شامت ہوئی کہ وُہ یادگار بال مُبارک گر گئے ہیں۔

دُوسری روایت میں ہے کہ فراس کی پیشانی پر بال مُبارک

نکل آئے اور جب خارجیوں کا زمانہ آیا اس فراس نے ارادہ کیا کہ خارجیوں کا ساتھ دے اس ارادہ سے وُہ برکت والے بال مُبارک گر گئے دوستوں نے اسے سمجھایا کہ کیا تو دیکھتا نہیں وُہ برکت والی یادگار تیری پیشانی سے ختم ہو گئی ہے تو کیوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خارجیوں کا ساتھ دیتا ہے یہ سُن کر فراس نے سچّی توبہ کرلی لہٰذا اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فراس کو پھر وُہ بال مُبارک پیشانی پر عطا کر دیے

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۸)

تنبیہ : خارجی وُہ لوگ ہیں جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حمایت میں بہت سرگرم رہتے ہیں مگر مولیٰ علی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ اور انکی اولادِ پاک کے ساتھ بغض رکھتے ہیں اور اگر سیاسی طور پر آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں کچھ کہنا پڑے تو بجائے آل کے لفظ اہلبیت استعمال کرتے ہیں اور اہلبیت سے مُراد ازواجِ مطہّرات لیتے ہیں نہ کہ سیّدۃ النّساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی اولادِ پاک۔ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ ایمان والوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے اور خارجی لوگ ہر زمانہ میں رنگ بدل بدل کر سامنے آتے ہیں۔ ان کی بہت بڑی نشانی یہ ہے کہ وُہ کافروں اور بُتوں والی آیاتِ مُبارکہ پڑھ پڑھ کر نبیوں ولیوں کی شان میں نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ اسی لیے سیّدنا عبداللہ بن عُمر

صحابی رضی اللہ عنہما خارجیوں کو ساری خدائی سے برتر جانتے تھے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرٰيهُمْ (الْخَوَارِجَ) شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(بخاری شریف باب قتال الخوارج صفحہ ۱۰۲۴ جلد ۲)

یعنی سیدنا عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ عنہما خارجیوں کو ساری خدائی سے بدترین مخلوق جانتے تھے، (اور ان کی نمازوں، روزوں اور دینی کاموں کو وقعت نہیں دیتے تھے کیونکہ جب عقائد ہی درست نہیں تو اعمال کسی گنتی شمار میں نہیں ہوتے) اور فرمایا کرتے تھے کہ اس لیے یہ بدترین مخلوق ہیں کہ یہ لوگ ان آیاتِ مبارکہ کو جو کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ان کو ایمان والوں نبیوں ولیوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

اے میرے عزیز غور کر اور دیکھ کہ مندرجہ بالا ارشادِ گرامی کسی واعظ یا کسی فرقہ باز مُلّاں کا نہیں بلکہ ایک جلیل القدر اور مجتہد صحابی کا ہے پھر یہ کہ یہ قول مبارک کسی وعظ کی کتاب یا کسی غیر معتبر رسالے سے نہیں لیا گیا بلکہ یہ ارشاد مبارک حدیثِ پاک کی اس کتاب میں ہے جو کہ حدیثِ پاک کی طبقہ اولیٰ کی کتاب ہے اور جس کتاب مبارک کا

درجہ قرآنِ مجید کے بعد سب کتابوں سے اُونچا ہے یعنی بخاری شریف

نوٹ: اس ارشادِ گرامی سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ جو شخص قرآنِ پاک کی آیاتِ مُبارکہ پڑھ پڑھ کر کہے کہ نبی، ولی کچھ نہیں کر سکتے، نفع نقصان نہیں دے سکتے نبیوں، ولیوں کے اختیار میں کچھ نہیں ایسا شخص اگرچہ روزانہ دس نمازیں پڑھے سارا سال روزے رکھے، تسبیح پھیرے ایسا شخص اللّٰہ والوں کی جماعت سے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ وُہ پکّا خارجی اور بد مذہب ہے۔

دُوسرا فائدہ ہمیں یہ ملا کہ ایسا شخص خواہ کتنا بڑا عالم فاضل ہو جائے ان گنت کتابوں کا مصنّف بن جائے وُہ اللّٰہ والوں کی جماعت کے کسی ادنیٰ فرد کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ سیّدنا عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہما ایسے کو شِرارِ خَلْقِ اللّٰہِ یعنی ساری خُدائی سے بدتر جانتے ہیں نیز سیّدنا ابنِ عمر صحابی رضی اللّٰہ عنہ نے ہمیں سیدھا راستہ دکھایا ہے جس سے ہم اپنے بیگانے کی آسانی سے پہچان کر سکتے ہیں وُہ یہ کہ جو یہ کہے کہ نبی ولی کچھ نہیں کر سکتے ان کے اختیار میں کچھ نہیں وُہ بیگانہ ہے وُہ خارجی ہے ایسا شخص ہرگز سُنّی نہیں ہو سکتا۔

اے میرے عزیز اگر فراس کا وُہ انعام جو شاہِ کونین صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے دربارِ دُربار سے عنایت ہوا تھا وُہ اگر خارجیوں کا ساتھ دینے

کی وجہ سے چھن سکتا ہے تو خارجیوں کا ساتھ دینے سے ایمان بھی چھن سکتا ہے۔ حَسْبُنَا اللہ ونعم الوکیل وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ العلیّ العظیم ۔ ہوشیار، خبردار اپنی قبر کی فکر کر کہیں ایسا نہ ہو کہ تُو غلط نظریات والوں کے ساتھ چل نکلے اور قبر میں اس رحمت والے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پہچان سے محروم رہ جائے اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ہم سب کو اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کا محبّ اور نیاز مند بنائے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيْزٍ۔

(۲۱)

دیوانے بچّے کے ناک کو پکڑ کر فرمایا نکل جا میں اللہ تعالیٰ کا رسُول ہوں تو وُہ تندرست ہو گیا

سیّدنا یعلیٰ بن مرّہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ راوی ہیں کہ میں نے رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تین معجزے دیکھے ایک یہ کہ ہم جا رہے تھے ایک اُونٹ پر گزر ہوا جس پر لوگ پانی لایا کرتے تھے اور جب اس اُونٹ نے اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا تو اس نے آواز نکالی شاہِ کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس اُونٹ کی آواز سُن کر کھڑے

ہو گئے اور فرمایا اس کا مالک کہاں ہے وُہ حاضر ہو گیا تو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اُونٹ میرے ہاتھ فروخت کر دے، اس نے عرض کیا: یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم یہ اُونٹ آپ کو ہبہ کر دیتے ہیں، مگر یہ اُونٹ ایسے گھرانے کا ہے جن کا اس کے سوا کوئی کاروبار نہیں ہے فرمایا اَچھّا اگر یہ بات ہے تو اسے رکھو لیکن اس اُونٹ نے میرے دربار شکایت کی ہے کہ مُجھے چارہ کم دیتے ہیں اور کام زیادہ لیتے ہیں لہٰذا ایسا نہ کرو۔ زاں بعد ہم چلتے رہے ایک جگہ ہم اُترے اور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا اچانک ایک درخت زمین کو پھاڑتا ہوا بھاگتا ہوا آیا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پر جُھک گیا پھر واپس چلا گیا اور اپنی جگہ جا کر کھڑا ہو گیا، پھر جب جانِ دو عالم شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتے تو میں نے درخت والا واقعہ عرض کر دیا، سُن کر نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ درخت ہے جس نے اللّٰہ تعالیٰ جل جلالہ سے اجازت مانگی کہ یا اللّٰہ میں تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا چاہتا ہوں اسے اجازت مل گئی تو یہ سلام کرنے آیا تھا۔ زاں بعد ہم چلے تو ایک پانی پر گزر ہوا وہاں ایک عورت اپنا دیوانہ بچّہ اُٹھا کر لے آئی سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ناک کو پکڑ فرمایا اے جنون نکل جا

میں اللہ (جل جلالہٗ) کا رسول ہوں پھر ہم وہاں سے روانہ ہو گئے اور جب واپسی پر اس پانی کے پاس سے گزرے تو وہی عورت ملی سیّدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے بچے کے متعلق پوچھا اس نے کہا حضور کے تشریف لے جانے کے بعد اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۴۵-۱۴۶ ج ۶)

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۰)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

(۲۲)

اُمِّ معبد کی بکری کو ہاتھ مبارک لگایا تو اسے دودھ اُتر آیا اور برتن بھر گئے

حضرت اُمِّ معبد رضی اللہ عنہا کے بھائی نے بیان کیا کہ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق عامر بن فہیرہ اور عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہم تھے راستہ میں اُمِّ معبد کے خیمہ پر سے گزرے اور اُمِّ معبد سے پوچھا کیا تمہارے پاس گوشت یا کھجور کچھ ہے تاکہ ہم خرید لیں لیکن اُمِّ معبد کے ہاں کھانے کی کوئی

چیز نہ تھی اور وُہ زمانہ بھی قحط سالی اور تنگدستی کا تھا اچانک نبیِ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی نظر ایک بکری پر پڑی جو کہ خیمہ کے کونے میں بندھی ہوئی تھی فرمایا اے اُمِّ معبد یہ بکری کیسی ہے اس نے عرض کیا یہ بکری کمزور ہے چلنے سے معذور ہے جس کی وجہ سے میرا خاوند اسے ریوڑ کے ساتھ نہیں لے گیا، یہ سُن کر رحمتِ دوعالم شفیعِ اعظم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کیا یہ دُودھ دیتی ہے اُمِّ معبد نے عرض کیا یہ ابھی دُودھ کے لائق نہیں ہوئی فرمایا اے اُمِّ معبد کیا تو اجازت دیتی ہے کہ ہم اس بکری کو دوہ لیں اُمِّ معبد بولی میرے ماں باپ قُربان اگر آپ دیکھتے ہیں تو دوہ لیں سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعاء کی اور رحمت والے ہاتھ مُبارک بسم اللہ پڑھ کر بکری کے پستانوں کو لگائے تو اس کو دُودھ اُتر آیا اس نے اپنے پاؤں پھیلا دیئے اور جگالی کرنا شروع کر دی یہ دیکھ کر شاہِ انبیاء صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا بڑا سا برتن لاؤ تو اتنا بڑا برتن پیش کیا گیا جو کہ پُورے قبیلے کو کفایت کرے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس میں دُودھ دوہا حتّٰی کہ جھاگ کناروں تک چڑھ گئی وُہ دُودھ حبیبِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اُمِّ معبد کو پلایا اور سب حاضرین کو پلایا سب نے سیر ہو کر پیا زاں بعد خود اُمّت کے والی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے نوش فرمایا پھر

دوبارہ اس برتن میں دُودھ دوہا کہ وُہ برتن پھر بھر گیا اور وُہ دُودھ اُمِّ معبد کے ہاں چھوڑا، اس اُمِّ معبد نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مُبارک پر بیعت کی پھر حُضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے

(دلائل النبوۃ ابو نعیم صفحہ ۳۳۸/۲) (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۴) (مدارج النبوۃ صفحہ ۶۱/۲) [۵]

نوٹ: حضرت ملّا جامی رضی اللہ عنہ نے شواہد النبوت میں تحریر فرمایا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مُبارک کی ایسی برکت ہوئی کہ وُہ بکری خلافتِ فاروقی تک مسلسل دُودھ دیتی رہی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْحَبِیْبِ الْحَسِیْبِ اللَّبِیْبِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۲۳)

سینہ پر ہاتھ پھیرا تو بعد میں کوئی چیز نہ بھولتی

سیّدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے شکایت کی یا رسول اللہ[۱] مجھے قرآنِ مجید بھول جاتا ہے یہ سُن کر رحمتہ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مُبارک میرے سینے پر رکھ کر فرمایا اے شیطان عثمان کے سینے سے نکل جا زاں بعد مجھے کوئی چیز بھی نہ بھولی۔

(دلائل النبوۃ ابو نعیم صفحہ ۴۶۶/۲) (حجۃ اللہ علی العٰلمین صفحہ ۴۳۶) (مجمع الزوائد صفحہ ۴/۹) [۲]

---

[۱] صلی اللہ علیہ وسلم [۵] مستدرک صفحہ ۹/۳ [۲] خصائص کبریٰ صفحہ ۱۵/۲۔

(۲۴)

زنا کے خواہشمند نوجوان کے سر پر ہاتھ رکھ کر دُعا فرمائی

تو وہ عورت کو بھول ہی گیا

سیّدنا ابُو امامہ صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک نوجوان دربارِ رسالت میں حاضر ہوا جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حاضر تھے اس نوجوان نے عرض کیا یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے زنا کرنے کی اجازت دی جائے یہ سُنتے ہی صحابہ کرام بھڑک اُٹھے اور زجر فرماتے ہوئے فرمایا ٹھہر جا نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان سے فرمایا میرے قریب آ وُہ حاضر ہوا تو فرمایا بیٹھ جا جب وُہ بیٹھ گیا تو شاہِ کونین[1] نے فرمایا اے عزیز کیا تو پسند کریگا کہ تیری ماں کے ساتھ کوئی ایسا کرے اس نے عرض کیا یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں قربان جاؤں اللہ کی قسم میں پسند نہیں کرتا بلکہ کوئی بھی ایسا پسند نہیں کرتا پھر فرمایا کیا تو بیٹی کے ساتھ یہ کام پسند کرے گا عرض کیا میں قربان اللہ (جل جلالہ) کی قسم نہیں، نہ اور کوئی پسند کرتا ہے، پھر فرمایا کیا تُو اپنی بہن کے ساتھ ایسا پسند کرے گا اس نے عرض کیا میں قربان یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ نہیں اور نہ کوئی انسان ایسا پسند کرتا ہے پھر فرمایا کیا تُو اپنی پھوپھی کے ساتھ ایسا بُرا فعل پسند کرے گا اس نے کہا میں قربان اللہ کی

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

قسم نہیں، نہ کوئی دُوسرا ایسا پسند کرتا ہے پھر فرمایا کیا تو اپنی خالہ کے ساتھ ایسا پسند کرے گا اس نے کہا میں قربان یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) واللہ نہیں اور کوئی بھی انسان ایسا پسند نہیں کرتا، راوی فرماتے ہیں کہ حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا دستِ مُبارک رکھ کر زبان حق ترجمان سے یہ دُعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ وَاَحْصِنْ فَرْجَہٗ - یا اللہ جل جلالہٗ اس نوجوان کے گناہ معاف کر دے، یا اللہ جل جلالہٗ اسکے دل کو پاک کر دے اور اسکی شرمگاہ کی حفاظت فرما بس اتنا عرض کرنا تھا کہ اس (کے سامنے دیوار اور عورت برابر تھیں) وُہ بُرا کام درکنار وُہ کسی عورت کی طرف دیکھتا بھی نہیں تھا۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۱۶۷/۲)

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

نوٹ: اس معجزہ مُبارکہ میں زبانِ پاک کا بھی اعجاز ہے اور دستِ مُبارک کا بھی۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

(۲۵)

دیوانے اُونٹ کو پکڑا تو وُہ بالکل ٹھیک ہو گیا

سیدنا غیلان بن سلمہ صحابی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ہم حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ ایک منزل میں اُترے تو ایک شخص حاضر ہو کر عرض کرتا ہے یارسُول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) یہ میرا باغ ہے اسی میں میری رہائش بھی ہے اسی میں میرے بال بچّے رہتے ہیں اور اس میں میرے دو اُونٹ ہیں جو کہ مست ہو گئے ہیں، دیوانے ہو گئے ہیں وُہ قریب نہیں آنے دیتے بلکہ کوئی بھی ان کے قریب نہیں جا سکتا یہ سُن کر نبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اُٹھے اور باغ کے دروازے پر پہنچ کر فرمایا دروازہ کھول دو مالک نے عرض کی یا رسُول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) بہت خطرہ ہے فرمایا ڈر نہیں دروازہ کھول دے اور جب دروازہ کھلا دروازہ کی آہٹ سے وُہ دونوں مریلے اُونٹ دروازہ کی طرف دوڑے اور جب ان کی نظر شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر پڑی تو دونوں حاضر ہو کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور نبیِ اکرم جانِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو سجدہ کیا زاں بعد نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دونوں کے سر پکڑ کر مالک کو پکڑا دیے اور فرمایا جا ان سے کام لے اور ان کو چارہ کھلا یہ دیکھ کر صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسُول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) آپ کو تو جانور بھی سجدہ کرتے ہیں لہٰذا ہمیں بھی سجدہ کی اجازت دیں کیونکہ ہم حیوانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں، یہ سُنکر نبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نے فرمایا انسان کے لیے سجدہ اس ذات کو جائز ہے جو حیّ و قیّوم ہے جس کو موت نہیں۔ (دلائل النبوۃ ابونعیم ص۳۸۳) (حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۴۶)

۲۶

دستِ مبارک ﷺ سے عصا جسم پر پھیر دیا برص کی بیماری ختم

سیّدنا معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کی بیوی کو برص (پھُل بہری) کی بیماری تھی وُہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئی تو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اپنا عصا (لاٹھی) مبارک اس کے جسم پر پھیر دیا تو وُہ اسی وقت تندرست ہو گئی۔

(سیرت رسولِ عربی (صلی اللہ علیہ وسلم)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ الَّذِی اَرسلتہ رحمۃ للعٰلمین وعلٰی اٰلہٖ واَصحابہ اَجمعین۔

۲۷

دسترخوان ﷺ سے ہاتھ صاف کیے تو پھر اس کو کبھی آگ نہ لگی

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے ہاں کچھ مہمان آئے آپ نے خادمہ سے فرمایا دسترخوان لاؤ وُہ لے کر حاضر ہوئی تو سیّدنا انس رضی اللہ عنہ

نے ملاحظہ فرمایا کہ دستر خوان میلا ہو چکا ہے آپ نے خادمہ سے فرمایا اسے لے جا کر تنور میں ڈال دو اس نے لے جا کر جلتے تنور میں ڈال دیا مہمان حیران ہو گئے کہ دستر خوان کو جلاتے کیوں ہیں اور انتظار کرنے لگے کہ دھواں اٹھتا ہے اور یہ دستر خوان جل کر خاکستر ہو جائے گا مگر ان کی حیرانی پر حیرانی یہ کہ خادمہ نے تنور میں کنڈی ڈال کر دستر خوان کو نکالا تو وہ بالکل صاف تھا اور اس کی ایک تار بھی نہ جلی مہمان حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ یہ کیا تماشا ہے (کیونکہ کپڑے کا کام ہے آگ میں جل جانا اور آگ کا کام ہے کپڑے کو جلا دینا مگر یہ عجیب کرشمہ ہے) مہمانوں کے استفسار پر سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہ دستر خوان ہے جس کے ساتھ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک صاف کیے تھے اور یہ دستِ مبارک کی برکت ہے کہ اسے آگ نہیں جلا سکتی، اور جب بھی یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسے تنور میں ڈال دیتے ہیں میل جل جاتا ہے مگر کپڑے کو کوئی گزند نہیں پہنچتا۔ (خصائص کبریٰ ص۸۴ ج۲) (تفسیر روح البیان، مثنوی شریف)

(سیرت رسولِ عربی (صلی اللہ علیہ وسلم)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی نَبِیِّ الْاَنْبِیَاءِ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۲۸

پیالہ میں ہاتھ مُبارک رکھا تو پندرہ سو نے پانی پیا

اُونٹوں گھوڑوں نے پیا پانی ختم نہ ہُوا۔

سیّدنا جابر صحابی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے مقام پر لشکر کو پیاس لگی اور رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک برتن تھا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کیا تو لشکری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجّہ ہو کر عرض گزار ہوئے یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور پانی نہیں جس سے ہم لوگ وضو کریں اور پئیں بس یہی پانی ہے جو حضور کے برتن میں ہے یہ سُن کر رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مُبارک اس برتن میں رکھ دیا تو پانی نے جوش مارنا شروع کر دیا اور انگشتان مُبارکہ کے درمیان سے یوں پانی نکلا جیسے چشمے بہ نکلے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم سب نے پانی پیا وضو کیے یہ بیان سُن کر کسی نے حضرت جابر[1] سے استفسار کیا کہ آپ کتنے تھے تو فرمایا اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو پانی ختم نہ ہوتا مگر تھے ہم پندرہ سو۔

(بُخاری شریف ص۵۹۸ ج۲ - مشکوٰۃ شریف ص۵۳۲)

[1] رضی اللہ عنہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ و بارِک عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ المختار وعلٰی اٰلِہ الاخیار اصحابہ اولی الایدی والابصار۔

نوٹ: کچھ لوگ ہم پر طعن کرتے ہیں کہ سُنّی حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مبالغہ کرتے ہیں وُہ لوگ آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ یہ اعتراض تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی جاتا ہے، کیونکہ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پُوچھا گیا کہ تم کتنے تھے تو پہلے مبالغہ والی بات فرمائی کہ اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو پانی ختم نہ ہوتا مگر تھے ہم صرف پندرہ سو۔

اصل میں یہاں وُہ قانون چلتا ہے اَلنِّفَاقُ یُوْرِثُ الْاِعْتِرَاضَ یعنی دل میں نفاق ہو تو اعتراض پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں اللہ تعالیٰ[1] ایمان عطا کرے تو سارے اعتراضات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں نیز قانون ہے اَلْاِیْمَانُ یَقْطَعُ الْاِنْکَارَ وَالْاِعْتِرَاضَ ظَاھِرًا وَبَاطِنًا۔ یعنی ایمان اعتراض و انکار کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارزقنا حُبَّکَ وَحُبَّ حبیبک الکریم علیہ وَعلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ افضل الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم۔

---

[1] جلّ جلالہٗ

(۲۹)

کنوئیں سے پانی ختم ہو گیا تو رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کر کے کُلی کنوئیں میں ڈال دی وہاں کوچ کرنے تک اس کنوئیں سے پانی ختم نہ ہُوا

سیدنا براء ابن عازب صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو لشکری تھے حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ کیا اور فرمایا کہ حدیبیہ کنوئیں کا نام ہے اور ہم نے کنوئیں سے پانی نکالا تو کنوئیں سے پانی ختم ہو گیا حتّٰی کہ ایک قطرہ باقی نہ رہا، پھر جب نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں پر تشریف لا کر کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے پھر پانی کا برتن منگایا اور وضو کر کے کُلی کنوئیں میں ڈال دی اور فرمایا ایک ساعت ٹھہر جاؤ زاں بعد سارے لشکر نے پانی پیا اُونٹوں گھوڑوں کو پلایا اور واپسی تک پانی پیتے پلاتے رہے پانی ختم نہ ہُوا۔

(صحیح بُخاری ج۲ ص۵۹۸ مشکوٰۃ شریف ص۵۳۲)

مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

۳۰

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے مشکیزے کے مُنہ پر ہاتھ مُبارک رکھا تو چالیس آدمیوں نے پانی پیا مگر مشکیزے سے قطرہ بھی کم نہ ہُوا

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں سیّد العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے راستہ میں ساتھیوں نے پیاس کی شکایت کی تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے پھر مولیٰ علی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ اور ایک دُوسرے صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم جاؤ اور فلاں جگہ تمہیں ایک عورت ملیگی اس نے اُونٹ پر دو پانی کے مشکیزے رکھے ہوئے ہیں اس عورت کو لے آؤ دونوں حضرات وہاں پہنچے تو وُہ عورت اُونٹ پر پانی رکھے جارہی تھی ، دونوں حضرات نے اس عورت کو فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں چل اس نے کہا کون رسُول اللہ کیا وُہ جو باپ دادے کے دین سے نکل گیا ہے فرمایا ہاں جس کو ایسا کہہ رہی ہے وُہ اللہ تعالےٰ جل جلالہ کے سچّے رسُول ہیں ، الحاصل اس عورت کو لے کر دربارِ رسالت میں پہنچ گئے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وُہ دونوں مشکیزے اُتار لیے گئے اور ایک برتن میں حُضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی ڈال

دیا اور اس پر رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کچھ پڑھا اور پھر پانی مشکیزوں میں ڈال دیا گیا پھر فرمایا ان مشکیزوں کے مُنہ کھول دو اور فرمایا سب لوگ پانی لے لیں سب نے برتن بھر لیے پانی پیا وُہ عورت کھڑی دیکھ رہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور مشکیزوں سے پانی کم نہیں ہو رہا بلکہ پہلے سے مشکیزے زیادہ پُر نظر آرہے ہیں، زاں بعد حکم فرمایا کہ اس عورت کے لیے کچھ کھانے کی چیزیں اکٹھی کرو اور کپڑا بچھا کر اس میں کھانا وغیرہ جمع کیا گیا حتّٰی کہ وُہ کپڑا بھر گیا، اور وُہ سارا کچھ اس عورت کو دیکر فرمایا بی بی ہم نے تیرے پانی سے کچھ نہیں لیا بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے پانی پلایا ہے وُہ عورت جب اپنے اہل خانہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے پُوچھا تُو دیر کر کے کیوں آئی ہے اس نے سارا ماجرا سُنا دیا اور کہا میں جس کے پاس سے آئی ہوں یا تو وُہ بہت بڑا جادوگر ہے یا وُہ اللہ تعالےٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کا سچّا رسُول ہے یہ سُن کر وُہ لوگ سارے کے سارے حاضر ہو کر اسلام قبُول کر کے صحابی بن گئے۔ (بُخاری شریف ص ۴۹/۱)

(خصائصِ کبرٰی جلد دوم ص ۴۳ ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۳)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ الَّذِیْ بَعَثْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

(۳۱)

دستِ مُبارک سے پانی ڈالتے جاتے اور لشکر

پانی پیتا جا رہا تھا

سیّدنا اَبُو قتادہ صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ راوی ہیں کہ ہم رسُولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ سفر میں تھے رات بھر چلتے رہے پھر آرام فرمایا زاں بعد بیدار ہوئے تو میرے پاس جو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وضو کیلئے برتن تھا وُہ منگایا وضو کرنے کے بعد فرمایا اے اَبُو قتادہ اس کو سنبھال رکھ ایک وقت آنے والا ہے کہ اس کی ضرورت پڑے گی اور سفر شروع کر دیا حتّٰی کہ دوپہر ہوگئی، ہمسفر حضرات بولے کہ ہم پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں یہ سُن کر فرمایا کوئی ہلاکت نہیں پھر فرمایا میرا پیالہ لاؤ اور وضو کا برتن منگا کر رحمت والے نبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے اس برتن سے پیالے میں ڈالنا شروع کر دیا سرکار صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ڈالتے جاتے اور حضرت اَبُو قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ پلاتے جاتے اور اپنے اپنے برتن پانی سے بھرنے لگے شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جلدی نہ کرو اچھے طریقے سے پانی بھرو انشاء اللّٰہ سب سیر ہو جائینگے تو سب نے پانی پیا اور برتن بھر لیے حتّٰی کہ ایک بھی ایسا نہ رہا جس

کو پانی نہ ملا ہو۔ [1] (خصائص کبریٰ ص ۲۴، ج ۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْمُخْتَارِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۴۲)

حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریت کی مٹھی بھر کر کافروں کی طرف پھینکی وہ سب کی آنکھوں میں بھر گئی اور وہ شکست کھا گئے

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حنین کی جنگ میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور جنگ شروع ہوئی (تو چونکہ کافر بڑے جنگجو تھے) اسلئے مسلمانوں نے پیٹھ پھیر کر بھاگنا شروع کر دیا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اپنے خچر کو کافروں کی طرف دوڑانا شروع کر دیا، اور میں لگام سے پکڑ کر خچر کو روک رہا تھا کہ کہیں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ خچر کی رکاب تھامے ہوئے تھے تو اشجع الاشجعین اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا اصحاب سمرہ کو آواز دو میں نے آواز دی تو چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت ہی بلند آواز والے تھے لہٰذا وہ حضرات آواز سنتے ہی

[1] علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تکثیر ماء کے کئی واقعات تحریر فرمائے ہیں۔

یَا لبّیک یَا لبّیک کہتے ہوئے فوراً پلٹ آئے پھر انصار کو بلایا اور بنو حارث کو بُلایا اور خُوب میدانِ جنگ گرم ہوا اور سیّد العٰلمین اپنے خچّر پر گردن مُبارک اُونچی کرکے ملاحظہ فرما رہے تھے دیکھ کر فرمایا اب تنور بھڑکا ہے اور رسُول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مُٹّھی میں ریت اور کنکریاں لے کر کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا محمّد کے رَب کی قسم کافر شکست کھا گئے بس اس ریت پھینکنے کی وجہ سے ان کی تیزی کند ہوگئی اور وُہ بھاگ کھڑے ہوتے۔

(صحیح مُسلم ص ۹۹-۱۰۰ ج ۲) - (مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۳)

اسی ریت کے پھینکنے کو ان کے رَبّ کریم نے جس نے انہیں محبوب بنایا ہے کتنے پیارے انداز میں قرآنِ مجید میں بیان فرمایا ہے:

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۔

اے محبُوب جب تُو نے کنکریاں پھینکی تھیں تُو نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ تیرے رَب تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔

سُبحان اللّٰہ سُبحان اللّٰہ کیا پیارا انداز ہے۔ اس نفی اثبات کی گردان کی چاشنی وہی جان سکتا ہے جس کے دل میں ایمان ہے عشقِ مصطفٰے ہے صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ۔ ہ

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے ۔۔۔ دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

ہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ الْمُکَرَّمِ وَرَسُوْلِكَ الْمُعَظَّمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ -

(۳۴)

نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے سے کھانے پر

ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا تو وُہ کھانا ختم نہ ہُوا

سیّدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب سیّد العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے امّ المؤمنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو میری والدہ اُمِّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھجُور اور گھی، پنیر سے حلوہ تیار کیا اور اس کو ایک برتن میں ڈال کر مجھے فرمایا بیٹا انس یہ لے جا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور عرض کر کہ یہ میری والدہ نے ہدیہ حاضر کیا ہے اور ساتھ سلام بھی عرض کرتی ہے نیز میری والدہ عرض کرتی ہے کہ یہ ہماری طرف سے حقیر سا ہدیہ ہے قبُول فرمایئے میں نے وُہ حلوا اُٹھایا اور دربارِ رسالت میں حاضر کر دیا، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انس اسے رکھ دے اور فلاں فلاں صحابی کو بُلا لاؤ، کچھ صحابہ کرام کے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیے اور ساتھ فرمایا ان کے سوا جو بھی تجھے ملے سب کو دعوت دے میں گیا اور جن جن کا حضور صلی اللہ علیہ

نے نام لیا تھا ان سب کو دعوت دی اور جو بھی ملتا گیا سب کو دعوت دی اور جب میں پیغام دے کر واپس آیا تو دیکھا کہ سارا گھر بھرا ہُوا ہے راوی فرماتے ہیں مَیں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پُوچھا کہ تم کتنے تھے فرمایا تقریباً تین سو تھے اور پھر مَیں نے دیکھا کہ شاہِ کونین[1] نے اپنا ہاتھ مُبارک اس حلوے پر رکھا اور کچُھ پڑھا ازاں بعد سرکار دس دس کو بُلاتے گئے اور کھلاتے گئے اور ساتھ یہ بھی تبلیغ فرماتے جاتے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا نام لے کر کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ حضرت انس صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب نے کھایا اور سیر ہو کر کھایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس اپنا حلوا اُٹھا لے جا تو جب میں نے اُٹھایا تو میں نہیں جانتا تھا کہ جب رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا یا اب زیادہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۹)[2]

اللّٰھُمَّ صلِّ وسلِّم وبارک علٰی حبیبک الّذی بعثتہٗ رحمۃً للعالمین وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

(۳۴)

سیّدِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قحط سالی میں پیارے پیارے ہاتھ مبارک اُٹھائے تو موسلا دھار بارش ہُوئی جِس سے ساری قحط سالی ختم ہوگئی

سیّدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بارش نہ ہونے کی وجہ سے

---

[1] صلی اللہ علیہ وسلم [2] بُخاری شریف ص ۷۷۵ – ۷۷۶ ج ۲ – البدایہ والنہایہ ص ۱۴۹ ج ۴ – مسلم شریف ص ۴۶۱ ج ۱ –

سخت قحط سالی ہوگئی ایک دن جبکہ رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جُمعہ کا خُطبہ دے رہے تھے ایک دیہاتی کھڑا ہوگیا اور عرض گزار ہُوا کہ یا رسُول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) مویشی ہلاک ہوگئے اور بچے بھوکے مرگئے دُعاء فرمائیں یہ سُنتے ہی سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے (برکتوں والے رحمتوں والے پیارے پیارے) ہاتھ مُبارک اُٹھائے قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ابھی ہاتھ مُبارک نیچے نہ کیے تھے کہ فوراً بادل چھاگئے اور منبر سے سرکار[1] ابھی نیچے تشریف نہ لائے تھے کہ بارش برسنا شروع ہوگئی اور سرکار کی داڑھی مُبارک پر بارش قربان ہونے لگی، حالانکہ اس سے قبل آسمان پر بادل کا نام ونشان تک نہ تھا اور پھر اس دن بارش دُوسرے دن بارش تیسرے دن بارش حتّٰی کہ آئندہ جُمعہ تک لگاتار بارش ہورہی تھی اور جب دُوسرا جُمعہ آیا اور حضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خطبہ کے لیے جلوہ گر ہوئے تو وہی دیہاتی یا کوئی دُوسرا تھا کھڑا ہوگیا اور عرض کی یا رسُول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اب تو مکان بھی گرنے لگ گئے ہیں اور مال ومتاع غرق ہورہا ہے لہٰذا دُعاء فرمائیں یہ سُن کر پھر سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہاتھ مُبارک اُٹھائے اور دُعاء کی اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ۔[2][3]

---

[1] صلی اللہ علیہ وسلم [2] مشکوٰۃ شریف ص۵۳۶ [3] بخاری شریف ص۱۲۷ ج۱

یا اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ یہ بارش اب ہمارے گرد اگرد برسے ہم پر نہ برسے یا اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اب یہ بارش ٹیلوں پر پہاڑیوں پر وادیوں پر اور درختوں کے اُگنے کی جگہ برسے اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُنگلی مُبارک سے اشارہ فرمانے لگے تو جس طرف اُنگلی مُبارک گھومتی بادل چھٹتا جاتا تھا، اور مدینہ منوّرہ تاج کی طرح ہو گیا یعنی گرد اگرد بادل ہے درمیان میں مدینہ منوّرہ پر دُھوپ نکلی ہوئی ہے اور اتنی بارش ہوتی رہی کہ وادیاں مہینہ بھر بہتی رہیں پھر ہر طرف سے خوشحالی کے پیغامات آنے شروع ہو گئے۔ ؎

وصلّی اللہ علیٰ نُورٍ کزو شد نُور ہا پیدا
زمین از حُبِّ او ساکن فلک در عشقِ او شیدا

(۳۵)

کوتاہ قد کے سر پر ہاتھ مُبارک پھیرا تو وہ سب سے اونچے نظر آتے

سیّدنا عبدالرحمٰن بن زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کوتاہ قد پیدا ہوئے تو شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دُعاء فرمائی زاں بعد حضرت عبدالرحمٰن جس قوم میں ہوتے سب سے اُونچے نظر آتے۔

(سیرت رسُولِ عربی، صلی اللہ علیہ وسلم)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ النَّبِیِّ الْمُخْتَار
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الْاَخْیَار اِلٰی یَوْمِ الْقَرَار۔

(۳۶)

صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُنگلی مُبارک سے اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا

تفسیروں میں آتا ہے کہ ایک دن قریش (کفّارِ مکّہ) مثلاً ولید بن مغیرہ، ابُوجہل، عاص بن وائل، اسود، نظر بن حارث وغیرہم اکٹھے ہو کر شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں آئے اور (یہ منصُوبہ بنا کر آئے کہ چونکہ لوگ ان کو جادُوگر کہتے ہیں اور یہ مسلّم ہے کہ آسمان پر جادُو نہیں چل سکتا لہٰذا کوئی ایسی نشانی طلب کریں جس سے پتہ چل سکے کہ یہ جادُوگر نہیں ہیں) اُنہوں نے سوچ کر یہ مطالبہ کیا کہ آپ اگر چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیں تو ہم مان جائیں گے کہ آپ جادُوگر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے سچّے رسُول ہیں (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) جب انہوں نے یہ مطالبہ کیا تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پُوچھا اگر چاند دو ٹکڑے ہو جائے تو تم ایمان لے آؤ گے وُہ بولے بیشک ہم ایمان لے آئیں گے، حبیبِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دُعا کی اور ازاں بعد

جب چاند کی طرف اُنگلی سے اشارہ فرمایا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا یہ دیکھ کر ایک یہودی ایمان لے آیا مگر جن کے دلوں میں زنگ تھا وہ بولے یہ ابن ابی کبشہ نے جادو کیا ہے۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرما رہے تھے اِشْھَدُوْا اِشْھَدُوْا یعنی دیکھ لو دیکھ لو، مگر انہوں نے نہیں ماننا تھا وہ نہ مانے بلکہ یہ مطالبہ کر دیا کہ آپ اس کو پھر ایک کر دیں تو آپ نے اشارہ فرمایا چاند پھر ایک ہو گیا۔

تفسیر رُوح البیان میں ہے وباز گفت بگو تا ملتئم شود اشارت کرد ہر دو نیمہ باہم پیوستند۔

(رُوح البیان ص۲۶۴ جلد ۹)

زاں بعد پھر کفارِ مکہ نے باہم مشورہ کر کے کہا جو لوگ باہر سفر میں گئے ہوئے ہیں وہ واپس آئیں تو ان سے پوچھا جائے چنانچہ جب آنے والوں سے پوچھا گیا تو اُنہوں نے تصدیق کر دی کہ ہاں ہم نے چاند کے دو ٹکڑے دیکھے ہیں مگر کفارِ مکہ پھر بھی ایمان نہ لائے۔

(عامہ کتب)

نیز یہ معجزہ بہت سارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان کیا ہے مثلاً سیدنا انس، سیدنا ابنِ مسعود، سیدنا ابن عباس، سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ، سیدنا حذیفہ، سیدنا جبیر بن مطعم، سیدنا ابنِ عمر[1][2]

[1] رضی اللہ عنہم اجمعین [2] حجۃ اللہ علی العالمین ص۳۹۶

جب اتنے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان فرما رہے ہیں تو شک کی کوئی گنجائش نہیں، شک اُسی دل میں آسکتا ہے جو محبّت و عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہو لیکن جس کا ایمان مضبوط ہو اس کا دل شکوک و شبہات سے پاک ہو جاتا ہے۔

؎ اشارے سے چاند چیر دیا ڈوبے ہوئے خور کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لیے

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الاوّلین والآخرین وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۴۷)

سیّدِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مُجرم کے چہرے پر ہاتھ مُبارک پھیرا تو وُہ منوّر و روشن ہو گیا

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حج کو روانہ ہوا تو میرے ساتھ ایک اور بھی ہو لیا میں نے اس کو دیکھا کہ وُہ کھڑا ہو تو دُرود پاک، بیٹھا ہو تو دُرود پاک، آتے دُرود پاک، جاتے دُرود پاک پڑھتا رہے آخر میں نے اس سے استفسار کیا کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے اس نے بتایا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ

حج کے لیے نکلا اور جب ہم حج کر کے واپس ہوئے اور ایک منزل پر اُترے، آرام کیا جب میں سوگیا تو خواب میں کسی نے کہا اللہ کے بندے اُٹھ تیرا باپ فوت ہوچکا ہے اُٹھ اور اس کا حال دیکھ اس کا تو چہرہ سیاہ ہوگیا ہے یہ سُن کر میں گھبرا کر اُٹھا باپ کے چہرہ سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو واقعی میرا باپ فوت ہوچکا ہے اور اس کا چہرہ سیاہ اور ڈراؤنا ہوگیا ہے میں غمزدہ اور پریشانی کی حالت میں بیٹھا تھا کہ مجھے پھر نیند آگئی میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کے پاس چار سوڈانی آتشین گُرزیں لیے کھڑے ہیں ایک سر کے پاس دُوسرا پاؤں کے پاس تیسرا دائیں چوتھا بائیں اُنہوں نے گُرزیں اُٹھائیں ابھی وُہ مارنے نہ پائے تھے کہ اچانک ایک بزرگ نہایت ہی حسین و جمیل چہرہ ہے سبز پیراہن زیب تن کیے تشریف لائے اور آتے ہی ان سوڈانیوں سے فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ بس اتنا فرمانا تھا کہ چاروں غائب ہوگئے اور اس بزرگ نے میرے باپ کے چہرہ سے کپڑا ہٹا کر چہرہ پر ہاتھ مُبارک پھیرا پھر میرے پاس تشریف لا کر فرمایا اے اللہ کے بندے اُٹھ اور دیکھ کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے تیرے باپ کا چہرہ منوّر و روشن کر دیا ہے ۔ میں نے دیکھا تو میرے باپ کا چہرہ چمک رہا تھا میں نے عرض کیا آپ کون ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کی

برکت سے میرے باپ پر کرم کر دیا ہے یہ سُن کر فرمایا میرا نام محمد رسول اللہ ہے، (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تیرا باپ کثرت سے مجھ پر درود پاک پڑھا کرتا تھا اس وجہ سے اس پر یہ کرم ہوا۔

(سعادۃ الدارین ص ۱۲۶)

ہر کہ باشد عامل صلّوا مدام
آتشِ دوزخ شود بروے حرام

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۳۸)

پیاسے کا ہاتھ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مُبارک میں لیا تو پیاس اور تھکاوٹ ختم ہوگئی

حضرت قاضی شرف الدین بازری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "توثیق عری الایمان" میں ایک نہایت ہی ایمان افروز واقعہ لکھا ہے فرمایا حضرت شیخ موسیٰ بن نعمان کا اپنا بیان ہے کہ ہم ۶۲۷ھ کو حج سے واپس آرہے تھے قافلہ رواں دواں تھا کہ مُجھے راستہ میں حاجت پیش آئی اور میں اپنی سواری سے اُتر گیا۔ زاں بعد مجھ پر نیند نے

غلبہ کیا اور میں ایک جگہ سو گیا۔ گرمی کا موسم تھا اور میں بیدار اس وقت ہُوا جبکہ سُورج غروب ہونے کو تھا میں نے بیدار ہو کر دیکھا کہ میں ایک غیر آباد جنگل میں ہوں، پیاس سخت لگی ہوئی ہے، تھکاوٹ پریشان کُن ہے میں گھبراہٹ میں ایک طرف چل دیا مگر مجھے راستہ نہ ملا نیز یہ کہ رات چھا گئی بدیں وجہ مجھ پر خوف و وحشت طاری ہو گئی اور وہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا گویا کہ میں ہلاکت کے کنارہ پہنچ چکا تھا اور موت کا انتظار کرنے لگا میں رات کی تاریکی میں زندگی سے نااُمید ہو کر اپنے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یاد کرنا شروع کر دیا یَا رَسُوْلَ اللہِ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَنَا مُسْتَغِیْثٌ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللہ یا حَبیب اللہ میری فریاد کو پہنچیں، تو میں نے اپنا کلام ختم نہ کیا تھا کہ آواز سُنی اے عزیز ادھر آؤ میں ادھر گیا تو دیکھا ایک بزرگ ہیں اُنہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا بس ان کا ہاتھ کو پکڑنا تھا کہ نہ پیاس رہی نہ تھکاوٹ نہ پریشانی رہی پھر وُہ مجھے لے کر چلے ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ سامنے ہمارا حاجیوں والا قافلہ جا رہا تھا اور امیرِ قافلہ نے آگ روشن کی ہوئی تھی اور وُہ قافلہ والوں کو کہہ رہا تھا ادھر آؤ ادھر چلو اچانک میں نے دیکھا کہ میری سواری میرے سامنے کھڑی ہے اور وُہ بزرگ فرماتے ہیں یہ ہے

تیری سواری اور مجھے اُٹھا کر سواری پر بٹھا دیا اور خود واپس ہونے پر فرمانے لگے جو ہمیں طلب کرے اور ہم سے فریاد کرے ہم اسے نامُراد نہیں چھوڑتے پھر مجھے پتہ چلا کہ یہی ہیں رحمت والے نبی، یہی حبیبِ خُدا ہیں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لے جا رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ رات کی تاریکی میں شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے انوار چمک رہے ہیں اور مجھے دیکھ کر سخت کوفت ہوئی کہ ہائے قسمت کیوں نہ میں نے آپکی دست بوسی کی، کیوں نہ میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے قدموں سے پلٹا۔

(نزہۃ النّاظرین ص۳۳)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِ الْعٰلَمِیْن وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۳۹)

نبیِ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چہرے پر ہاتھ مُبارک پھیر دیا

تو وُہ اگر تاریک گھر میں داخل ہوتے گھر روشن ہو جاتا

سیّدنا اُسَیدبن ابی ایاس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنا ہاتھ مُبارک میرے سینہ پر رکھا اور میرے چہرے پر پھیر دیا

زاں بعد میں جس تاریک گھر میں داخل ہوتا وُہ گھر روشن ہوجاتا۔

(سیرت رسُولِ عربی، صلی اللہ علیہ وسلم) (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۴۳۸)[1]

(۴۰)

خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بُت تھے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتے جاتے اور وُہ مُنہ کے بل گرتے جاتے

سیّدنا جابر بن عبداللہ اور سیّدنا ابنِ مسعُود رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ خانہ کعبہ کے گرد اگرد تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے بلکہ ان کو سِکّہ (قلعی) کے ساتھ مضبُوط گاڑا ہُوا تھا اور جب فتح مکّہ کے دن سیّد دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لائے اور اپنی چھڑی مُبارکہ کے ساتھ بُتوں کی طرف اشارہ فرماتے جاتے اور بُت اُوندھے گرتے جاتے اور کچھ مُنہ کے بل گرتے جاتے تھے سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ساتھ ساتھ یہ پڑھتے جاتے تھے،

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ

(سیرت ابن ہشام ص۵۹/۲)(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۴۵۲)

---

[1] خصائص کبریٰ ص۵۵/۲ –

(۴۱)

صحابی کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مُبارک پھیر دیا تو چیچک کا کوئی اثر باقی نہ رہا

سیّدنا ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر (جدرہ) چیچک کے داغ تھے جس سے چہرہ بدنما ہوگیا تھا انہیں شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے بُلایا اور ان کے چہرہ پر ہاتھ مُبارک پھیر دیا تو اسی وقت تمام اثر ختم ہوگیا۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۴۲۸)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْکَرِیْم وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

(۴۲)

مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ۴۰ قریشیوں کو دعوت دی اور ایک صاع سب کے لیے کافی ہُوا

سیّدنا حیدرِ کرّار کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم راوی ھیں کہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالمطلب کی اولاد میں سے چالیس ۴۰ کی دعوت کی جو کہ ہر ایک پُورا بکرا کھانے والا تھا اور برتن بھرا دُودھ

پینے والا تھا نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک مُدغلہ سے ان کی دعوت کی سب نے سیر ہو کر کھایا لیکن کھانا جتنا تھا اتنا ہی باقی بچ گیا، پھر شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک برتن دُودھ کا منگایا سب نے سیر ہو کر پیا مگر وُہ کم نہ ہوا بلکہ وُہ برتن یوں بھرا ہُوا تھا گویا اس سے کسی نے پیا ہی نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۵۰-۳۵۱ ج ۳) (تفسیر مظہری ص ۸۶-۸۷ ج ۷) (المعجم الاوسط ص ۵۷۸ ج ۲) - (بہجۃ المحافل ص ۲۱۶ ج ۲) (مجمع الزوائد ص ۳۰۵ ج ۸) (تفسیر ابن جریر ص ۴۷-۴۵ ج ۱۹)

(۴۳)

ایک قطرہ پانی سے سارا لشکر سیراب ہو گیا

سیّدنا جابر رضی اللّٰہ عنہ راوی ہیں کہ غزوہ بواط میں نبی رحمت صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی لاؤ تو ایک قطرہ پانی حاضر کیا گیا اس کو سرکار صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے مُٹھی میں لیا اور کُچھ پڑھا اور فرمایا بڑا برتن لاؤ میں نے برتن حاضر کر دیا تو جانِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا ہاتھ مُبارک برتن میں رکھ کر پھیلا دیا اور بِسْمِ اللّٰہ پڑھی، حضرت جابر رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں مَیں نے دیکھا کہ پانی نے جوش مارنا شروع کر دیا اور برتن بھر گیا پھر لوگوں کو حکم دیا گیا کہ پانی پئیں، سب نے پیا پھر اعلان ہُوا کہ کوئی باقی تو نہیں رہتا جواب ملا کہ سب پی چکے ہیں سرکار صلی اللّٰہ علیہ وسلم

نے ہاتھ مُبارک اُٹھایا تو برتن بھرا ہُوا تھا۔

(بہجۃ المحافل صہ ۲۱۸/۲)

(۴۴)

غزوہ تبوک کے دوران سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ ہاتھ مُبارک پانی سے دھویا تو پانی نے جوش مارنا شروع کر دیا

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ تبوک کے دوران ایک پانی پر لشکر وارد ہُوا وُہ پانی بالکل معمُولی سا تھا احباب نے چُلّو سے جمع کیا ایک برتن میں تھوڑا سا پانی جمع ہو گیا پھر اس میں سیّدِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین نے ہاتھ اور مُنّہ مُبارک دھویا تو پانی نے یوں جوش مارا جیسے بجلی کی کڑک ہوتی ہے پھر فرمایا اے معاذ تیری زندگی رہی تو تُو دیکھے گا کہ یہاں پانی باغوں کو سیراب کرے گا۔

(بہجۃ المحافل صہ ۲۱۹ جلد ۲)۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْم
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِيْن۔

(۴۵)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ مبارک میں اُونٹوں نے چُھری دیکھی تو

ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے تاکہ پہلے میرے گلے پر

—— سرکار علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم کے ہاتھ سے چُھری چلے ——

ہر جاندار چُھری سے بھاگتا ہے جان ہر کسی کو پیاری ہے لیکن یہاں معاملہ اُلٹ ہے کہ جب شاہِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عید قُربانی میں اُونٹ ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا اور وُہ پانچ یا چھ اُونٹ تھے اور جب سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہاتھ مبارک میں چُھری پکڑی تو وُہ اُونٹ ایک دُوسرے سے آگے آگے سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف آنے کی کوشش کر رہے تھے تاکہ سب سے پہلے میرے گلے پر سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھ مبارک سے چُھری چلے۔

(مشکوٰۃ ص ۲۲۲) - (بہجۃ المحافل ص ۲۲۵/۲)

ہر ایک کی تمنّا تھی کہ پہلے مجھے ذبح فرمائیں
تماشا کر رہے تھے مرنے والے عیدِ قرباں میں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ الَّذِیْ حُبُّہٗ اِیْمَانٌ قُرَاحٌ وَبُغْضُہٗ کُفْرٌ صُرَاحٌ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۴۶)

کنکریاں ہاتھ مبارک میں لیکر مل کر کنوئیں میں ڈلوادیں

تو پانی خشک نہ ہُوا

سیّدنا حارث صدائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرکار صلّی اللہ علیہ وسلّم سفر میں تھے اور صبح کے وقت اُترے وضو کے لیے مجھے فرمایا اے صدائی تیرے پاس پانی ہے میں نے عرض کیا حضور پانی اتنا تھوڑا ہے کہ آپ کا وضو نہیں ہوسکے گا فرمایا اس پانی کو کسی برتن میں ڈال کر میرے پاس لاؤ جب پانی برتن میں ڈال کر حاضر کیا تو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیلی مبارک اس برتن میں رکھ دی تو میں نے آپ کی دو اُنگلیوں مُبارکہ کے درمیان ایک چشمہ بہتا ہُوا اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر فرمایا اعلان کردے جس نے پانی لینا ہو آجائے میں نے اعلان کیا تو لوگوں نے پانی حاصل کیا پھر میں نے عرض کیا یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارا ایک کنواں ہے وُہ سردیوں میں تو پانی دیتا ہے مگر گرمیوں میں پانی خشک ہوجاتا ہے اور ہم مُسلمان ہوچکے ہیں اس وجہ سے ہمارے گرد اگرد کے لوگ ہمارے دشمن ہوچکے ہیں لہٰذا دُعا فرمائیں کہ ہمیں ہمارے کنوئیں سے

ہی پانی ملتا رہے یہ سُن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سات کنکریاں لیں ان کو دونوں مُبارک ہاتھوں میں ملا اور دُعا فرما کر مجھے دیں کہ ان کنکریوں کو لے جاؤ جب تم کنوّیں پر آؤ تو ایک ایک کرکے کنکریاں کنوّیں میں اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کا نام لے کر ڈال دو صدائی فرماتے ہیں جب میں نے کنکریاں کنوّیں میں ڈالیں تو اتنا پانی چڑھ آیا کہ کنوّیں کی گہرائی نظر نہ آتی تھی۔

(خصائص کبریٰ ص۱۴۱ جلد ۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّ الرَّحْمَتِہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اس مقام پر علّامہ سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے کئی واقعات پانی کے تحریر کیے ہیں تفصیل کے لیے خصائص کبریٰ دیکھیں۔

(۴۸)

ایک بکری دوہ کر چار سَو کو دُودھ پلا دیا

سیّدنا نافع بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ راوی ہیں کہ ایک سفر میں نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ چار سو ہمراہی تھے اور ایک جگہ اُترے جہاں پانی نہیں تھا جس کی وجہ سے ہمسفروں کو شاق گزرا

تو اچانک ایک بکری آئی جس کے سینگ بڑے تیز تھے اس کو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دوہا اور دودھ لشکر کو پلایا جس سے سارا لشکر سیر ہو گیا پھر فرمایا اے نافع اس بکری کو سنبھال رکھ لیکن میں جانتا ہوں کہ تُو اسے سنبھال نہیں سکے گا" میں نے ایک لکڑی گاڑ کر اس کے ساتھ بکری مضبوط کر کے باندھ دی اور ہم سو گئے جب اُٹھے تو دیکھا کہ بکری غائب ہے اور جب میں نے نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ تُو اس کو سنبھال نہیں سکے گا بس جس نے بھیجی تھی وہی لے گیا ہے۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۵۹ ج ۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى الَّذِی بَعَثْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

باب ۸ رحمتِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام پاک کی برکتیں اور کمالات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی ارسل رَسُولہ بالھُدٰی ودین الحق وجعلہ رَحْمۃ للعٰلمین وَعَلٰی آلہٖ واصحابہٖ اَجْمَعِین اَمَّا بعد!

سیّد العٰلمین شفیع المذنبین اکرم الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی اسمِ گرامی کے بیشمار اور ان گنت کمالات اور رحمتیں ہیں صرف برکت حاصل کرنے کے لیے چند سطریں سپردِ قلم کی جارہی ہیں ورنہ کون ہے جو کہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی برکتوں اور عظمتوں کو گن سکے۔

اقول وَ باللہ التّوفیق۔

(۱)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک "محمّد" صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آسمانوں سے نازل فرمایا ہے ـــــ چنانچہ

جانِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب چھ ماہ گزر گئے تو خواب میں کوئی آنے والا آیا، اور اس نے کہا:

اِنَّکِ حَمَلْتِ بِخَیْرِ الْعٰلَمِیْنَ فَاِذَا وَلَدْتِہٖ فَسَمِّیْہِ مُحَمَّدًا ○

(مواہب لدنیہ ص ۱۲۴ ج ۱)

یعنی اے آمنہ تیرے شکمِ پاک میں وُہ ہے کہ سارے جہانوں سے افضل و اعلیٰ ہے اور جب اس کی ولادت ہو تو اُس کا نام مُحمّد رکھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ یہ نام پاک اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے آسمانوں سے نازل کیا ہے تو معلوم ہُوا کہ یہ نام پاک بڑی ہی عظمت والا اور برکت والا ہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ اَطْیَبِ الطَّیِّبِیْنَ اَطْھَرِ الطَّاھِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

نامِ نامی اسمِ گرامی محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کا معنیٰ

لفظ محمّد حمد سے مشتق ہے اور حمد کا معنیٰ ہے مدح تعریف، سراہنا لہٰذا محمّد کا معنیٰ ہُوا وُہ ذات جس کی مدح و تعریف کی جائے۔

نیز ملاّ علی قاری نے فرمایا محمّد مبالغہ کا صیغہ ہے اور مبالغہ مطلق اس کا مقتضی ہے کہ اس کی بار بار اور بہت زیادہ تعریف کی جائے اور تعریف کے لائق وُہ ہوتا ہے جس میں کوئی عیب کوئی نقص نہ ہو۔ مثال کے طور پر ایک مائیکروفون ہے کوئی شخص کہے کہ یہ نہایت خوبصورت ہے پائیدار اور مضبوط ہے بنانے والی کمپنی بھی بڑی مشہور و معرُوف اور ذمّہ دار ہے اور یہ مائیکرفون ہر حیثیّت سے بے مثال ہے تو سُننے والے کو اعتبار آگیا کہ واقعی یہ مائیکروفون تعریف کے لائق ہے۔ لیکن اگر کہنے والا اس مائیکروفون کی تعریف کرتا کرتا یوں کہہ دے یہ ہے تو ہر حیثیّت سے بے مثال مگر اس کی آواز صاف نہیں آواز میں کھٹ پٹ ہے تو صرف ایک عیب کی وجہ سے وُہ مائیکروفون تعریف کے لائق نہ رہا۔ علیٰ ہذا القیاس جس ذاتِ والاصفات کا نام مُبارک اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ محمّد (صلی اللہ علیہ وسلّم)

نازل کرے وُہ ذات یقیناً ایسی ہوگی جس میں کوئی نقص، کوئی عیب نہ ہو کیونکہ وُہ محمدؐ ہیں، (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جس چیز میں معمُولی سا بھی عیب ہو وُہ محمدؐ نہیں ہو سکتا۔ اب آگے چلیے کہ کسی چیز کا علم نہ ہونا جہالت ہے اور جہالت عیب ہے اور جس کو کسی چیز کا اختیار نہ ہو یہ مجبُوری ہے اور مجبُوری عیب ہے اور جس میں عیب ہو وُہ محمدؐ نہیں ہو سکتا۔ اب ذرا غور کیجیے کہ اللہ تعالےٰ جو بالذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے اس نے اپنے حبیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محمدؐ بنا کر بھیجا ہے اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں عیب ہو نہیں سکتا، اور ان کا کلمہ پڑھنے والے کہیں کہ رسُول کو غیب کی کیا خبر اور یہ کہ جس کا نام محمدؐ یا علی ہے وُہ کسی چیز کا مختار نہیں، اور رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چاہنے سے کچُھ نہیں ہوتا تو گویا ایسا کہنے والے شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو محمدؐ نہیں مان رہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہاں ہاں بشر میں عیب ہو سکتے ہیں محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ہو سکتے لیکن رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بشر بعد میں بنے محمدؐ پہلے تھے (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) بشریت کا سلسلہ تو اس وقت سے چلا جب اس دُنیا آب و گل میں ظہور فرمایا اور اللہ تعالےٰ

نے تو نورِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نامِ محمّد پہلے ہی عطا فرما دیا تھا اسی وجہ سے سیّدی و سندی محدّثِ اعظم پاکستان مولانا اَبُوالفضل محمّد سردار احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے جو لوگ حبیبِ خُدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ذاتِ والا صفات کے متعلّق کہتے ہیں کہ نبی عَلَیْہِ السَّلَام کو غیب کی کیا خبر نبی کو فلاں چیز کا علم نہیں تھا، فلاں چیز کا اختیار نہیں تھا وُہ کلمہ یوں نہ پڑھا کریں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ بلکہ وہ یوں پڑھا کریں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ بشر رسول اللہ یا پھر عیب جوئی چھوڑ دیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ بے عیب ذات میں عیب تلاش کرنے والوں کو نظرِ بصیرت عطا کرے کہ وُہ بھی اس ذاتِ والا صفات کی شانِ محبوبی کو دیکھ لیں جس ذات کو اللہ تعالےٰ جَلَّ جَلَالُہٗ محمّد بنا کر بھیجا ہے۔ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نبیِ مکرّم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بے عیب مانتے تھے چنانچہ سیّدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں : ؎

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

یعنی یا رسُول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا جیسے کہ آپ چاہتے تھے خالقِ کائنات نے آپ کو ویسا ہی پیدا کیا ہے۔

تمثیل یہاں مثال دے کر سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے
شاید کہ تیرے دل میں اُتر جائے میری بات

ایک ماہر کاریگر نے اچھی اچھی چیزیں بنائیں بعد میں اس نے اپنے فن کے اظہار کے لیے ایک نمونہ ایک کاریگری کا شاہکار بنا کر چوراہے پر رکھ دیا تاکہ لوگ آئیں اور اس شاہکارِ کاریگری کو دیکھیں چنانچہ اس کاریگر سے محبّت رکھنے والے اس کی اپنی پارٹی کے لوگ آتے گئے اور دیکھ دیکھ کر حیران و قربان ہوتے گئے، واہ واہ کیا عجب چیز بنائی ہے اس میں یہ بھی خوبی ہے اس میں یہ بھی کمال ہے بس کمال ہی کمال ہے حُسن ہی حُسن ہے کسی طرف سے کوئی نقص نہیں زاں بعد وُہ کاریگر کو جا جا کر مُبارکبادیاں دیتے رہے زاں بعد وہاں کچھ وُہ لوگ بھی آئے جو اس کاریگر کے مخالف پارٹی کے تھے اُنھوں نے دیکھا تو بولے بھئی چیز تو اچھی بنائی ہے مگر یہاں سے ٹھیک نہیں بنی، دیکھو یہاں یوں نہیں یہاں یوں نہیں وغیرہ وغیرہ ۔ حقیقت میں وُہ اس چیز میں عیب نہیں لگا رہے بلکہ کاریگر کی کاریگری میں عیب لگا رہے ہیں اور جو کاریگر کی پارٹی والے ہیں وُہ دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اس چیز کی تعریفیں کر رہے ہیں وُہ حقیقت میں اس چیز کی تعریفیں نہیں کر رہے بلکہ وُہ کاریگر کی

تعریفیں کر رہے ہیں کیونکہ اس چیز میں اپنا تو کمال نہیں بلکہ اس میں کمال آیا تو کاریگر کی کاریگری کی وجہ سے آیا بلکہ وُہ کمال سارے کا سارا ہے ہی اس کاریگر کا۔ یوں ہی اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے رنگا رنگ کی مخلوق بنائی، ولی بنائے، ابدال بنائے، اوتاد بنائے، قطب بنائے، امام بنائے، غوث بنائے، صحابی بنائے، نبی بنائے، رسُول بنائے اولوالعزم بنائے اور بعد میں ایک شاہکارِ قدرت بنا کر بھیجا جس میں ہر حیثیّت سے خوبیاں ہی خوبیاں ہیں اس میں کوئی کسی قسم کا سقم یا عیب نہیں رہنے دیا، کیونکہ یہ شاہکارِ قدرت ہے قدرت کا نمونہ ہے اب اس بنانے والے کی پارٹی کے لوگ (اولٰئِک حزب اللّٰہ) آئے صدّیق اکبر آئے، فاروقِ اعظم آئے ذوالنّورین آئے، حیدرِ کرّار آئے[1] اُنہوں نے دیکھا تو سُبحان اللّٰہ سُبحان اللّٰہ ان کی زبانوں پر جاری ہو گیا واہ واہ اس شاہکارِ قدرت میں کیسے کیسے کمالات اور کیسی کیسی خوبیاں ہیں یوں ہی آتے گئے، غوثِ اعظم آئے، امامِ اعظم آئے، سرکار داتا گنج بخش آئے، خواجہ غریب نواز آئے (رحمہم اللّٰہ) اور اس شاہکارِ قدرت کو دیکھ دیکھ کر قُربان ہی ہوتے چلے گئے پھر ان لوگوں نے بھی دیکھا جو کسی دُوسرے کی پارٹی کے تھے دیکھ کر بولے ہیں تو اللّٰہ کے نبی مگر ان کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم

---

[1] رضی اللّٰہ عنہم

نہیں، ہیں تو اللہ کے رسول مگر کسی چیز کے مختار نہیں ان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا یہ تو آخر ہم جیسے بشر ہی ہیں دیکھو یہ کھاتے پیتے بھی ہیں بلکہ ان میں تو سارے عوارضاتِ بشریہ بھی ہیں وغیرہ وغیرہ تو دراصل یہ لوگ اس شاہکارِ قدرت میں عیب نہیں لگا رہے بلکہ یہ بنانے والے کی قدرت کے ہی منکر ہیں فانھم لا یکذبونک ولکن الظّلمین بایات اللہ یجحدون (قرآن مجید)

محبوب یہ تجھے نہیں جھٹلا رہے بلکہ یہ ظالم لوگ اللہ تعالیٰ (جل جلالہ) کی قدرتوں کے ہی منکر ہیں۔

وَصَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الکَرِیْم وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

میرے مسلمان بھائیو ذرا سوچو تو سہی جس کو اللہ ربّ العٰلمین ہر نقص اور ہر عیب سے ہر خامی سے پاک بنائے جس کے سر پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ شفاعت کا تاج سجائے جس کو رحمۃ للعالمین کے خلعت سے نوازے جس کو مقامِ محمود کی نوید سنائے جسکو حوضِ کوثر کا مالک بنا کر شادیانے سنائے جس کو نبیوں رسولوں سے اور ملائکہ کرام سے اونچا کر کے سب کا سردار بنائے جن کی شفاعت سے روزِ قیامت ہزاروں نہیں لاکھوں، لاکھوں نہیں کروڑوں، اربوں

کھربوں کا مصیبتوں سے چھٹکارا ملے ایسے شاہکارِ قدرت میں عیب جوئی کرنا کہاں کی عقلمندی ہے یہ تو سراسر حماقت اور بیوقوفی ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

الحاصل جو لوگ اس شاہکارِ قدرت کو اور ان کے کمالات کو دیکھ دیکھ خوشیاں مناتے ہیں ان کو قیامت کے دن جنّت الفردوس میں وُہ انعامات ملیں گے کہ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ۔ اور جن لوگوں نے اس شاہکارِ قدرت اس بے عیب ذات میں جس کو خالقِ کائنات نے بنایا ہی **محمّد** ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں عیب جوئی کریں انٹ شنٹ باتیں بنائیں ان کو پکڑ کر ایسی جگہ پھینکا جائے گا۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

دُعَاء

یا اللہ (جل جلالہ) تُو نے جس حبیبِ مکرّم کو محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم بنا کر بھیجا ہے ہم سب کو ان کی بارگاہ میں با ادب اور نیاز مند رہنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں شیطان کی پارٹی (اولٰئِكَ حزب الشَّيْطَان) سے محفوظ و مامون رکھ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللهِ بعزیز ۔

سوال : اگر نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بے عیب ہیں تو آپ نے کھایا پیا کیوں کیونکہ کھانا پینا محتاجی ہے اور محتاجی عیب ہے لہٰذا اگر اللہ کے نبی بے عیب ہیں تو کیوں کھاتے پیتے تھے۔

جواب : ہم عام انسان کھانے پینے کے محتاج ہیں اور یہ واقعی عیب ہے، مگر حبیبِ خُدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کھانے پینے کے محتاج نہیں تھے۔ احادیثِ مُبارکہ میں آتا ہے کہ سیّدِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کئی دن تک نہ کچھ کھایا نہ پیا بلکہ وصال[1] کے روزے رکھتے رہے اور اس رحمت والے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کچھ بھی نہ ہُوا، نہ کمزوری نہ نقاہت وغیرہ کیونکہ وُہ کھانے پینے کے محتاج نہیں تھے، اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو انہوں نے بھی وصال کے روزے رکھنا شروع کر دیے چند دنوں کے بعد صحابہ کرام کمزور ہو گئے سرکارِ ابد قرار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پُوچھا اے میرے صحابہ تم کیوں کمزور ہو گئے ہو یہ سُن کر عرض کیا حضُور چونکہ آپ نے وصال کے روزے رکھے ہیں ہم نے بھی وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیے ہیں یہ سُن کر جانِ جہاں رحمتِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِی یعنی تم میں سے میری مثل کون ہو سکتا ہے؟ کسی روایت میں

---

[1] وصال کے روزے وُہ ہوتے ہیں کہ روزہ رکھا مگر افطاری کے وقت روزہ افطار نہ کیا رات بھر نہ (بقیہ آگے)

فرمایا لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ میں تم میں سے کسی جیسا نہیں ہوں، اسی قسم کے ملتے جلتے پانچ الفاظ مبارکہ ہیں۔ الحاصل اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوا کہ سیّد العٰلمین صلّی اللہ علیہ وسلّم کھانے پینے کے محتاج نہیں ہیں بلکہ کھانا پینا ان کا محتاج ہے ہاں دوسرے لوگ محتاج ہیں۔

(رُوح البیان ص۱۵۴ جلد ۳ - رُوح ص۸۳)

سوال: اگر اللہ جلّ جلالہ کے نبی علیہ السلام کھانے پینے کے محتاج نہیں تھے تو کھایا پیا کیوں تھا؟

جواب: بیشک ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کھانے پینے کے محتاج نہیں تھے کیونکہ محتاجی عیب ہے اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ نے محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) بنا کر بھیجا ہے اور محمّد وہ ہوتا ہے جس میں کوئی عیب نہ ہو (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) ہاں اُمّت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا پیا مگر محتاجی کی وجہ سے نہیں بلکہ اُمّت کو کھانے پینے کا طریقہ بتانے کے لیے اگر نہ کھاتے پیتے تو ہمیں کیسے پتہ چلتا کہ کھانے پینے میں یہ یہ باتیں سُنّت ہیں، یہ واجب ہیں، یہ مکروہ ہیں، یہ حرام ہیں۔ میرے عزیز غور کر بس پر یا ریل گاڑی پر یا جہاز پر سواریاں سوار ہوتی ہیں،

کچھ کھایا جائے نہ پیا جائے دُوسرے دن پھر روزہ یوں ہی کئی کئی دن تک روزہ رہے۔

اور ڈرائیور، پائلٹ وغیرہ بھی سوار ہوتے ہیں لیکن فرق ہے سواریاں مقامِ مقصود پر پہنچنے کے لیے سوار ہیں لیکن ڈرائیور یا پائلٹ مقامِ مقصود پر پہنچانے کے لیے سوار ہیں دونوں میں فرق ہے اور اگر تُو فرق نہ جانے تو تُو احمق ہے۔

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ مقامِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے عزیز تُو نے سُنا ہُوا ہے کہ جب رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے اور جب ولادت کے بعد عورتوں نے سرکار علیہ السلام کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو آواز آئی غسل دینے کی ضرورت نہیں، اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ بچّہ جب ماں کے پیٹ میں چند ماہ کا ہوتا ہے اور اس میں قدرت کی طرف سے جان ڈالی جاتی ہے اس کے بعد بچّہ کھانے پینے کا محتاج ہوتا ہے اور ناف کے ذریعے بچّے کو ماں کا خُون پلایا جاتا ہے کہ بچّہ زندہ رہ سکے لہٰذا وُہ بچّہ خُون کا محتاج ہُوا اور محتاجی عیب ہے اسی لیے اُمّت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ پیدا

ہوتے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بھی ماں کا خون پیتے رہے۔ لہٰذا اللّٰہ ربّ العالمین جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنے حبیب صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کو ناف بریدہ پیدا فرما کر ثابت کر دیا کہ واقعی یہ محمّد صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ہیں، اور غسل دینے سے اس لیے منع کیا گیا کہ غسل اُس بچّے کو دیا جاتا ہے جس کے جسم پر غلاظت ہو اور غلاظت عیب ہے اور یوں ہی آپ رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جسمِ اطہر کے اعجاز و کمالات کے باب میں پڑھ چکے ہیں کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا خُون مُبارک، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فضلاتِ مُبارکہ پاک ہیں اور ہمہ وقت جانِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جسمِ اطہر سے خوشبُو مہکتی رہتی تھی، اس کی وجہ بھی یہی کہی جا سکتی ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنے حبیب لبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو محمّد بنا کر بھیجا ہے (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) نیز یہ بھی اکابر نے فرمایا کہ سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے جسمِ انور پر نجس مکھّی نہیں بیٹھتی تھی اور جوئیں نہیں پڑتی تھیں، یہ بھی اس لیے کہ حضور محمّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں اور محمّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) وُہ ہو سکتا ہے جس میں عیب نہ ہو۔

اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں اس مُبارک نام اور اس نام والے نبیوں کے نبی، رسُولوں کے امام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ادب اور تعظیم کرنے کی

توفیق عطا کرے، اور اگر مگر کے چکّر سے بچائے۔

وَاللہ تعالیٰ الہادی ونعم الوکیل۔

زاں بعد چند احادیث مُبارک تحریر کی جاتی ہیں پڑھیں اور اس نامِ نامی اسمِ گرامی **محمّد** صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں اور برکتوں کا اندازہ کریں کہ یہ نام مُبارک اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دربار کتنا معزّز کتنا محترم، کتنا معظّم اور کتنا مکرّم ہے۔

صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِین۔

(۳)

جو شخص اپنے بیٹے کا نام محمّد رکھے

وُہ باپ بیٹا دونوں جنّتی

سیّدنا ابُو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

مَنْ وُلِدَ لَہٗ مَوْلُوْدٌ فَسَمَّاہُ مُحَمَّدًا حُبًّا لِّیْ وَتَبَرُّکًا بِاِسْمِیْ کَانَ ھُوَ وَمَوْلُوْدُہٗ فِی الْجَنَّۃِ۔ (زرقانی علی المواہب صـ ۳۰۱/۵)

(سیرتِ حلبیہ صـ ۷۹ جلد ۱ ۔ احکامِ شریعت صـ ۳۸)

یعنی جس کے ہاں بچہ پیدا ہُوا اور اس نے میری محبت کی وجہ سے اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے بچے کا نام محمد رکھا تو وُہ دونوں باپ بیٹا جنت جائیں گے۔

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن۔

اس مذکورہ بالا حدیث پاک کے متعلق امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (اللآلی المصنوعہ ص ۱۰۶ جلد ۱)

اور اس کی سند بھی حسن ہے

(بہت اچھی ہے)۔

اور علامہ حلبی نے فرمایا:

اَصَحُّهَا وَ اَقْرَبُهَا لِلصِّحَّةِ

(سیرتِ حلبیہ ص ۷۹ ج ۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الطَّاهِرِ الْمُطَهَّرِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن

(۴)

جس کا نام محمدؐ یا احمد ہو وُہ جنّت داخل کردیا جائیگا

سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قیامت کے دن دو بندے دربارِ الٰہی میں کھڑے کیے جائیں گے ان میں سے ایک کا نام محمدؐ اور دُوسرے کا نام احمد ہوگا، اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی طرف سے حکم ہوگا کہ ان دونوں کو جنّت لے جاوٴ وُہ دونوں عرض کریں گے یا اللہ (جلّ جلالہٗ) ہم کس عمل کی وجہ سے جنّت کے حقدار ہوئے ہیں حالانکہ ہم نے تو کوئی عمل جنّتیوں والا نہیں کیا اس پر اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ فرمائے گا اُدْخُلَا الْجَنَّةَ فَاِنِّیْ اٰلَیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ اَلَّا یَدْخُلَ النَّارَ مَنْ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّدٌ ۔ (احکامِ شریعت صہ ۳۸) (زرقانی علی المواہب صہ ۱۰۳/۵)

یعنی تم دونوں جنّت جاوٴ کیونکہ میں نے اپنی ذات پر قسم کھائی ہے کہ جس کا نام محمدؐ یا احمد ہوگا وُہ دوزخ نہیں جائے گا۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْعٰلَمِیْن
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

۵

جس مومن کا نام محمّد ہو اس پر دوزخ حرام ہے

سیّدنا نبیط صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا فرمان ہے:

وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَاعَذَّبْتُ اَحَدًا تُسَمّٰی بِاسْمِكَ فِی النَّارِ۔ (زرقانی علی المواہب صفحہ ۵/۳۰۲)

(سیرتِ حلبیہ صفحہ ۱/۷۹، احکامِ شریعت صفحہ ۳۹)

یعنی اے محبوب مجھے اپنی عزّت و جلال کی قسم میں کسی ایسے بندے کو دوزخ کا عذاب نہ دوں گا جس نے اپنا نام تیرے نام پر رکھا ہوگا۔ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

۶

جو اپنے بیٹے کا نام محمّد نہ رکھے وہ جاہل ہے

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَہٗ ثَلَاثَۃُ اَوْلَادٍ فَلَمْ یُسَمِّ اَحَدًا

مِنْهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ۔

(سیرتِ حلبیہ ص۷۹ ۔ احکامِ شریعت ص۳۹)

یعنی جس کے تین لڑکے پیدا ہوتے اور اس نے کسی کا نام محمّد نہ رکھا وُہ جاہل ہے۔

امام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کی ایک مرسل حدیث نضر بن شنفقی سے نقل کر کے اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مقبول قرار دیا ہے[1]۔

(۷)

اگر بچّے کا نام محمّد رکھو تو پھر اس کی تعظیم کرو اور اسکی قباحت و بُرائی نہ کرو

مولیٰ علی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے:

اِذَا سَمَّيْتُمُ الْوَلَدَ مُحَمَّدًا فَاَكْرِمُوْهُ وَاَوْسِعُوْا لَهٗ فِي الْمَجْلِسِ وَلَا تُقَبِّحُوْا لَهٗ۔

(زرقانی علی المواہب ص۲/۲۵)(احکامِ شریعت ص۴۰)

یعنی جب تم بچّے کا نام محمّد رکھو تو پھر اس کی عزّت کرو، اور اس کے لیے جگہ فراخ کرو اور اس کی قباحت و بُرائی مت کرو۔

[1] اللآلی المصنوعہ ص۱۰۳

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَار سَیِّدِ الْاَبْرَار وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اُولِی الْاَیْدِی وَالْاَبْصَار۔

⑧

جو یہ چاہے کہ لڑکا پیدا ہو وہ بچے کا نام محمد رکھے اِنْ شَاءَ اللہ لڑکا پیدا ہوگا

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّکُوْنَ حَمْلُ زَوْجَتِهٖ ذَکَرًا فَلْیَضَعْ یَدَهٗ عَلٰی بَطْنِهَا وَلْیَقُلْ اِنْ کَانَ ذَکَرًا فَقَدْ سَمَّیْتُهٗ مُحَمَّدًا۔

(سیرتِ حلبیہ ص ۹ ۔ احکامِ شریعت ص ۴۰)

یعنی جو کوئی چاہے کہ اس کی بیوی کا حمل لڑکا ہو تو وہ بیوی کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہے (اِنْ کَانَ ذَکَرًا فَقَدْ سَمَّیْتُهٗ مُحَمَّدًا) بفضلہٖ تعالیٰ لڑکا ہوگا۔

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۹)

جس گھر میں محمّد نام کا کوئی ہو

اس گھر کا پہرہ فرشتے دیتے ہیں

علّامہ حلبی سیرتِ حلبیہ میں فرماتے ہیں :

وَفِي الشِّفَاءِ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ عِبَادَتُهُمْ كُلُّ دَارٍ فِيْهَا اِسْمُ مُحَمَّدٍ حِرَاسَتَهٗ -

(سیرتِ حلبیہ ص۷۹)

یعنی کچھ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے ایسے فرشتے ہیں جو زمین پر چکر لگاتے رہتے ہیں ان کی ڈیوٹی یہ ہے کہ جس گھر میں کوئی محمّد نام والا ہو اس کا پہرہ دینا -

(۱۰)

جس گھر میں کوئی محمّد نام والا ہو

اس گھر میں برکت ہوتی ہے

سیّدنا امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مَا كَانَ فِي

اَهْلِبَيْتٍ اِسْمُ مُحَمَّدٍ اِلَّا كَثُرَتْ بَرَكَتُهُ۔

(زرقانی علی المواہب ص۵ ج۲۰)(احکامِ شریعت ص۴۰)

یعنی جس گھر میں کوئی محمدؐ نام والا ہو اس گھر میں برکت زیادہ ہوتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ الَّذِيْ بَعَثْتَهٗ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

تنبیہ: اس مقام پر علماء کرام اور محدّثینِ عظّام نے فرمایا یہ ساری بہاریں اس شخص کے لیے ہیں جو کہ سُنّی صحیح العقیدہ ہو ورنہ بے ادب گستاخ کے لیے کسی قسم کی رعایت نہ ہوگی۔

(احکامِ شریعت ص۳۸)

کیونکہ جو شخص اس مقدّس و مطہر نام کی عظمت کا قائل ہی نہیں، اور کہے کہ عمل کے بغیر کوئی جنّت جا ہی نہیں سکتا اس کے لیے رعایت کا سوال ہی نہیں وہ اپنے عملوں کے بل بوتے پر جنّت حاصل کرے اور ساتھ یہ بھی ذہن میں رکھے من نوقش له فی الحساب یھلك۔ جس کو حساب میں پوچھ گچھ ہوئی وہ بچ نہیں سکتا۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ

رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ۔

(۱۱)

نامِ مصطفٰی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم کرنے سے جنّت عطا ہوگئی اور سوسالہ گناہ معاف ہوگئے

سیّدنا موسٰی کلیم اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا زمانہ تھا ان کی قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت ہی گنہگار اور کردار کا گندا تھا، اس نے سو سال اور ایک قول کے مطابق دوسو سال نافرمانیوں میں گزار دیئے جب وُہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اس کا غسل وکفن گوارا نہ کیا بلکہ اسے ٹانگ سے پکڑ کر گندگی کے ڈھیر (اروڑی) پر پھینک آئے ادھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے پیارے کلیم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارا ایک دوست فوت ہوگیا ہے اور اسے لوگوں نے گندگی پر پھینک دیا ہے آپ اپنی قوم کو حکم دیں کہ اس کو اُٹھائیں اور عزّت واحترام کے ساتھ اس کی تجہیز وتکفین کریں پھر آپ اس کا جنازہ پڑھائیں، یہ حکم سُن کر کلیم اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام قوم کو لیکر وہاں پہنچے اسے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو وہی پاپی ہے لیکن مامور تھے اسے اعزاز کے ساتھ اُٹھا کر تجہیز وتکفین کر کے جنازہ پڑھایا اور دفن

کردیا بعد میں موسیٰ علیہ السلام نے دربارِ الٰہی میں عرض کی یا اللہ جل جلالہ یہ شخص اتنا بڑا مجرم وگنہگار ایسے اعزاز کا حقدار کیسے ہوگیا تو ربِّ کریم جل جلالہ نے فرمایا اے میرے پیارے کلیم تھا تو یہ بڑا گنہگار اور سخت سزا کا حقدار مگر ہوا یوں کہ ایک دن اس نے تورایت کھولی اور اس میں میرے حبیب کے نام مبارک **محمد** ﷺ پر اس کی نظر پڑی اور اس کے دل میں میرے حبیب کی محبّت نے جوش مارا اس نے اس نام مبارک کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھ کر درود پاک پڑھا لہٰذا اس تعظیم کی وجہ سے میں نے اس کے سارے گناہ معاف کر دیے ہیں اور اس کو اپنے مقبول بندوں میں داخل کردیا ہے۔

(مقاصد السالکین صـ۵۰ - القول البدیع صـ۱۱۸ - حلیۃ الاولیاء صـ۴۲ - سیرت حلبیہ صـ۱)

اُوپر جو مذکور ہوا کہ صد سالہ مجرم تعظیمِ نامِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے بخشا گیا، اس واقعہ کو ایک واقعہ کہہ کر خارجی نظریات والے رد کر دیتے ہیں لیکن مندرجہ ذیل حدیث پاک کو کیسے رد کریں گے جو کہ صحیح بُخاری، صحیح مُسلم وغیرہ میں محفوظ ہے پڑھیے اور ایمان تازہ کیجیے۔

حدیث ا: سیّدنا ابوسعید خدری صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم[1] نے فرمایا پہلی اُمّتوں میں ایک شخص ایسا مجرم وگنہگار تھا کہ اس نے

[1] صلّی اللہ علیہ وسلّم

۹۹ ناحق قتل کیے پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ مجھے کسی ایسے عالم کا پتہ بتاؤ جو کہ رُوئے زمین میں سب سے بڑا عالم ہو لوگوں نے ایک ایسے عالم کا پتہ بتا دیا وُہ مجرم اس عالم (راہب) کے پاس آیا اور مسئلہ پوچھا کہ میں نے ناحق ننانوے ۹۹ قتل کیے ہیں تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے (وُہ عالم بھی اس نظریہ کا تھا کہ بس عمل ہی عمل) اس عالم نے سُن کر کہا ہرگز نہیں تیری توبہ قبول نہیں ہو سکتی یہ سُن کر اس مجرم نے اس کو بھی قتل کر دیا پورا سَو کر دیا کچھ عرصہ کے بعد پھر اس نے لوگوں سے پوچھا مجھے ایسا عالمِ دین بتاؤ جو کہ رُوئے زمین میں سب سے بڑا عالم ہو، لوگوں نے ایک عالمِ دین کا پتہ بتا دیا وُہ مجرم پاپی اس عالمِ دین کے ہاں حاضر ہُوا اور مسئلہ پوچھا کہ جناب میں نے اپنے ہاتھ سے سَو ناحق قتل کیے ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے اس عالمِ دین نے فرمایا ہاں توبہ قبول ہو سکتی ہے کون ہے جو کہ اللہ تعالیٰ جَلَّ جلالہٗ کی رحمت کے سامنے آڑے آسکے تُو توبہ کر اور فلاں بستی میں کچھ اللہ والے ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں تُو بھی وہاں ان کے پاس جاکر اللہ تعالےٰ کی عبادت میں مشغول ہو جا اور اپنی اس بستی کی طرف واپس مت آ وُہ اس اللہ والوں کی بستی کی طرف چل پڑا اور جب وُہ دونوں

بستیوں کے درمیان پہنچا تو اس کو موت آگئی، اب اس کے بارے میں رحمت والے اور عذاب والے فرشتوں کے درمیان جھگڑا کھڑا ہو گیا، رحمت والے فرشتوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ یہ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف جا رہا تھا اس لیے ہم اس کو جنّت لے جائینگے عذاب والے فرشتوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ یہ اتنا بڑا مُجرم جس نے ایک بھی نیکی نہیں کی یہ کیسے جنّت جا سکتا ہے لہٰذا ہم اس کو دوزخ لے جائیں گے۔ اس جھگڑے کو مٹانے کے لیے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک فرشتہ انسانی صُورت میں آیا تو ان دونوں ٹیموں نے اس کو اپنا فیصل تسلیم کر لیا (کہ جو تو فیصلہ کرے گا ہم دونوں جماعتوں کو منظور ہوگا) تو اس نے فیصلہ یہ سُنایا کہ دونوں بستیوں کے درمیانی فاصلہ کی پیمایش کر لو جدھر قریب نکلے وُہ لے جائیں لہٰذا جب پیمایش کرنے لگے تو (اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آگئی) اور اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اس ٹکڑے کو جس طرف سے چل کر آرہا تھا اس کو حکم دیا تُو ذرا بڑا ہو جا اور جس بستی کی طرف جا رہا تھا اس ٹکڑے کو حکم دیا کہ تُو ذرا چھوٹا ہو جا اور جب پیمایش کی گئی تو وُہ ٹکڑا جس طرف جا رہا تھا وُہ ایک بالشت چھوٹا نکلا، اور اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے (صرف اس نسبت کی وجہ سے) کہ وُہ اللہ والوں کی بستی کے قریب

نکلا اس کو بخش دیا اور اس کو رحمت والے فرشتے لے گئے۔

(صحیح بخاری صفحہ ۴۹۳ جلد ۱ ۔ صحیح مسلم صفحہ ۳۵۹ جلد ۲ ۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰۳ ۔ ریاض الصالحین صفحہ ۱۴) [۱]

سوال یہ ہے کہ کیا خارجی نظریات والے اس حدیث پاک کا بھی انکار کر دینگے، اور کیا ایک اتنا بڑا مجرم جس نے پورا سو ناحق قتل کیا وُہ صرف اللہ والوں کی طرف جانے کی وجہ سے جنّت کا حقدار ہو گیا حالانکہ اس نے ابھی ان اللہ والوں کو دیکھا نہیں ان کے پاس پہنچا نہیں صرف نسبت کی وجہ سے بخشا جا سکتا ہے تو کیا ایک مجرم حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی تعظیم کرنے کی وجہ سے نہیں بخشا جا سکتا؟ ہاں ہاں ان لوگوں کے دلوں سے اللہ تعالے کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا بغض نکلے تو ان کو سمجھ آئے ورنہ کیسے مان سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ہمیں اس پیارے اور مقدّس نام کی عظمتوں کو مان لینے کی توفیق عطا کرے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

سیرتِ حلبیہ اور حلیۃ الاولیاء میں اتنا زیادہ ہے کہ "اے موسٰی میں نے اس کی اس تعظیم کی وجہ سے اس کے سو سالہ گناہ بخش دیے

[۲] ابن ماجہ صفحہ ۱۹۲ ۔ مسند امام احمد صفحہ ۲۰ جلد ۳

اور ستّر حوریں عطا کر دیں۔ ؎

تعظیم جس نے کی ہے محمدؐ[1] کے نام کی
خُدا نے اس پہ نارِ جہنّم حرام کی

تنبیہ: فقیر اَبُوسعید غفرلہٗ نے جب یہ واقعہ پہلی بار پڑھا تو دل میں وسوسہ آیا کہ یہ واقعہ تو صرف عقیدت کی بنا پر کسی نے لکھ دیا ہوگا لیکن بعد میں تحقیق کی تو پتہ چلا کہ اس واقعہ مبارکہ کو بڑے بڑے جلیل القدر محدّثین اور اولیاء کاملین نے ثابت کیا ہے جنکے قول مُبارک کو جھٹلایا نہیں جا سکتا مثلاً عارف باللہ خواجہ ضیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مقاصد السالکین میں اور حافظ الحدیث علّامہ شمس الدّین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول البدیع میں اور محبِّ رسول علّامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اور علّامہ اَبُونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیۃ الاولیاء میں، حافظ الحدیث علّامہ جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائصِ کبریٰ میں۔ لہٰذا ثابت ہُوا کہ یہ واقعہ برحق ہے، ایماندار اور محبّت والے کے لیے شک کی گنجائش نہیں ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے جو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمتیں عطا فرمائی ہیں، ان عظمتوں کے مقابلہ میں ایک گناہگار کیا ہزاروں کی بخشش ہو سکتی ہے لہٰذا نہ عقلاً شک و شبہ کی

---

[1] صلّی اللہ علیہ وسلّم

گنجائش ہے نہ نقلاً اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ مان لینے کی توفیق عطا کرے، آمین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ الَّذِی بعثتہ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

خارجی نظریات والے جو کہ عمل کو ہی اہمیّت دیتے ہیں اور کہتے ہیں عمل ہی عمل سب کچھ ہے جس کے عمل خراب ہوئے وُہ دوزخ دھکیل دیا جائے گا، (اس بات کی تفصیل درکار ہو تو فقیر کی کتاب "نسبت" کا مطالعہ کریں) وُہ لوگ ایسے واقعات کو تسلیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں لو دیکھو جی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص سو سال گناہ کرتا رہے اور ایک چھوٹی سی بات پر وُہ جنّت پہنچ جائے یہ نہیں مانا جا سکتا۔ ایسے لوگوں کی نظر صرف اللہ تعالےٰ کے عدل پر ہے فضل پر نہیں ہے اس نظریہ کی وجہ سے یہ لوگ احادیثِ مُبارکہ کے بھی منکر ہو رہے ہیں۔ مندرجہ ذیل حدیث پاک پڑھیں جو کہ صحیح بُخاری اور دیگر حدیث پاک کی معتبر کتابوں میں درج ہے۔

حدیث ۲: سیّدنا ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ——

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک فاحشہ عورت (طائفہ) کہیں جا رہی تھی راستہ میں ایک کنواں دیکھا اور دیکھا کہ کنوئیں

کے کنارے ایک کُتّا جان بلب ہو رہا ہے (اس نے اندازہ کیا یہ کُتّا پیاسا تھا یہ کنوٗیں پر آیا ہے کہ پانی پیئے مگر نکال نہیں سکتا اور یہ یہاں گر گیا ہے) اس نے اپنا موزہ کنوٗیں میں لٹکایا اور پانی نکال کر اس کُتّے کے مُنہ میں ڈالا تو اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اس بدکار عورت کو صرف اتنی بات پر بخش دیا، (وُہ جنّتی ہو گئی) - (مسند امام احمد صفحہ ۵۱۰/۲)

(صحیح بُخاری صفحہ ۴۶۷/۱) - (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۶۸)

یہ ہے اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کا فضل اور خارجی لوگ کہتے ہیں ہاں اس عورت نے اللّٰہ کی مخلوق پر رحم کیا تو اس وجہ سے بخشی گئی میں پُوچھتا ہوں کیا تمہارے نزدیک کُتّے کی ایک خسیس جانور کی اتنی اہمیّت ہے کہ اس پر رحم کھانے سے ایک بدکار عورت کے زندگی بھر کے گناہ بدکاریاں ساری معاف ہو جائیں تو کیا نبیوں کے نبی رسُولوں کے امام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی دربارِ الٰہی میں کوئی وقعت نہیں کہ ان کے نام پاک کی تعظیم کرنے سے ایک گناہگار مجرم بخشا جائے مگر بات یہ ہے کہ خارجیوں کی قسمت کھوٹی ہے کُتّے جیسے خسیس جانور کو تو اتنی اہمیّت دیتے ہیں مگر حبیبِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جو سیّد العٰلمین ہیں جن کے سر پر اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے محبوبیت کا تاج رکھا جن کی خاطر سب کُچھ بنا اس محبُوب ربّ العٰلمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ان کی نظر

میں اتنی بھی وقعت نہیں ہے۔(العیاذ باللہ)۔

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔

حیف ہے ایسے علماء کی عقل و دانش پر کیا ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حبیب کا بغض نہیں؟

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی الْحَبِیْبِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۱۲)

سیّدِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام پاک کی تعظیم کرو

اور سیدھے جنّت جاؤ

جب اذان ہو اور مؤذّن اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھے تو مستحب ہے کہ نامِ نامی اسمِ گرامی سُننے والا درُود پاک پڑھے اور انگوٹھوں کو چُوم کر آنکھوں پر لگائے، ایسا کرنے والے کو حبیبِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جنّت لے جائیں گے۔

چنانچہ رد المحتار (فتاویٰ شامی) میں ہے:

وَیَسْتَحِبُّ اَنْ یُّقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰی

مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ عِنْدَ الثَّانِیَةِ مِنْهَا قَرَّتْ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَیِ الْاِبْهَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ فَاِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَكُوْنُ قَائِدًا لَهٗ اِلَی الْجَنَّةِ كَذَا فِیْ كَنْزِ الْعِبَادِ قُهُسْتَانِیْ وَنَحْوُهٗ فِیْ فَتَاوَی الصُّوْفِیَةِ ۔

(رد المحتار ص۳۹۸ جلد ۱ - طحطاوی علی المراقی ص۱۵۶)

یعنی جب اذان میں مؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے تو مستحب ہے کہ سننے والا کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ اور جب دوسری مرتبہ یہی کلمہ سنے تو کہے، قُرَّةُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔ اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے ایسا کرنے والے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت لے جائیں گے جیسے کہ یہ مسئلہ کنز العباد میں ہے اور ایسے ہی فتاوی صوفیہ میں ہے۔

نیز علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے رد المحتار میں فرمایا:

وَفِیْ كُتُبِ الْفِرْدَوْسِ مَنْ قَبَّلَ ظُفْرَیْ

اِبْهَامَيْهِ عِنْدَ سَمَاعِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فِی الْاَذَانِ اَنَا قَائِدُهٗ وَ مُدْخِلُهٗ فِیْ صُفُوْفِ الْجَنَّةِ وَ تَمَامُهٗ فِیْ حَوَاشِی الْبَحْرِ لِلرَّمْلِیْ۔

(ردالمحتار ص ۳۹۸ ج ۱)

یعنی کتاب الفردوس میں یوں ہے کہ جس نے اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سُنا اور انگوٹھوں کو بوسہ دیا تو سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا فرمان ہے کہ میں ایسے شخص کا قائد ہونگا اور اسے جنّت کی صفوں میں داخل کروں گا۔

صَلَّی اللّٰہ تعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

نیز طحطاوی علی مراقی الفلاح میں مزید فرمایا:

وَ ذَکَرَ الدَّیْلَمِیْ فِی الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا مَنْ مَسَحَ الْعَیْنَ بِبَاطِنِ اَنْمُلَةِ السَّبَّابَتَیْنِ بَعْدَ تَقْبِیْلِهِمَا عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ

رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِیًّا حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔

(طحطاوی ص ۱۶۵ ۔ مقاصد حسنہ ص ۳۸۴)

یعنی دیلمی نے فردوس میں سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی کہ جو شخص انگلیوں کو بوسہ دے اور ان دونوں کو آنکھوں پر لگائے جبکہ مؤذّن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھے اور سننے والا ساتھ یہ بھی کہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا، تو سرکاری فرمان ہے کہ ایسے شخص کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائیگی۔ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

نوٹ: بعض لوگ لم یصح فی المرفوع سے غلط مطلب لے کر کہہ دیتے کہ یہ حدیث تو صحیح ہی نہیں تو کیا ثابت ہوگا، اس غلط مطلب کا ازالہ کرنے کے لیے علّامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وَبِمِثْلِهٖ یُعْمَلُ فِی الْفَضَائِلِ یعنی فضائلِ اعمال میں اگر رفع صحت تک نہ بھی پہنچا ہو تو عمل کرنا جائز ہے۔ فجزاهم اللّٰه تعالٰی احسن الجزاء۔

اسی لیے حضرت ملا علی قاری نے فرمایا:

وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهُ اِلَی الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ فَیَکْفِیْ لِلْعَمَلِ بِہٖ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ -

(موضوعات کبیر ص۱۰۸)

یعنی جب اس روایت کا رفع سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لیے اتنا ہی کافی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے اے اُمّت تم پر میری سُنّت اور میرے خلفائے راشدین کی سُنّت لازم ہے -

عجوبہ: فقیر ابُوسعید غفرلہٗ جن ایّام میں بحکم سیّدی محدّثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ فتوٰی نویسی پر مامور تھا ان دنوں ایک صاحب دارالافتاء جامعہ رضویہ میں آئے اور سوال کیا کہ کیا کسی فتوٰی کی کتاب میں اذان سُن کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مُبارک پر انگوٹھے چُومنے کا ذکر ہے؟ میں نے کہا ہاں ہے وُہ بولے مجھے دکھاؤ میں نے پُوچھا اس پُوچھنے کی ضرورت کیوں پڑی وُہ بولے کہ میں فیصل آباد کی جامع مسجد کچہری بازار کے خطیب مفتی صاحب کے ہاں گیا اور وہاں سوال کیا کہ کسی فتوٰی کی کتاب میں اذان میں نام مُبارک سُن کر انگوٹھے

چُومنے کا ذکر ہے؟ مفتی صاحب نے کہا ہے کہ فتاوٰی کی کسی کتاب میں اس کا ذکر نہیں ہے اس لیے میں آپ سے پُوچھنے آیا ہوں فقیر نے اسی وقت فتاوٰی شامی ردالمحتار اور طحطاوی شریف نکال کر دکھادیں کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو یہ دونوں کتابیں فتوٰی کی ہیں، وُہ صاحب دیکھ کر مبہوت سے رہ گئے (کہ واقعی وُہ دُوسرے لوگ اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عظمت کو چُھپا جاتے ہیں، اور یہُودیوں کا کردار ادا کرتے ہیں)۔

حَسْبُنَا اللّٰہ وَنعم الوکیل۔

نوٹ : فتاوٰی شامی (ردالمحتار) فتوٰی کی ایسی کتاب ہے کہ اس کے سوا کسی حنفی مفتی کو فتوٰی چلانا بہت مشکل ہے خواہ وُہ مفتی بریلوی ہو خواہ دیوبندی اور یہ کتاب فتاوٰی شامی عموماً ہر حنفی مفتی کے پاس ہوتی ہے لہٰذا مفتی ہو کر یہ کہنا کہ فتوٰی کی کسی کتاب میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اذان میں نام پاک سُن کر انگوٹھے چُومنے کا ذکر ہی نہیں یہ سراسر کتمانِ شانِ مصطفٰے ہے (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اور یہ اس کے مترادف ہے کہ کوئی دوپہر کے وقت جبکہ آفتاب پُوری چمک دمک کے ساتھ فلک پر تابندہ ہُوا اور کوئی کہے کہ سُورج ہے ہی نہیں۔ یا اللّٰہ جلّ جلالہٗ ہمیں

تعصب سے بچا اور اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سچی محبت عطا فرما۔

۱۳

نامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے آنکھ سے کنکری نکل گئی

حضرت فقیہ محمد بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آپ بیتی بیان کی کہ آندھی چلی تو میری آنکھ میں کنکری پڑ گئی جس سے سخت تکلیف ہوئی اور وہ کسی طرح بھی نکلتی نہ تھی اور جب اذان ہوئی اور موذن نے کہا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط تو یہ سن کر میں نے بھی یہی کہا فوراً کنکری نکل گئی۔ (مقاصدِ حسنہ ص ۳۸۴)

۱۴

نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کنکری کا نکل جانا معمولی بات ہے

مندرجہ بالا واقعہ سن کر علامہ رداد نے فرمایا:

وَھٰذَا یَسِیْرٌ فِیْ جَنْبِ فَضَائِلِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

یعنی فضائلِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کنکری کا نکل جانا معمولی سی بات ہے۔

(مقاصدِ حسنہ ص۳۸۴)

(۱۵)

اذان میں نامِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سُن کر درود پاک پڑھنے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانے والے کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی

حضرت شمس الدّین بن صالح مدنی جو کہ مسجد نبوی شریف کے امام وخطیب تھے اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ میں نے بعض مصری متقدّمین سے سُنا فرماتے تھے کہ جب کوئی اذان میں نامِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سُنے اور شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کو چوم کر آنکھوں سے لگاتے اس کی آنکھیں کبھی نہ دُکھیں گی۔ (مقاصدِ حسنہ ص۳۸۴)

(۱۶)

بعض شیوخِ عراق کا اسی سے ملتا جلتا قول مبارک

یہی حضرت شیخ ابوصالح مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نیز میں نے

فقیہ محمد الزندی سے سنا وہ بعض مشائخ عراق یا مشائخ عجم سے بیان فرماتے تھے کہ جب اذان میں نامِ نامی اسمِ گرامی حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سنے تو انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگاتے اور کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَیَا حَبِیْبَ قَلْبِیْ وَیَا نُوْرَ بَصَرِیْ وَیَا قُرَّةَ عَیْنِیْ - اس کے بعد فرمایا کہ میں نے جب سے یہ عمل شروع کیا ہے میری آنکھیں کبھی نہیں دکھیں

(مقاصد حسنہ ص ۳۸۴)

۱۷

مسجد نبوی شریف کے خطیب ابو صالح مدنی رحمۃ اللہ علیہ یہ سارے واقعات بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَاَنَا وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ مُنْذُ سَمِعْتُہٗ مِنْھُمَا اِسْتَعْمَلْتُہٗ فَلَمْ تَرْمَدْ عَیْنِیْ وَاَرْجُوْا اَنَّ عَافِیَتَھُمَا تَدُوْمُ وَاِنِّیْ اَسْلَمُ مِنَ الْعَمٰی اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی -

(مقاصد حسنہ ص ۳۸۴)

یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا بے حد شکر ہے کہ جب سے میں نے ان دونوں بزرگوں سے مندرجہ بالا ارشاد مبارکہ سنے ہیں میں بھی یہی

عمل کرتا ہوں لہٰذا میری بھی آنکھیں آج تک نہیں دُکھیں اور میں اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کی رحمت سے اُمید رکھتا ہوں کہ میری آنکھیں ہمیشہ محفوظ رہیں گی اور میں اندھا بھی نہیں ہوں گا، اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ۔

(مقاصدِ حسنہ ص۳۸۴)

۱۸

امامِ اہلبیت سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا قولِ مُبارک

حضرت خواجہ فقیہ مُحمّد بن سعید خولانی فرماتے ہیں مجھ سے عالم فاضل فقیہ اَبُو الحسن علی مُحمّد بن حدید حسینی نے بیان کیا اور انہوں نے فقیہ زاہد بلالی سے انہوں نے سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے بیان کیا آپ نے فرمایا جو شخص سُنے کہ مؤذّن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط کہہ رہا ہے اور وُہ سُن کر پڑھے مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَقُرَّۃِ عَیْنِیْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور انگوٹھوں کو چُوم کر آنکھوں پر لگائے وُہ نہ کبھی اندھا ہوگا نہ اس کی آنکھیں دُکھیں گی۔

(مقاصدِ حسنہ ص۳۸۵)

(۱۹)

یُوں ہی خواجہ شمس الدّین محمّد بن اَبُو النصر بُخاری

سے مروی ہے

کہ جو کوئی یہ عمل کرے گا وُہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔

(مقاصد حسنہ ص۳۸۵)

(۲۰)

جو شخص مذکورہ بالا عمل کرے حبیبِ خدا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اسے جنّت لے جائیں گے

شرح نقایہ میں ہے:

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهُمَا قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يُقَالُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيِ الْاِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ لَهٗ

قَائِدًا اِلَی الْجَنَّۃِ ۔

(منیر العین ص۱۳)

یعنی جاننا چاہیے کہ جب مؤذن اذان میں پہلی بار اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ پڑھے تو مستحب ہے کہ سننے والا انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے اور کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ اور جب مؤذن دوسری بار کہے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ تو سننے والا انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اور کہے قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ ۔ ایسا کرنیوالے کو حبیبِ خدا ﷺ جنّت لے جائیں گے ۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

(منیر العین ص۱۴)

اسی طرح فتاوٰی صوفیہ میں ہے ۔

۲۱

اذان میں نام پاک سنکر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا جائز و مستحب ہے۔ شیخ المشائخ علامہ جمال الدین مکّی نے اپنے فتاوٰی میں فرمایا :

سُئِلْتُ عَنْ تَقْبِيْلِ الْإِبْهَامَيْنِ وَ وَضْعِهِمَا عَلَى الْعَيْنَيْنِ عِنْدَ ذِكْرِ اسْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَذَانِ هَلْ هُوَ جَائِزٌ اَمْ لَا اَجَبْتُ بِمَا نَصُّهٗ تَقْبِيْلُ الْاِبْهَامَيْنِ وَ وَضْعُهُمَا عَلَى الْعَيْنَيْنِ عِنْدَ ذِكْرِ اسْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَذَانِ جَائِزٌ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ صَرَّحَ بِهٖ مَشَائِخُنَا۔

(منیر العین ص ۱۴)

یعنی حضرت شیخ جمال الدّین فرماتے ہیں مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر لگانا جائز ہے یا نہیں تو میں نے ان الفاظ سے جواب دیا اذان میں نامِ نامی اسمِ گرامی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سن کر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگانا جائز ہے بلکہ مستحب ہے جیسے کہ ہمارے بزرگوں نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کی تصریح کی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

۲۲

صاحبِ رُوح البیان کے نزدیک بھی اذان میں نام مبارک سُن کر انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر لگانا مستحب ہے

وَیَسْتَحِبُّ اَنْ یَّقُوْلَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰی مِنَ الشَّھَادَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعِنْدَ سَمَاعِ الثَّانِیَۃِ قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَیِ الْاِبْہَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ كَمَا فِیْ شَرْحِ الْقَھَسْتَانِیْ وَفِیْ تُحْفَۃِ الصَّلٰوتِ لِلْكَاشِفِیْ صَاحِبِ التَّفْسِیْرِ نَقْلًا عَنِ الْفُقَھَاءِ الْكِبَارِ۔ (تفسیر رُوح البیان صـــ ۲۶۰ جلد ۲۴)

یعنی اذان میں جب پہلی بار سُنے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ تو مستحب ہے کہ سُننے والا کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ اور جب دُوسری بار سُنے تو کہے قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ (آپ کی برکت سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے) جبکہ دونوں بار انگوٹھے چُوم کر آنکھوں پر لگائے

یوں شرح قہستانی میں ہے اور انھوں نے بڑے بڑے فقہاءِ کرام سے نقل کیا ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۲۳)

اذان میں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا

یہ سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی سُنّت ہے

دیلمی نے فردوس میں صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ والی حدیث پاک ذکر کی ہے کہ انھوں نے جب مؤذّن کو اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط پڑھتے سُنا تو (صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ) نے اسی طرح کیا اور اُنگلیوں کو بوسہ دیکر آنکھوں پر لگایا یہ دیکھ کر رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِیْلِیْ فَقَدْ حَلَّتْ عَلَیْہِ شَفَاعَتِیْ۔ وَلَا یَصِحُّ۔

(مقاصد حسنہ ص ۳۸۴)

یعنی جو کام میرے خلیل اَبُوبکر نے کیا ہے جو مُسلمان ایسا کرے گا اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگئی، اور اس کی سند درجہ صحت

تک نہیں پہنچی ۔

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

(۲۴)

ولیوں کے ولی سیّدنا امام ربّانی مجدّدِ الف ثانی سرہندی قدّس سرّہٗ بھی اذان میں نام مُبارک سُن کر انگوٹھے چُوم کر آنکھوں پر لگاتے تھے

"جواہرِ مجدّدیہ" میں ہے (سیّدنا امام ربّانی قدّس سرّہ) جس وقت اذان سُنتے اس کا جواب دیتے اور بوقت شہادۃِ ثانیہ (اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ) تقبیل ابہامین (انگوٹھے چُوم کر آنکھوں پر لگاتے) اور قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ پڑھتے

(جواہرِ مجدّدیہ ص۵۲ ، مصنّفہ حضرت خواجہ احمد حسین نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ)

۱۔ اے میرے عزیز غور کر یہ امام ربّانی کون ہیں یہ وُہ ہیں جن کے متعلّق پانچ سو سال پہلے غوثوں کے غوث محبوبِ سُبحانی قطبِ ربّانی غوثِ اعظم جیلانی قدّس سرّہٗ نے بشارت دی تھی ، ہُوا یوں کہ ایک دن سیّدنا غوثِ اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کسی جنگل میں مراقبہ کر رہے تھے کہ یکایک ایک نُور آسمان سے نمودار ہُوا اس سے سارا جہان

منوّر ہو گیا اور الہام ہُوا کہ آپ سے پانچ سو سال بعد جب کہ جہاں میں شرک و بدعت پھیل جائے گی اس وقت ایک بزرگ پیدا ہوگا جو کہ وحیدِ اُمّت (یکتاءِ اُمّت) پیدا ہوگا وُہ دُنیا سے شرک اور گمراہی کو ملیا میٹ کر دے گا، دینِ مصطفیٰ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو نئے سرے سے تازگی بخشے گا اور اس کی صحبت کیمیا ہوگی، اس کے صاحبزادے اور خلفاء بارگاہِ صمدیت کے صدر نشین ہوں گے یہ سُن کر سیّدنا غوثِ اعظم بغدادی قدّس سرّہ نے اپنے خرقہ خاص کو اپنے کمالات (نسبتِ قادریہ) سے بھرپور کر کے اپنے صاحبزادہ تاج الدّین سیّد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا اور فرمایا کہ جب اس بزرگ کا ظہور ہو یہ خرقہ ان کے حوالے کر دینا اس وقت سے وُہ خرقہ خاص سیّد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں یکے بعد دیگرے وصیّت کے مطابق سپُرد ہوتا رہا حتّٰی کہ سنہ ۱۰۱۳ھ میں سیّدنا غوثِ اعظم محبُوبِ ربّانی قدّس سرّہٗ کی اولادِ پاک میں سے سیّد سکندر شاہ کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ اسے کیتھل سے اُٹھا کر سرہند شریف لائے اس وقت حضرت امام ربّانی مجدّدِ الف ثانی قدّس سرّہ مراقبہ میں تھے تو اچانک حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اُوپر ڈال دیا جس سے آپ نسبتِ قادریہ کے فیض سے بہت زیادہ مسرُور ہوئے

(جواہرِ مجدّدیہ ص۲)

۲- یہ وُہ امام ربّانی ہیں جن کے متعلّق حضرت شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا آج سے چار سو سال بعد میرا ایک ہم نام پیدا ہوگا، (شیخ احمد جام کا نام بھی احمد تھا اور سیّدنا امام ربّانی کا نام بھی احمد ہے) (رضی اللہ عنہما) وُہ میرے بعد میرے ہم ناموں سے افضل ہوگا۔

(جواھرِ مجددیہ ص۱۰)

۳- یہ وُہ امام ربّانی مجدّد الف ثانی قدّس سرّہٗ ہیں جن کے متعلّق حضرت شیخ احمد جام رحمہ اللہ کے صاحبزادے شیخ ظہور الدّین رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے والد ماجد کے ہاتھ پر چھ لاکھ آدمیوں نے بیعت کی تھی تو میں نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا بڑے بڑے مشائخ کرام کے حالات کتابوں میں مرقوم ہیں لیکن آپ کے حالات سب سے ممتاز ہیں، یہ سُن کر آپ نے فرمایا اب سے چار سو سال بعد ایک میرا ہم نام بزرگ پیدا ہوگا اس کے حالات مجھ سے بھی کہیں افضل ہوں گے۔

(جواھرِ مجدّدیہ ص۱۰)

حضرت شیخ ملّا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت شیخ احمد جام رحمہ اللہ کا مذکورہ قول مُبارک تحریر فرمایا ہے کہ شیخ احمد جام کا وصال ۶۰۰ھ میں ہُوا اور حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور ۱۰۰۰ھ میں ہُوا جو کہ

پُورے چار سو سال بنتے ہیں لہٰذا ثابت ہُوا کہ وُہ بزرگ جنکی بشارت دی گئی تھی وُہ آپ ہی ہیں ۔

(جواھر مجدّدیہ ص۱۰۱)

۴۔ یہ امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وُہ ہیں جن کے متعلّق حضرت شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ایک بزرگ جو کہ افضل ترین اولیاء اُمّت سے ہونگے مُلک ہند میں پیدا ہونے والے ہیں میری ان کے ساتھ ملاقات نہ ہو سکے گی جس کا مجھے افسوس ہے پھر آپ نے ایک خط حضرت امام ربّانی کے نام لکھ کر اپنے خلیفہ خواجہ عبدالرحمٰن بدخشی کے حوالے کیا اور وُہ خلیفہ صاحب اس خط کو لے کر ۱۰۲۲ھ ہجری میں آئے اور حضرت امام ربّانی قدس سرّہٗ کی خدمت میں پیش کیا اس خط میں دُعاء کے لیے عرضداشت تھی، سیّدنا امام ربّانی نے وُہ خط پڑھ کر دُعاء کی اور پھر فرمایا شیخ خلیل اللہ بدخشی کا مقام کبارِ اولیاء اُمّت میں نظر آتا ہے ۔

(جواھر مجدّدیہ ص۱۰۱)

۵۔ یہ وُہ امام ربّانی ہیں کہ جب الحاد و بے دینی عروج پر پہنچ گئی تو لوگ حضرت سلیم چشتی اور حضرت شیخ نظام نارنولی اور حضرت شیخ عبداللہ سہروردی رحمہم اللہ کی خدمت میں اکبر بادشاہ کی بے دینی کی

شکایات لے کر آتے تو یہ اولیاء اُمّت توجّہ باطنی کے بعد فرماتے صبر کرو عنقریب ایک امامِ وقت اور اسلام کا مجدّد پیدا ہونے والا ہے وُہ اس بے دینی اور گمراہی کو دفع کرے گا اور قیامت تک اس کا نُور باقی رہے گا۔

(جواھرِ مجدّدیہ ص۱۱)

۶۔ یہ وُہ امامِ ربّانی مجدّدِ الف ثانی قدّس سرّہٗ ہیں جن کے متعلّق جب آپ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرو مُرشد خواجہ عبدالقدّوس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بعیت کیلئے حاضر ہوُتے تو حضرت خواجہ عبدالقدّوس نے فرمایا آپ کی پیشانی میں ایک ولی برحق کا نُور جلوہ گر ہے اُس نُور سے مشرق و مغرب روشن ہونگے اور بدعت و گمراہی مٹ جائیگی اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اس کو دربارِ الٰہی میں وسیلہ بناؤں گا۔

(جواھرِ مجدّدیہ ص۱۱)

۷۔ یہ وُہ امام ربّانی قدّس سرّہٗ ہیں کہ جس سال ۹۷۱ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی اس سال خان اعظم خاں کے دربار نجومی اکٹھے ہوئے اور سب نے کہا تین دن سے ایک ستارہ طلوع ہو رہا ہے جس سے یہ نتائج اخذ کیے جا رہے ہیں کہ کوئی مردِ خُدا پیدا

ہُوا ہے جو کہ اسلام کو تازگی بخشے گا۔

(جواھرِ مجدّدیہ ص۱۱)

۸۔ یہ وُہ امام ربّانی مجدّد الف ثانی ہیں کہ ان کی ولادت سے سال ارا کین سلطنت نے کچھ خوابیں دیکھیں کہ سرہند سے ایک نُور کا ظہور ہُوا ہے انھوں نے یہ خوابیں شیخ کبیر الاولیاء کی خدمت میں عرض کیں آپ نے فرمایا سرہند سے جو نُور کا ظہور دیکھا گیا ہے یہ کسی ولی برحق کی ولادت کی طرف اشارہ ہے۔

(جواھرِ مجدّدیہ ص۱۱)

۹۔ یہ وُہ امام ربّانی ہیں جن کے متعلّق آپ کے والد ماجد رحمہ اللہ نے ایک دن مراقبہ کی حالت میں دیکھا کہ جہان میں تاریکی پھیلی ہوئی ہے اور ریچھ، بندر، خنزیر لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں پھر یکایک دیکھا کہ ان کے اپنے سینہ سے ایک نُور نکلا جس سے سارا جہان روشن ہو گیا اور اس نُور نے سب درندوں (خنزیر، ریچھ) وغیرہ کو جلا کر خاکستر کر دیا ہے پھر دیکھا کہ ایک نُورانی تخت ہے جس پر ایک ذیشان بزرگ جلوہ گر ہیں اور ان کے چاروں طرف بہت سے نُورانی بزرگ اور فرشتے باادب کھڑے ہیں اور ان کے سامنے ظالموں اور جابروں کو لا کر ذبح کیا جا رہا ہے اور ایک منادی

ندا کر رہا ہے قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝

آپ کے والد ماجد نے یہ واقعہ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمہ اللہ جو کہ سیّدنا غوثِ اعظم جیلانی قدّس سرّہ کی اولاد امجاد میں سے تھے عرض کیا آپ نے سُن کر فرمایا آپ کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوگا جو جو افضل اولیاء اُمّت سے ہوگا اس کے نُور سے شرک و بدعت کی گمراہی دُور ہو گی اور دینِ مُصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو روشنی اور فروغ حاصل ہو گا۔

(جواھرِ مجدّدیہ صٓ۱۲)

عزیز من یہ مندرجہ بالا چند سطریں میں نے اس لیے لکھی ہیں کہ اس پر غور کیا جائے اتنی بڑی ہستی جن کی بزرگی جن کے علم وفضل کا چار دانگ عالم میں ڈنکا بج رہا ہے جن کی بزرگی کی بڑے بڑے ولیوں، قطبوں، غوثوں نے صد ہا سال پہلے سے بشارتیں دیں وہ اس مُبارک عمل جس پر حصُولِ جنّت اور گناہوں کی بخشش کی نوید ہے عمل پیرا رہے کیا وُہ عمل بھی بدعت اور ناجائز ہوسکتا ہے کیا یہ لوگ جو انٹ شنٹ باتیں بنا کر اس مُبارک عمل سے روکنے کی لاحاصل کوشش کرتے ہیں وُہ باتیں ان اکابر تک نہ پہنچیں کیا وُہ ان پڑھ

تھے، عزیز من جن کے دل محبّت وعظمتِ مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے خالی ہیں وُہ تو کسی قیمت پر نہیں مانیں گے لیکن تُو تو اپنے دِل کو صاف کر میرے عزیز اسی عمل سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اگر ایسے لوگوں کے دلوں میں رتی بھر بھی عشقِ رسُول ہوتا تو یہ ہرگز ہرگز انکار نہ کرتے بہرحال بطورِ نصیحت عرض کرتا ہُوں کہ اگر آپ نے ایسے ہی لوگوں کے ساتھ میل جول محبّت و دوستی رکھی تو قبر میں جانِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نہیں پہچان سکو گے، لہٰذا ابھی وقت ہے ہوشیار ہو، بیدار ہو اوران اکابر اولیاء کا دامن تھام لے جنکی بزرگی اورعلم وفضل سے جہان روشن ہے۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وَما توفیقی الّا باللہ العَلی العَظِیم۔

(۲۵)

اذان میں نام پاک سُنکر انگُوٹھے چُومنے اور آنکھوں پر لگانے سے اگلے پچھلے گُناہ معاف ہوجاتے ہیں

حضرت شیخ ابُو طالب مکّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے قوت القلوب میں فرمایا:

روایت کردہ از ابن عینیہ کہ حضرت پیغمبر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

بمسجد درآمد و ابُوبکر رضی اللہ عنہ ظفر ابہامین چشم خود را مسح کردہ گفت قُرَّۃُ عَیۡنِیۡ بِکَ یَارَسُوۡلَ اللہِ ۔ وچوں بلال رضی اللہ عنہ از اذان فراغتی روئے نمود حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ابابکر ہر کہ بگوید آنچہ توگفتی از رُوئے شوق بلقائے من وبکند آنچہ تو کردی خدائے درگزرد گناہاں ویرا آنچہ باشد نو و کہنہ خطا و عمد و نہاں و آشکارا در مضمرات بریں وجہ نقل کردہ ۔

(حاشیہ تفسیر جلالین ص۳۵۷)

یعنی ابن عینیہ سے مروی ہے کہ حبیب خُدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف لائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور جب اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللہِ ؕ کہا تو حضرت صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے انگُوٹھے آنکھوں پر لگا کر پڑھا قُرَّۃُ عَیۡنِیۡ بِکَ یَارَسُوۡلَ اللہِ ۔ اور جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان ختم کی، رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اَبُوبکر جو کوئی یہ پڑھے جو تُونے پڑھا ہے از رُوئے شوق دیدار اور ایسے کرے جیسے تُو نے کیا ہے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس کے نئے پُرانے پوشیدہ اور ظاہر گناہ نیز خطا و عمد سب معاف فرما دے گا ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَار
سَیِّدِ الْاَبْرَار زَیْنِ الْمُرْسَلِیْن الْاَخْیَار وَعَلٰی آلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ الْاَبْرَار اِلٰی یَوْمِ الْقَرَار۔

ذاں بعد محشی نے فرمایا:

وَقَدْ اَصَابَ الْقُھُسْتَانِیْ فِی الْقَوْلِ
بِاِسْتِحْبَابِہٖ۔ (حاشیہ جلالین ص۳۵۷)

یعنی علامہ قہستانی نے بالکل درست فرمایا ہے کہ یہ عمل مستحب ہے، پھر فرمایا:

وَکَفَانَا کَلَامُ الْاِمَامِ الْمَکِّیِّ فِیْ کِتَابِہٖ
فَاِنَّہٗ قَدْ شَھِدَ الشَّیْخُ السُّھْرَوَرْدِیُّ فِی الْعَوَارِفِ
الْمَعَارِفِ بِوُفُوْرِ عِلْمِہٖ وَکَثْرَۃِ حِفْظِہٖ وَقُوَّۃِ حَالِہٖ۔

(حاشیہ جلالین ص۳۵۷)

یعنی ہمارے لیے شیخ ابُوطالب مکّی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مُبارک کافی ہے کیونکہ شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدّین سہروردی قدّس سرّہٗ نے عوارف المعارف میں خواجہ ابُوطالب مکّی کے علم کے وافر ہونے اور حال کی قوّت اور مضبُوط یادداشت کی گواہی دی ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْاَنَام وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

نیز محشی نے آخر میں فرمایا :

وَلَقَدْ فَصَّلْنَا وَاَطْنَبْنَا الْکَلَامَ لِاَنَّ بَعْضَ النَّاسِ یُنَازِعُ فِیْہِ لِقِلَّۃِ عِلْمِہٖ ۔

(حاشیہ جلالین ص۳۵۷)

یعنی ہم نے اس مسئلہ کو اس لیے تفصیل کے ساتھ لمبا کر کے بیان کیا ہے کہ بعض کم علم لوگ اس مسئلہ میں جھگڑا کرتے ہیں۔

صَلَّی اللہُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن ۔

تنبیہ : تفسیر جلالین کے محشی نے بالکل ٹھیک فرمایا ہے کہ اس مسئلہ میں جو لوگ نزاع کرتے ہیں وُہ کم علم ہیں میں کہتا ہوں کہ وُہ صرف کم علم ہی نہیں بلکہ وُہ کم عقل بھی ہیں، اور صرف میں ہی نہیں کہتا بلکہ مرزا غالبؔ بھی یہی کہہ گئے ہیں : ؎

اُلفت کو احمقوں نے پرستش دیا قرار

یعنی ایمان والے ولیوں، نبیوں کے ساتھ خصوصًا حبیبِ خُدا سیّد الانبیاء صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ محبّت و اُلفت کرتے ہیں، تو احمق لوگ کہتے ہیں تم ان کی پُوجا کرتے ہو لہٰذا شرک کرتے ہو۔

اسی وجہ سے وُہ احمق کہلاتے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہدایت عطا کرے۔

سوال: آپ نے ایک مستحب عمل پر اتنا زور کیوں دیا ہے آخر یہ کوئی فرض واجب تو نہیں ہے۔

جواب: بیشک اذان میں نامِ نامی اسمِ گرامی سُن کر محبّت کے ساتھ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر لگانا نہ یہ فرض ہے نہ واجب نہ سُنّتِ مؤکدہ بلکہ یہ ایک مستحب عمل ہے لیکن یہ عمل صدہا برکات کا حامل ہے اس میں محبّت و عظمتِ مصطفیٰ[1] کا اظہار ہے جو کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حبیب ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسی عظمتِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے جنّت کا حصُول ہے، اسی کی برکت سے صد سالہ گنہگار بخشے جا سکتے ہیں۔ لہٰذا اِسی جذبہ کے تحت فقیر نے خیر خواہی کے طور پر اس مسئلہ کو تفصیل سے لکھا ہے تاکہ میرے آقا رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت اس پر عمل پیرا ہو کر شفاعت کی حقدار ہو کر ان کے ربّ کریم جل جلالہ سے جنّت حاصل کر سکے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى الْمُوَفِّقُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

---

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡن ۔

واقعہ

فقیر اَبُوسعید غفرلہٗ ایک دن ایک کامل ولی جو کہ صاحبِ کشف وکرامت ہیں جو کہ دل کے خطرات پر گفتگو فرما جاتے ہیں، فقیر ان کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے دورانِ گفتگو دو باتیں ارشاد فرمائیں، ایک یہ کہ جب تک انسان نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی محبّت وعظمت دل میں نہ بٹھائے صرف اللّٰہ اللّٰہ کرنے سے کچھ نہیں بنتا اللّٰہ اللّٰہ تو سکھ بھی کرتے ہیں، یہودی، عیسائی بھی کرتے ہیں اس سے کچھ نہیں ہوتا ۔ دُوسری بات یہ کہ دورانِ گفتگو رسُولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کا نام پاک سُن کر انگوٹھے چُومنے اور آنکھوں پر لگانے کا مسئلہ زیرِ بحث آیا آپ نے فرمایا جو مُسلمان نام پاک سُن کر انگوٹھے نہ چُومے ہوسکتا ہے کہ اللّٰہ تعالٰی اسے اسی بنا پہ دوزخ بھیج دے یہ ارشاد سُن کر میرے دل میں فوراً خیال آیا کہ یہ عمل نہ تو فرض ہے نہ واجب نہ سُنّت بلکہ یہ تو صرف مستحب اور باعثِ برکت ہے، اس کا ترک کرنا کُفر تو نہیں کہ اس کے نہ کرنے سے دوزخ کا حقدار ہو، میرے دل میں یہ خیال

آتے ہی آپ نے فرمایا یہ عمل ہے تو مستحب اس میں شک نہیں لیکن اگر چند مُسلمان بیٹھے ہوں اور اذان میں نامِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سُن کر باقی سب نے انگوٹھے چُومے مگر ان میں ایک شخص نے ایسا نہیں کیا تو معلوم ہُوا کہ اس کے دل میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بغض ہے ورنہ وُہ دُوسروں کو دیکھ کر ہی یہ عمل کر لیتا اور بغضِ رسُول کُفر ہے اور کُفر کی سزا یقیناً دوزخ ہے (اوکما قال) یہ سُن کر فقیر کا دل باغ باغ ہو گیا کہ ایسی باریکیاں اولیاء کرام ہی بیان کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ہمارے دلوں میں ایمان اور عشقِ رسُول مرکوز و مربوط کرے اور جب دل میں ایمان آجائے تو سارے شکوک و شبہات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔

جیسے کہ اکابر کا ارشاد ہے:

اَلْاِیْمَانُ یَقْطَعُ الْاِعْتِرَاضَ وَالْاِنْکَارَ ظَاھِرًا وَبَاطِنًا۔

یعنی ایمان ظاہری باطنی اعتراض و انکار کی جڑ کاٹ پھینکتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارزقنا حبّك وحبّ حبیبك الکریم وحبّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ واولیاء امتہ وحب عمل یقربنا الیك بجاہ من اتخذتہ حبیبا ف

الدنیا والآخرہ ، صَلَّی اللہ تعَالیٰ عَلَیہ وَعلیٰ آلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِین۔

محتاجِ دُعا، فقیر ابُوسعید محمّد امین غفرلہ ولوالدیہ والاحبابہ

نوٹ : سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی برکتیں کیا ہیں اس کے متعلّق فقیر کی کتاب آبِ کوثر کا مطالعہ کریں اور اندازہ کریں کہ اس نامِ نامی اسمِ گرامی کے دامن میں کیسی کیسی دین و دُنیا کی سعادتیں برکتیں رحمتیں اللّٰہ تعالیٰ جلّ جلالہ نے رکھی ہیں۔

وَاللہ تعالیٰ الموفق ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

فوائد

مندرجہ بالا احادیثِ مُبارکہ اور ارشاداتِ عالیہ سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں :

۱۔ اذان میں نام پاک سُن کر انگوٹھے چُومنا اور آنکھوں پر لگانا یہ سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی سُنّت ہے۔

۲۔ رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو پسند فرمایا ہے۔

۳۔ اور ایمان والوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے۔

۴۔ اور اس پر عمل کرنے والے کو شفاعت کی نوید سُنائی ہے اور یہ ایک نعمتِ عظمیٰ ہے۔

۵۔ ایسا کرنے والے کے نئے پُرانے عمد و خطا ظاہر، باطن گُناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

۶۔ نامِ نامی اسمِ گرامی کی تعظیم کرنے والے کو حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم جنّت میں داخل فرمائیں گے۔

۷۔ ایسا کرنے والے کی آنکھیں نہیں دُکھتیں۔

۸۔ اذان میں نام پاک سُن کر درُود پاک پڑھنا، انگوٹھوں کو چُوم کر آنکھوں پر لگانا بڑے بڑے جلیل القدر علما۔ فقہا۔ محدّثین اور اولیا کرام کے نزدیک جائز و مستحب اور باعث صدہا برکات ہے مثلاً سیّد الفقہا علاّمہ سیّد ابن عابدین صاحبِ ردالمحتار فتاویٰ شامی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ ابُو طالب مکّی رحمۃ اللہ علیہ جن کے علم و ثقاہت حفظ کی شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدّین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے تصدیق کی۔

اور حافظ الحدیث علاّمہ شمس الدّین سخاوی رحمتہ اللہ علیہ اور صاحبِ شرح نقایہ وصاحبِ فتاوی صوفیہ وصاحبِ شرح قہستانی

وصاحب کنزالعباد اور حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبِ تفسیر رُوح البیان علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اور سیدنا امام ربّانی مجدّد و منوّر الف ثانی قدّس سرّہٗ نے عمل کر کے مُہرِ تصدیق ثبت کر دی۔

تنبیہ: اس مُبارک اور مستحب فعل سے منع کرنے والے حضرات سے اپیل ہے کہ وُہ ممانعت کا ایک قول دکھا دیں یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے فرمایا ہو کہ میرے حبیب کا نام سُن کر انگوٹھے مت چُومو یا خود رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میرا نام سُن کر انگوٹھے نہ چُومو، بس ایک قول دکھا دیں اور اگر وُہ ممانعت کا ایک قول بھی نہ دکھا سکیں اور ہرگز نہیں دکھا سکتے تو مندرجہ ذیل سوال کا جواب دیں۔

سوال: ممانعت کا ایک قول بھی نہ ہو اور جواز کے دلائل کا انبار موجود ہو جو کہ کتاب ہٰذا کے اکتیس (۳۱) صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں اس کے باوجود یہی رٹ لگاتے جانا کہ ہمیں تو کوئی ثبوت ملا ہی نہیں، کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے کیا محبّتِ رسُول اسی کو کہتے ہیں۔ نیز یہ بھی مُسلّم کہ عدمِ ثبوت ثبوتِ عدم نہیں ہوتا پھر کس قانون سے منع کرتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

فقیر ابو سعید غفرلہٗ

ضمیمہ

زاں بعد ہم ان حضرات کے اکابر کا نظریہ پیش کر رہے ہیں جو کہ اس مبارک اور باعث صدہا برکات عمل سے محروم ہیں جس عمل پر بخشش کی اور حصول جنّت کی نوید ہے۔ پڑھیے اور عمل کر کے رب العالمین جل جلالہٗ سے جنّت حاصل کیجئے۔

مولوی عبدالشکور دیوبندی لکھنوی اپنی تصنیف "علم الفقہ" کے صد ۱۵۹ پر لکھتے ہیں اذاں سننے والے کو مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ اشہدان محمدا رسول اللہ سُنے تو یہ بھی کہے صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور جب دوسری مرتبہ سُنے تو اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کو آنکھ پر رکھ کر کہے قرۃ عینی بک یارسول اللہ اللھم متعنی بالسمع والبصر (جامع الرموز۔ کنزالعباد)

(علم الفقہ صد ۱۵۹ مطبع دارالاشاعت کراچی)

اور یہ کتاب مصدّقہ ہے مفتی محمد شفیع عثمانی مفتی دارالعلوم دیوبند کی۔ مفتی صاحب موصوف نے اس کتاب علم الفقہ کو مستند اور معتبر قرار دیا ہے جیسے کہ اسی کتاب کے صد ۳ پر مفتی صاحب موصوف کی تقریظ اعلان کر رہی ہے۔ بعض دیوبندی علماء یہ تاثر دیتے ہیں کہ اس مسئلہ میں جو روایات ہیں وہ پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتی۔ فقیر کہتا ہے یہ بات مولوی عبدالشکور اور مفتی محمد شفیع دیوبندی سے پوچھیں کہ پایہ ثبوت تک پہنچتی ہیں یا نہیں الحاصل اب کسی ایسے شخص کو جو اپنے کو دیوبندی کہلاتا ہے اس مبارک عمل سے انکار کی گنجائش نہیں ہے مگر میں نہ مانوں کا علاج نہیں اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ

يُحَبِّبُكَ وَحُبِّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنَا اِلٰى حُبِّكَ ۔ وصلی اللہ تعالےٰ علے النبی الکریم الحبیب الحسیب وعلے اٰلہ واصحابہ اجمعین۔

کلمہ طیبہ کا مفہوم و معنیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ الذی ھدانا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ ۔ اما بعد۔ طیب کا معنیٰ ہے پاک کرنے والا۔ کلمہ طیبۃ یعنی پاک کرنے والا کلمہ۔

اگر کوئی غیر مسلم دریاؤں سمندروں میں نہلائے بلکہ سو سال بھی نہاتا رہے وہ پاک نہیں ہوگا لیکن اگر وہ صدق دل سے ایک بار بھی کلمہ طیبہ پڑھ لے تو وہ پاک ہو جائیگا کیونکہ کلمہ طیبۃ پڑھ لیا ہے۔

اللھم ارزقنا تکرارھا بصدق النیۃ والاخلاص۔

کلمہ طیبہ کے دو جز ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ اس کا پہلا جز دعوےٰ ہے یعنی اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود کوئی عبادت کے لائق نہیں اور دوسرا جز محمد رسول اللہ اس دعوے توحید کی دلیل ہے۔

سوال :۔ یہ کیسے معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ دعوے توحید کی دلیل ہے

جواب :۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ یعنی اے لوگو تمہارے پاس تمہارے

رب کی طرف ایک برہان (دلیل) آئی ہے اور اس جگہ برہان (دلیل) سے مراد رسول اکرم رحمۃ العالمین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے۔ (عام مفسرین)

نیز جب تک یہ دلیل (رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) ظاہر نہیں ہوئی تھی لوگوں نے کئی کئی معبود بنا رکھے تھے اور وہ تقریباً سارے ہی اس شرک میں مبتلا تھے اور جب یہ دلیل جلوہ گر ہوئی لوگ اپنے معبودان باطلہ سے منہ موڑ کر ایک معبود برحق کے پرستار بنتے چلے گئے حتیٰ کہ اب روئے زمین کے ہر خطہ میں اس دلیل کی برکت سے اللہ وحدہٗ لاشریک کے ماننے والے موجود ہیں اور یہ دلیل ہے اس ذات والا صفات کے دلیل ہونے کی نیز مقولہ ہے آفتاب آمد دلیل آفتاب جب دوپہر کے وقت سورج اپنی آب وتاب کے ساتھ چمک دمک رہا ہو تو اس کو ثابت کرنے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔

اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ اس بے عیب دعوے لا الٰہ الا اللہ کی دلیل محمد رسول اللہ ہے لہٰذا جب دعوے بے عیب ہے دلیل کا بے عیب ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ جب دلیل ہی عیب دار ہو گی تو دعوے ثابت نہیں ہو سکے گا۔

اس کی مثال یوں سمجھئے جیسے زید نے بکر پر لاکھ روپے کا دعوے دائر کر دیا اور جج صاحب مدعی (زید) سے پوچھیں لاؤ تمہارے اس دعوے کو گواہ (دلیل) کہاں ہے یہ سن کر زید دو گواہ بطور دلیل

پیش کردے جج صاحب پوچھیں کہ تیرے یہ گواہ کیسے ہیں زید کہے جناب یہ ہیں تو میرے اس دعوے کے گواہ مگر جھوٹ بہت بولتے ہیں۔ یہ فراڈی بھی ہیں انہیں پتہ بھی کسی بات کا نہیں تو بتائیے زید کا دعوےٰ ثابت ہو سکے گا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ جج کہیگا جاؤ میاں صاحب جا کر گھر بیٹھو ایسے گواہوں سے یہ دعوےٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر مدعی کہے جناب یہ گواہ سچے ہیں انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا یہ عینی یعنی چشم دید گواہ ہیں یہ فراڈ وغیرہ ہر عیب سے پاک ہیں پھر مدعا علیہ کا وکیل جرح کر کے انہیں جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر وہ گواہ سچے اور سچے نکلے کہ کسی بھی مقام پر لغزش نہیں کھائی۔ اب زید کا دعوےٰ ثابت ہو جائے گا یونہی اس سب سے اونچے سب سے اعلٰے سب سے بالا سب سے والا سب سے اولی دعوے توحید لا الہ الا اللہ کی دلیل ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہٰذا اگر کوئی دعوے تو کرے لا الہ الا اللہ اور دلیل کے متعلق کہے ان کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ان کو تو کوئی اختیار ہی نہیں وغیرہ وغیرہ تو ایسے کا دعوےٰ ثابت نہیں ہو سکیگا اور اسے قیامت کے دن کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا اس کی وضاحت تمثیلاً بیان کی جاتی ہے شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

تمثیل (۱) ایک جماعت تبلیغ کے لئے کسی ایسے ملک میں جائے جہاں اسلام کی روشنی نہیں پہنچی وہاں کے لوگ بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ جماعت والے اسلام کی دعوت دیں اور کہیں ان جھوٹے خداؤں کی پرستش چھوڑو اور ایک معبود برحق کی پرستش کرو وہ پوچھیں یہ نظریہ کس نے پیش کیا جماعت والے کہیں یہ اس نے پیش کیا ہے جن کا نام محمد ہے وہ لوگ

سوال کریں محمد کی کیا حیثیت ہے وہ کیسے ہیں؟ جواب میں جماعت یوں کہے ہیں تو اللہ کے رسول مگر ان کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں وہ کچھ اختیار نہیں رکھتے جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ وہ تو اپنے نواسوں کو نہ بچا سکے کسی کو کیا فائدہ دے سکتے ہیں۔

ان کو تو اپنا بھی پتہ نہیں کہ قیامت کے دن ان کے ساتھ کیا ہوگا وغیرہ وغیرہ تو سینے پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ وہ اسلام کو قبول کریں گے ہرگز نہیں قبول کریں گے۔ اور ایسا ہوا بھی ہے۔ بھکی ضلع گجرات میں سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ کٹھالہ کے ایک مولوی سے ہوا مولوی صاحب نے لوگوں کو مخاطب کرکے کہا لوگو دیکھو نمک ملتا ہے کھیوڑہ کی کان سے تو اگر کوئی نبی کے مزار پر جاکر کہے اے اللہ کے نبی مجھے نمک دیدو تو بھلا وہ نمک دے سکتے ہیں۔ یُوں ہی گھاس ملتا ہے چراگاہ سے تو اگر کوئی مدینہ جاکر کہے اے اللہ کے نبی مجھے گھاس دیدو تو بھلا نبی گھاس دے سکتا ہے اور اس مناظرہ میں سکھ بھی مناظرہ سُننے کے لئے آئے ہوئے تھے اور جب وہ مولوی صاحب اپنی جماعت کو لے کر واپس جارہے تھے راستہ میں ان سکھوں نے کہا مولوی جی جو تمہارا نبی نمک تک نہ دے سکے تمہیں گھاس نہ دے سکے اس کا کلمہ پڑھنے کا کیا فائدہ؟ لہٰذا ہمارا مشورہ ہے کہ ایسے بے اختیار نبی کا کلمہ چھوڑ کر ہمارے گرو کا کلمہ پڑھ لو۔ یہ واقعہ محترم صوفی اللہ رکھا صاحب نے بیان کیا جو کہ بنفس نفیس اس مناظرہ میں موجود تھے۔

اور اگر کوئی دوسری روحانی جماعت کسی ایسے ملک پہنچے جہاں اسلام کی کرنیں نہیں چمکیں اور وہ روحانی جماعت ان لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دے اور وہ لوگ پوچھیں یہ نظریہ کس نے پیش کیا ہے؟ روحانی جماعت والے کہیں یہ

نظریہ اس ہستی نے پیش کیا ہے جس کا نام نامی محمد ہے وہ لوگ سوال کریں ان کی کیا حیثیت ہے اس پر روحانی جماعت والے کہیں وہ وہ ہیں کہ انگلی کا اشارہ کریں چاند دو لخت ہو جائے ہاتھ اٹھائیں تو ڈوبا ہوا سورج واپس آجائے ان کا پیغام پہنچے تو درخت چل کر حاضر ہو جائیں وہ اپنا ہاتھ پیالہ میں رکھیں تو پانی کے چشمے جاری ہو جائیں ان کا اشارہ ہو جائے تو جانور با آواز بلند ان کے سچے رسول ہونے کی گواہی دیں اور جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کی شفاعت سے ساری مخلوق کو عذاب الٰہی سے چھٹکارا مل جائے گا۔ ؎

نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہُو!

ایسی باتیں سن کر یقیناً وہ غور کریں گے کہ ہمارے یہ جھوٹے خدا تو مکھی بھی نہیں ہٹا سکتے لہٰذا کیوں نہ اس نظریہ کو قبول کر لیا جائے۔

پہلی جماعت کا دعوئے کیوں نہ ثابت ہو سکا اس لئے کہ انہوں نے اس دعوے توحید کی دلیل کو عیب دار ثابت کیا اور دوسری روحانی جماعت کے دعوے توحید کو کیوں پذیرائی ہوئی اس لئے کہ انہوں نے دعوے توحید کی دلیل کو بے عیب سچا اور سچا ثابت کر دکھایا۔ اللّٰھم صل وسلم وبارک علٰی حبیبک سید العالمین وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

تمثیل ۲

پانچ آدمی اکٹھے سفر پر روانہ ہوئے ان میں سے ایک ہندو ایک یہودی ایک عیسائی اور دو مسلمان تھے۔ دوران سفر آپس میں گفتگو شروع ہو گئی۔ ہندو بولا دیکھو بھئی ہمارے ہنومان کی طاقت کہ اس نے چودہ من کی کمان کو اتنے زور سے کھینچا کہ کمان کے دو ٹکڑے ہو گئے بعد میں یہودی بولا دیکھو بھئی میرے نبی موسٰی علیہ السلام کی شان کہ پتھر پر نیزہ مارا تو پتھر سے چشمے پانی کے جاری ہو گئے۔ پھر عیسائی بولا دیکھو بھئی میرے نبی کی شان کہ انہوں نے مردے زندہ کر دیئے اگر ہے کسی میں ایسی طاقت تو وہ پیش کرے۔ بعد میں ایک مسلمان جس کا دل محبت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

سے خالی تھا۔ وہ بولا بھائی میرے نبی کو تو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں تھا۔
وہ تو بالکل بے اختیار تھے ۔رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔
اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ۔
وہ تو اپنے نواسوں کو نہیں بچا سکے کسی کو کیا فائدہ دے سکتے ہیں
ان کو اپنا پتہ نہیں کہ قیامت کے دن ان کے ساتھ کیا ہونیوالا ہے
وغیرہ وغیرہ ۔

یہ سن کر وہ مسلمان بولا جو ایماندار تھا ارے بدبخت تو کیا جانے ہمارے نبی کی شان کو آؤ مجھ سے پوچھو ارے ہندو اگر تیرے ہنومان نے کمان کے دو ٹکڑے کر دیئے تو یہ کون سی بہادری ہے میرے نبی نے تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے لہذا اگر کسی میں ایسی طاقت ہے تو پیش کرو۔

ارے یہودی تیرے نبی نے پتھروں سے چشمے جاری کر دیئے میں اس کو تو مانتا ہوں لیکن چشمے تو پتھروں سے ہی نکلا کرتے ہیں میرے نبی نے تو انگلیوں سے چشمے جاری کر دیئے اور اگر ہے کوئی مقابلہ کا تو پیش کرو

ارے عیسائی تیرے نبی نے مردوں کو زندہ کیا میں یہ مانتا ہوں مگر مردہ وہ ہوتا ہے جس میں پہلے جان رہ چکی ہو میرے نبی نے پتھروں سے کلمے پڑھوا لیئے ہیں اگر کسی میں طاقت ہے تو پیش کرو۔

اور پھر قیامت کے دن سارے نبی کیا موسیٰ علیہ السلام اور کیا عیسیٰ علیہ السلام بلکہ آدم علیہ السلام تا عیسیٰ علیہ السلام سارے کے سارے میرے نبی کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے ۔

اور میرے ہی نبی کی شفاعت سے ساری مخلوق کو چھٹکارا ملے گا اگر کوئی ہے مقابلے کا تو لاؤ۔

اے میرے عزیز ان دونوں تمثیلوں پر غور کر

آخر میں قارئین کرام سے اپیل ہے کہ آپ سوچیں آپ دونوں میں سے کس مسلمان کے پیچھے چلنا چاہتے ہیں؛ ابھی وقت ہے سوچیں پھر سوچیں پھر سوچیں اور فیصلہ کریں اس سے قبل کہ موت کا فرشتہ آدبوچے پھر سوائے حسرت کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علٰی النبی الامی الکریم وعلٰی الہ واصحابہ اجمعین۔

دعا گو فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہٗ

محمد پورہ۔ فیصل آباد

باب، ۹

عشق و محبّت والوں کی خدمت میں چند نصیحت کی باتیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِی هدانا لهٰذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله وَاَفضل الصَّلٰوۃ وَاَکمل السَّلَام عَلٰی حَبِیۡبِہٖ رَحۡمَۃ لّلعٰلَمِیۡن وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡن۔

اَمّا بَعد!

برادرانِ اسلام! گذشتہ اوراق میں آپ نے جتنے معجزاتِ مُبارکہ پڑھے ہیں یہ ایک ذریعہ ہیں مقامِ رسُول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی طرف رہنمائی حاصل کرنے کا ورنہ اللّٰہ تعالیٰ جَلّ جَلَالُہٗ نے اپنے حبیبِ لبیب رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو جو مقام عطا فرمایا ہے کون ہے جو کہ کما حقّہٗ اس اعلیٰ، اولیٰ، بالا، والا، اکرم، اشرف، انور، ازہر، اشہر، ابہر مقام تک رسائی حاصل کر سکے۔ ہاں وُہ حضرات جنہوں نے ساری زندگیاں ریاضتیں کرکے اپنے نفس کو مجاہدات کی کٹھالی میں پگھلا کر کُشتہ کرکے اللّٰہ تعالیٰ جَلّ جَلَالُہٗ کی رضا اور معرفت

حاصل کرنے کی سعی کی انہوں نے کچھ ہماری راہنمائی کیلئے ارشادات فرماتے ہیں ان فرامین مُبارکہ کی روشنی میں ہم قدرے مقامِ مصطفیٰ ﷺ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً ولیوں کے ولی خواجۂ خواجگاں سیّدی بایزید بسطامی قدّس سرّہٗ نے فرمایا :

عام مومنوں کے مقام کی انتہا صالحین کے مقام کی ابتدا ہے
اور صالحین کے مقام کی انتہا شہیدوں کے مقام کی ابتدا ہے
اور شہیدوں کے مقام کی انتہا صدّیقوں کے مقام کی ابتدا ہے
اور صدّیقوں کے مقام کی انتہا نبیوں کے مقام کی ابتدا ہے
اور نبیوں کے مقام کی انتہا رسُولوں کے مقام کی ابتدا ہے
اور رسُولوں کے مقام کی انتہا اولوالعزم کے مقام کی ابتدا ہے
اور اولوالعزم کے مقام کی انتہا حبیبِ خُدا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے مقام کی ابتدا ہے، اور حبیبِ خُدا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے مقام کی انتہا کو اللّٰہ تعالیٰ جل جلالہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(تذکرہ مشائخِ نقشبندیہ ص۵۸)

تنبیہ : سیّدنا سُلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں، یہ وُہ ہیں جن کے متعلّق سیّد الطائفہ خواجہ جنید بغدادی قدّس سرّہٗ نے فرمایا :

کہ بایزید بسطامی ہماری جماعت (اولیاء کرام کی جماعت) میں ایسے ہیں جیسے کہ فرشتوں میں حضرت جبریل علیہ السلام ہیں اور دوسرے بزرگوں کے مقام کی انتہا خواجہ بایزید بسطامی کے مقام کی ابتدا ہے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص۵۳)

اور خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ کا مقام کیا ہے ان کی ایک کرامت سے اندازہ کیجیے:

حکایت: ایک شخص نہایت ہی بدکردار اور فاسق و فاجر تھا اسے لوگ اس کی بدبختی اور بدکرداری کی وجہ سے شقی[1] کے نام سے پکارا کرتے تھے، ایک دن وہ شخص (شقی) حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا بیٹھا پھر وہاں سے اُٹھ کر باہر نکلا تو کسی نے حسبِ معمول شقی کے لقب سے پکارا ہاتف سے آواز آئی اب اس کو شقی مت کہو کیونکہ جو شخص میرے ولی جنید کی صحبت میں ایک ساعت بیٹھ چکا ہے وہ شقی نہیں رہ سکتا بلکہ اب یہ سعید[2] ہو گیا ہے۔

(ذکرِ خیر)

اے عزیز مقامِ غور و فکر ہے بات کہاں سے کہاں تک جاتی ہے خود خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام کتنا ہے اور پھر اس

[1] شقی کا معنیٰ بدبخت اور دوزخی [2] سعید کا معنیٰ ہے نیک بخت جنتی

ہستی کا کیا مقام ہوگا جن کے متعلق خود جنید بغدادی قدس سرہٗ فرمائیں کہ دُوسروں کے مقام کی انتہا سُلطان العارفین خواجہ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کی ابتدا ہے، اور پھر سُلطان العارفین قدس سرہٗ نے جس انداز سے مقامِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا ہے کہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی انتہا کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ اور پھر یہ صرف خواجہ بسطامی قدس سرہٗ کا ہی ارشاد مُبارک نہیں بلکہ حدیث پاک میں بھی صراحۃً یہی مُصرع ہے فرمایا رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے: یَا اَبَا بَکْرٍ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَمْ یَعْلَمْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ (مطالع المسرات ص ۱۲۹)

اے اَبُوبکر مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میری حقیقت کو میرے رَبّ تعالیٰ کے سوا کسی نے پہچانا ہی نہیں وَلِلّٰہِ دَرُّ الْقَائِلِ حَیْثُ قَالَ خُداداند کہ تو درچہ مقامی، یارسُولؐ اللہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ہی جانے کہ آپ کا مرتبہ و مقام کیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اے عزیز غور کر کہ سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کون ہیں یہ وُہ ہیں

لہ صلی اللہ علیہ وسلم

جو سفر و حضر میں سایہ کی طرح حاضرِ حضور رہے، ہجرت کے ساتھی، نماز کے ساتھی، مزار کے ساتھی۔ یہ وُہ ہیں جو کہ نبیوں، رسُولوں کے بعد ساری خدائی سے افضل و اعلیٰ ہیں، اَفْضَلُ الْخَلْقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ یہ وُہ ہیں جن کے متعلّق خود جانِ جہان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا

لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ اَھْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ۔

(مقاصدِ حسنہ ص۳۴۹)

اگر ابُوبکر کا ایمان رُوئے زمین کے لوگوں کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابُوبکر کا ایمان وزنی نکلے گا باوجود اس کے مقامِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان کے ادراک سے وراء الوراء ہے کہ کہ ارشاد ہوتا ہے یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃً غیر ربّی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ زَیْنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْاَخْیَارِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ۔

یہاں پر ایک ایمان افروز واقعہ لکھا جاتا ہے پڑھیں اور اپنا ایمان مضبُوط کریں۔

ایمان افروز واقعہ

شیخ المشائخ شیخ کبیر عارف باللہ سیّد محمّد بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ خود بیان فرماتے ہیں، فرمایا میں جوانی کے عالم میں بلخ سے بغداد کی طرف روانہ ہُوا تاکہ غوثِ اعظم محبوب سُبحانی قدّس سرّہٗ کی زیارت سے مشرّف ہوں۔ جب میں بغداد پہنچا تو دیکھا کہ سیّدنا غوثِ اعظم جیلانی قدّس سرّہٗ عصر کی نماز ادا فرما رہے ہیں، اور جُوں ہی آپ نے سلام پھیرا لوگ دست بوسی کے لیے اُمڈ آئے میں بھی آگے بڑھا اور جب اپنی باری پر سلام عرض کیا اور مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مُسکرا کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا مرحبا اے بلخی اے محمّد اللہ تعالیٰ جل جلالہ تیرے مرتبہ اور تیری نیّت کو جانتا ہے حالانکہ اس سے پہلے نہ کبھی ملاقات ہوئی نہ آپ نے کبھی مجھے دیکھا، نہ میں نے کبھی زیارت کی تھی۔ اور سیّدنا غوثِ اعظم قدّس سرّہٗ کا یہ فرمانا کہ "اللہ تعالیٰ جل جلالہ تیرے مرتبہ اور تیری نیّت کو جانتا ہے" گویا یہ زخموں کی دوا اور بیمار کی شفا تھی، بس میری آنکھوں سے آنسو بہ نکلے اور ہیبت سے میرے فرائص (کندھوں کے نیچے کی نرم ہڈی) کانپنے لگ گئے اور مجھے

ساری مخلوق سے وحشت اور نفرت پیدا ہوگئی اور میں نے ایسی مسرّت محسوس کی جو کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ زاں بعد معاملہ روز بروز بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ ایک رات جب میں ورد وظائف پڑھنے کے لیے اُٹھا رات اندھیری تھی یکایک دو بزرگ نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں نُوری خلعت (پوشاک) تھی اور دُوسرے کے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا، ایک نے فرمایا میں علی[1] بن ابی طالب ہُوں اور یہ دُوسرا ایک فرشتہ ملائکہ مقرّبین میں سے ہے، یہ پیالہ تو شرابِ محبّت کا ہے اور یہ خلعت خلعتِ رضا ہے۔ پھر مولے علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے مُجھے وُہ خلعت پہنا دی، اور پیالہ شرابِ محبّت والا مُجھے پینے کے لیے دیا، اس خلعت کے پہننے سے مشرق و مغرب منوّر ہو گئے اور شرابِ محبّت کا پیالہ پینے سے مُجھ پر غیبوں کے اسرار کُھل گئے اور اولیاء کرام کے مقامات و دیگر عجائبات روشن ہو گئے زاں بعد میں نے ایک عالیشان مقام دیکھا جس کے دیکھنے سے عقل و فکر گم ہو جائیں اور اس کی ہیبت سے اولیاء کرام کی گردنیں جُھک جائیں اور اس کے انوار سے بصیرت کی آنکھیں چندھیا جائیں، اس کے سامنے کرّوبین، روحانیین مقربین میں سے جو بھی آتا اس مقام کی ہیبت عظمت کی وجہ

[1] کرّم اللہ وجہہ الکریم

سے اس کی کمر جھک جاتی اور دیکھنے والا یہ جان لیتا کہ اگر کسی واصل کو کوئی مرتبہ ملتا ہے یا کسی محبوب کو کوئی بھید عطا ہوتا ہے یا کسی عارف کو کوئی علم لدُنّی عطا ہوتا ہے یا کسی ولی کو کوئی تصرّف عطا ہوتا ہے یا کسی مقرّب کو کوئی مرتبہ تکوین عطا ہوتا ہے وُہ اجمالاً تفصیلاً، کلّاً، بعضاً سب کا سب اسی مقام سے عطا ہوتا ہے۔ میں کچھ عرصہ وہاں ٹھہرا رہا کیونکہ میری نظر اس مقدّس و منوّر مقام پر ٹھہر نہیں سکتی تھی پھر کچھ عرصہ بعد مجھے اللّٰہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی توفیق سے اس اعلیٰ و اولیٰ مقام پر نظر کرنے کی قوّت حاصل ہوئی لیکن ابھی مجھے اس اعلیٰ و افضل مقام کے سامنے ہونے کی طاقت نہ تھی پھر کچھ عرصہ بعد مجھے سامنے ہونے کی طاقت و قوّت عطا ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس مقام کے اندر اُمّت کے والی حبیبِ خُدا سیّدِ انبیاء ہیں (صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم) دیکھا کہ رحمتِ دو عالم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے ایک طرف سیّدنا آدم علیہ السّلام سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام اور سیّدنا جبریل علیہ السّلام ہیں اور دُوسری طرف سیّدنا نوح علیہ السّلام، سیّدنا مُوسیٰ علیہ السّلام اور سیّدنا عیسیٰ علیہ السّلام ہیں اور سامنے اکابر صحابہ کرام[1] اور ان کے بعد اولیاءِ عظّام حلقہ باندھے باادب کھڑے ہیں اور سب کے سب ہیبت کی وجہ سے یوں باادب کھڑے ہیں جیسے ان کے

[1] رضی اللّٰہ عنہم

سروں پر پرندے ہیں (یعنی حرکت تک نہیں کرتے) اور صحابہ کرام میں سے میں نے جن کو پہچانا وہ سیّدنا صدّیقِ اکبر، سیّدنا فاروقِ اعظم سیّدنا عثمان غنی، سیّدنا حیدرِ کرّار، سیّدنا امیر حمزہ، سیّدنا عبّاس تھے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور اولیاء کرام میں سے جن کو میں نے پہچانا وہ حضرت معروف کرخی، حضرت سرّی سقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت سہل تستری، حضرت تاج العارفین ابُوالوفا حضرت غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ عدی، حضرت شیخ احمد رفاعی تھے، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور صحابہ کرام میں سے جو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب تھے وہ سیّدنا صدّیقِ اکبر تھے اور اولیاء کرام میں سے زیادہ قریب غوثِ اعظم محبُوب سبحانی تھے، (رضی اللہ عنہم) زاں بعد کسی نے یہ اعلان کیا کہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دربار میں مقامِ اعلیٰ پر حاضر رہتے ہیں اور وہ وہ مقام ہے کہ جس کی طرف کسی کو نظر کرنے کی طاقت نہیں ہے نہ کسی نبی کو نہ کسی رسُول کو نہ کسی فرشتہ ملک مقرّب کو ہاں جب نبیوں، رسُولوں اور ملائکہ مقرّبین کو اور اولیاء کاملین کو سیّد العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شوق ہوتا ہے تو حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم اُس اعلیٰ مقام سے اِس مقامِ ذیشان

ہیں نزول فرما کر جلوہ گر ہوتے ہیں تو یہ حضرات انبیاء مرسلین اور ملائکہ مقربین زیارت سے مشرف ہو کر شوقِ دیدار پورا کرتے ہیں اور اس مقامِ ذیشان کے انوار و تجلیات سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جلوہ گری سے اور بڑھ جاتے ہیں نیز اس مقام کے احوال اور پاکیزہ ہو جاتے ہیں، اس مقامِ ذیشان کا مرتبہ اور شان رحمت والے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی برکت سے اور بڑھ جاتا ہے اور پھر دیدار کرانے کے بعد اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حبیب جب چاہتے ہیں اُس اعلیٰ و ارفع مقام جو کہ دربارِ الٰہی میں ہے تشریف لے جاتے ہیں اس اعلان کو سُن کر سب نے کہا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ اس کے بعد میرے لیے ایک نُور چمکا جس نے مجھے مشہود سے غائب کر دیا اور میں تین سال اسی حالت پر رہا اور تین سال کے بعد میں نے دیکھا کہ میں سامرا میں ہوں اور سیّدنا غوثِ اعظم قدّس سرّہٗ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور میں ہوش میں ہوں اور مجھے سیّدنا غوثِ اعظم محبوب سبحانی قدّس سرّہٗ نے فرمایا اے بلخی مجھے حکم ملا ہے کہ میں تجھے تیرے وجود کی طرف لوٹا دوں اور تجھ سے تجلی قہر سلب کر لوں اس کے بعد سیّدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے مجھے سارا واقعہ سُنایا اور فرمایا اے بلخی

سُن میں نے رسولِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں سات بار عرض کی تھی تب تجھے اس مقامِ ذیشان کی طرف نگاہ کرنے کی قوّت عطا ہوئی پھر سات مرتبہ عرض کی تو تجھے اس اعلیٰ وارفع مقام کے سامنے ہونے کی طاقت نصیب ہوئی پھر سات مرتبہ عرض کی تو تجھے دیکھنا نصیب ہُوا کہ اندر کون ہے پھر سات بار عرض کی تو تُو نے ندا سُنی پھر سات مرتبہ عرض کی تو تجھے نُور کی چمک نے وہاں سے یہاں پہنچا دیا ہے نیز اس سے پہلے میں نے تیرے لیے ستّر بار دُعا کی تھی تو تیرے پاس خلعت اور پیالہ شرابِ محبّت کا پہنچا تھا۔

(سعادۃ الدّارین صـ۴۶۳)

نیز ایک اور واقعہ سُلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی قدّس سرّہٗ کا بھی پڑھیں تاکہ آپ کا ایمان مزید مقامِ حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خوشبو سے معطّر ہو جائے۔

دُوسرا واقعہ

سیّدنا بایزید بسطامی قدّس سرّہٗ نے اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ سے دُعا کی یا اللہ مجھے مقامِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دکھا جواب مِلا اے بسطامی تُو طاقت نہیں رکھتا کہ میرے حبیب (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے

مقام کو دیکھ سکے کیونکہ تیری آنکھوں کے نُور میں وُہ طاقت وقوّت نہیں کہ تُو میرے حبیب کے مقام کو دیکھ سکے اس پر خواجہ بسطامی نے پھر دُعاء کی تو ان کی دُعاء پر مقامِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سُوئی کے ناکے کے برابر کھولا گیا

قَالَ اَبُوْیَزِیْد فُتِحَ لِیْ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرُخُرْمِ اِبْرَةٍ فَلَمْ اَطِقِ الثَّبُوْتَ عِنْدَ ذٰلِكَ

(جواھر البحار ص۲۹۵ جلد۲)

یعنی جب سُوئی کے ناکے کے برابر کھولا گیا تو میں اپنی جگہ قائم نہ رہ سکا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی خَیْرِالْخَلْقِ قَاطِبَةً وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

دعوتِ فکر

اے میرے عزیز ان ایمان افروز ہر دو واقعات پر غور کر پھر غور کر، بار بار پڑھ اور ایمان و محبّت کی نظروں سے دیکھ تاکہ تجھے کچھ پتہ چلے کہ حبیبِ خُدا سیّدِ انبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مرتبہ ومقام اولیاءِ کرام جانتے ہیں (وُہ بھی وہاں تک جہاں تک انکی

روحانیت کی رسائی ہے اس کے اُوپر مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہی جانتا ہے) یا یہ علماء جانتے ہیں جو کہ لفظوں کی بحث میں الجھے رہتے ہیں اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسانوں جیسا ایک انسان جانتے اور بیان کرتے ہیں۔

اے میرے عزیز اب تیری مرضی ہے کہ تُو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے ولیوں، غوثوں، قطبوں کے پیچھے جاتا ہے یا کہ ان کے پیچھے جو بات بات پر شرک کا فتوٰی لگاتے ہیں لیکن یاد رکھ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے قانون کے مطابق تجھے قیامت کے دن انہیں کے پیچھے جانا پڑے گا جن کی تیرے دل میں محبّت ہو گی۔

تنبیہ: میرے مُسلمان بھائی جب تک تیرے دل میں ان علماء اور جماعتوں کی جو کہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسانوں جیسا انسان پیش کرتے ہیں اور کہتے، لکھتے ہیں رسُول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا نیز جس کا نام محمّد یا علی ہے وُہ کسی چیز کا مختار نہیں، ایسے لوگوں کی قدر ہے اور دل میں سمایا ہُوا ہے کہ آخر یہ بھی علماء ہیں، تب تک مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبوئیں تیرے دماغ کو معطّر نہیں کر سکتیں اور نہ تُجھے مقامِ حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم سمجھ میں آسکتا ہے۔

عارفِ رُومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ گندگی کے کیڑے اور پھلواڑی کے کیڑے[1] کی آپس میں ملاقات ہوئی تو اس پھلواڑی کے جانور نے دیکھا کہ یہ گندگی کا کیڑا ہمیشہ گندگی میں رہتا ہے اسے پھولوں کی مہک پھولوں کی خوشبوئیں دکھانی چاہئیں اس بنا پر اس نے گندگی کے کیڑے (گبریلا) کو دعوت دی کہ کبھی ہمارے ہاں بھی آؤ، گبریلا نے دعوت قبول کر لی اور وقتِ مقرّر پر وُہ مُنہ میں گندگی کی گولی چھپا کر چل دیا اور جب وُہ پھلواڑی میں پہنچا تو میزبان بہت خوش ہُوا اور اس نے اپنے مہمان کو پھلواڑی کی سَیر کرانا شروع کی اور بتایا دیکھ بھائی یہ گلاب ہے، یہ موتیا ہے، یہ چنبیلی ہے اور یہ فلاں فلاں پھول ہے بعد میں پُوچھا کہ ان پھولوں کی خوشبو سے تیرا دماغ معطّر ہُوا یا نہیں، یہ سُن کر گبریلا بولا بھئی مجھے تو کچھ بھی پتہ نہیں چلا اس پر میزبان حیران ہوگیا اور جب اس نے جُھک کر دیکھا تو اس کے مُنہ میں گندگی کی گولی موجود ہے تو کہا تیرا خانہ خراب تُو پہلے اس گندگی کو تو مُنہ سے نکال پھر تجھے پتہ چلے کہ کیسی کیسی دماغ کو معطّر کرنے والی خوشبوئیں ہیں۔ یہ واقعہ لکھ کر

---

[1] یہ دونوں کیڑے ایک رنگ کے (سیاہ) ایک جیسے ہوتے ہیں، ایک وُہ جو کہ ہمیشہ گندگی میں رہتا ہے انسان کے جسم سے جو گندگی نکلتی ہے اسکی گولیاں بنا کر کھیلتا رہتا ہے دُوسرا وُہ ہے جو ہمیشہ پھُولوں میں رہتا ہے اور قسما قسم کے پھُولوں میں کھیلتا رہتا ہے اور خوشبوؤں میں مست رہتا ہے۔

عارفِ رُومی ہمیں یہ سبق دے گئے ہیں کہ اے عزیز پہلے اپنے دماغ سے عقیدے کی گندگی نکال اور پھر دیکھ کہ مقام ولایت و نبوّت کیا ہے ورنہ سارا قرآن پڑھ جائے تجھے اللّٰہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جیسے ہی نظر آئیں گے اور تجھے سوا بُتوں اور کافروں کے حق میں نازل شدہ آیتوں کے پُورے قرآن پاک میں سے کچُھ نظر نہیں آئے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

برادرانِ اسلام آپ کو اُن لوگوں کی توحید کہ اللّٰہ ہی اللّٰہ بس یہ توحید آپ کو مہنگی پڑے گی آؤ کان کھول کر سُنو کہ جس توحید میں عظمتِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں وُہ شیطانی توحید ہے ایسی توحید ہرگز جنّت نہیں لے جاسکتی آیئے اور چند ایمان کے موتی حاصل کیجیے۔

۱۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَا اُذْكَرُ فِیْ مَكَانٍ اِلَّا ذُكِرْتَ مَعِیْ یَا مُحَمَّدُ

فَمَنْ ذَكَرَنِیْ وَلَمْ یَذْكُرْكَ فَلَیْسَ لَهٗ

فِی الْجَنَّۃِ نَصِیْبٌ ۔

(تفسیر درمنثور۔ تفسیر سورہ کوثر ص ۴۰۱/۶)

یعنی اے حبیب جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر ہوگا اے میرے حبیب جس نے میرا ذکر کیا لیکن تیرا ذکر نہ کیا اس کا جنّت میں کچھ حصّہ نہیں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۲۔ حضرت شیخ ابوالعباس تیجانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ مبارک ہے:

فَمَنْ طَلَبَ الْقُرْبَ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالتَّوَجُّہَ اِلَیْہِ دُوْنَ التَّوَسُّلِ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُعْرِضًا عَنْ كَرِیْمِ جَنَابِہٖ وَمُدْبِرًا مِنْ تَشْرِیْعِ خِطَابِہٖ كَانَ مُسْتَوْجِبًا مِّنَ اللّٰہِ غَایَۃَ السُّخْطِ وَالْغَضَبِ وَغَایَۃَ اللَّعْنِ وَالْبُغْضِ وَضَلَّ سَعْیُہٗ وَخَسِرَ عَمَلُہٗ

(سعادۃ الدّارین ص ۲۰)

یعنی جو کوئی بغیر وسیلہ حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہے اور دامنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو

چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں متوجّہ ہونا چاہے وُہ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی طرف سے سخت ناراضگی اور غضب کا مستحق ہے اور حد درجہ کی لعنت اور غضبِ الٰہی کا حقدار ہے اس کی ساری محنت رائیگان گئی اور اس کے سارے کے سارے عمل خسارے میں ہیں۔

حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَرَسُوْلِهٖ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

۳۔ ایک نیک آدمی نے نماز شروع کی اور جب التحیّات میں بیٹھا تو ایسا مگن ہُوا کہ درُود پاک پڑھنا بھُول گیا (سلام پھیرا اور فارغ ہو کر چلا گیا) اور جب سویا تو خواب میں حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرّف ہُوا، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے پُوچھا اے میرے اُمّتی تو نے نماز پڑھی تو مجھ پر درُود پاک کیوں نہیں پڑھا عرض کیا یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اللہ تعالےٰ جلّ جلالہٗ کی عبادت اور حمد و ثنا میں ایسا مشغول ہُوا کہ مجھے درُود پاک پڑھنا یاد ہی نہ رہا یہ جواب سُن کر جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ کوئی بات نہیں آخر بھُول کر چھُوٹ گیا ہے بلکہ فرمایا کیا

تُونے میری حدیث نہیں سُنی کہ سارے اعمال اور ساری دُعائیں روک دی جاتی ہیں تا وقتیکہ مُجھ پر درُود پاک نہ پڑھا جائے زاں بعد فرمایا وَلَوْ اَنَّ عَبْدًا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِحَسَنَاتِ اَهْلِ الدُّنْیَا وَلَمْ یَكُنْ فِیْهَا صَلٰوةٌ عَلَیَّ رُدَّتْ عَلَیْهِ حَسَنَاتُهٗ فَلَمْ یُقْبَلْ مِنْهُ شَیْءٌ۔

(درۃ الناصحین ص۱۷۰)

فرمایا سُن اگر کوئی شخص قیامت کے دن دربارِ الٰہی میں ساری دُنیا والوں کی نیکیاں لے کر حاضر ہو جائے لیکن ان نیکیوں میں میری ذات پر درُود پاک پڑھا ہُوا نہ ہُوا تو ساری نیکیاں اس کے منہ پر مار دی جائیں گی اور ان میں سے ایک نیکی بھی قبُول نہ ہو گی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِیِّ الْمُختار سَیِّدِ الابرار زین المرسلین الاخیار وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اِلٰی یوم القرار۔

برادرانِ اسلام ان واقعات وارشادات پر غور کیجیے کیا وُہ توحید جس کا مفہُوم یہ لیا جاتا ہے اللّٰہ ہی اللّٰہ بس، اور ایسے لوگ بغیر وسیلہ کے ہی اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ تک پہنچنا چاہتے ہیں کیا وُہ کچھ حاصل کر سکیں گے، ایں خیال است و محال است وجنون۔

اس کے ساتھ اسی قسم کی توحید والے کا ایک اور واقعہ بھی پڑھ لیں۔

۴۔ کسی **اللہ** والے کو خواب میں سیّد العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہُوا تو اس **اللہ** والے نے سوال کیا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوعلی سینا کا کیسا انجام ہے، یہ سُن کر فرمایا وُہ میرے وسیلہ کے بغیر خُدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہتا تھا اس لیے وُہ تباہ ہوگیا ہے۔

۵۔ ایک بدنصیب نے یوں کہہ دیا کہ مجھے رسُول اللہ سے ایمان کی صرف راہنمائی ملی ہے وَ اَمَّا نُوْرُ اِیْمَانِیْ فَھُوَ مِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ لَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور ایمان کا نُور وُہ **اللہ** تعالیٰ (جلّ جلالہ) کی طرف سے ہے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے نہیں ہے۔ یہ سُن کر ایک ولی اللہ نے فرمایا ارے کیا کہتا ہے کیا اگر ہم وُہ نورِ ایمان جو حبیبِ ذوالجلال صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے وُہ کاٹ دیں، تُجھے منظور ہے؟ وُہ بولا مجھے منظور ہے بس اتنا کہنا تھا کہ وُہ صلیب کے سامنے سجدہ میں گر گیا اور مرتد ہوگیا **اللہ** رسُول (جلّ جلالہ، صلی اللہ علیہ وسلم) کا مُنکر ہوگیا، اور کُفر پہ ہی مرگیا۔

(الابریز ص۲۲۹)

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ اَكْرَمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

یہ ہے انجام خشک توحید والوں کا جن کا نظریہ ہے اللّٰہ ہی اللّٰہ بس ۔ یا اللّٰہ ہمیں نظرِ بصیرت عطا کر کہ ہم تیرے حبیب صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت کے ساتھ وابستہ رہیں ۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۔

ایک ولی کی زبان سے مقامِ مُصطفٰے صلی اللّٰہ علیہ وسلم

سیّدی وسندی خواجہ محمّد معصُوم سرہندی قدّس سرّہٗ نے فرمایا جب میں حج کرنے گیا اور مدینہ منوّرہ حاضر ہُوا اور وہاں روضۂ مقدّسہ پر حاضری دی تو یوں محسوس ہُوا کہ وجُود شریف حضرت رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عرش تا فرش سارے جہانوں کا مرکز ہے بیشک عطا کرنے والا ربّ العٰلمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہی ہے لیکن جس کسی کو کوئی بھی فیض پہنچتا ہے وُہ سیّد العٰلمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے وسیلہ جلیلہ سے پہنچتا ہے اور مہمات ملک و ملکوت (یعنی زمین

آسمان کے اس جہان اور اس جہان کے جتنے اہم کام ہیں) وُہ —— رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اہتمام سے انجام پذیر ہوتے ہیں۔

(مقاماتِ امامِ ربّانی ص۱۱۲)

اس ایمان افروز ارشادِ گرامی سے ہمیں چند فوائد حاصل ہُوئے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زندہ و جاوید نبی ہیں۔

۲۔ وُہ سارے جہانوں کے ہر ہر فرد کے لیے اور عرش تا فرش ہر چیز کے لیے فیض رساں اور مرکزِ رحمت ہیں۔

۳۔ عطا کرنے والا بیشک اللّٰہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ ہی ہے لیکن ہر نعمت سرکار عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم کے وسیلہ سے ملتی ہے۔

۴۔ وُہ عالمین یعنی سارے جہانوں کے لیے مہتمم ہیں انہیں کے اہتمام سے کاروبارِ عالم چل رہا ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

اسی مضمون کا دُوسرا واقعہ

یہ صرف سیّدی وسندی خواجہ خواجگان محمدؒ معصوم سرہندی قدس سرہٗ کا ہی نظریہ نہیں بلکہ دیگر ولیوں، قطبوں، غوثوں کا بھی یہی نظریہ ہے

کہ ہر نعمت دربارِ رسالت سے ملتی ہے اور ہر نعمت کے ساتھ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شعاعیں پہنچ رہی ہیں ۔

چنانچہ ابریز شریف میں ہے ایک ولی اللہ نے روٹی کا ٹکڑا کھانے کے لیے پکڑا پھر اس میں روحانیت کی نظر سے غور کیا تو اس ٹکڑے میں ایک نور کی تار نظر آئی پھر روحانیت کی نظروں سے اس تار کو اوپر سے دیکھنا شروع کیا بس اس نوری تار کے ذریعے نظر اوپر کو دوڑائی آخر دیکھا کہ وہ نوری تار اس تار کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ باعثِ ایجادِ عالم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے شعاعیں نکلتی ہیں ۔ شروع میں وہ شعاع ایک نظر آئی ازاں بعد غور کرنے سے معلوم ہوا کہ جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی شعاعیں جہان کی ہر نعمت تک پہنچ رہی ہیں ۔ (الابریز صـ ۲۲۹)

وصلی اللہ علےٰ نور کزو شد نورہا پیدا
زمین از حبِ او ساکن فلک در عشقِ او شیدا

توراۃ پاک کی آیت مبارکہ سے مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے مطالع المسرات میں توراۃ پاک سے ایک آیت تحریر کی ہے پڑھیے اور اندازہ لگائیے کہ دربارِ الٰہی

میں اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام و مرتبہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی:

یَا مُوْسٰی اِحْمَدْنِیْ اِذْ مَنَنْتُ عَلَیْكَ مَعَ کَلَامِیْ اِیَّاكَ بِالْاِیْمَانِ بِاَحْمَدَ وَلَوْ لَمْ تَقْبَلِ الْاِیْمَانَ بِاَحْمَدَ مَا جَاوَرْتَنِیْ فِیْ دَارِیْ وَلَا تَنَعَّمْتَ فِیْ جَنَّتِیْ یَا مُوْسٰی مَنْ لَمْ یُؤْمِنْ بِاَحْمَدَ مِنْ جَمِیْعِ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَمْ یُصَدِّقْهُ وَلَمْ یَشْتَقْ اِلَیْهِ کَانَتْ حَسَنَاتُهٗ مَرْدُوْدَةً عَلَیْهِ وَمَنَعْتُهٗ حِفْظَ الْحِکْمَةِ وَلَا اُدْخِلُ فِیْ قَلْبِهٖ نُوْرَ الْهُدٰی وَاَمْحُوْا اِسْمَهٗ مِنَ النُّبُوَّةِ یَا مُوْسٰی مَنْ اٰمَنَ بِاَحْمَدَ وَصَدَّقَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ وَمَنْ کَفَرَ بِاَحْمَدَ وَکَذَّبَهٗ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِیْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ النَّادِمُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔

(مطالع المسرات ص۲۵۵)(تجلی الیقین ص۵۱)

یعنی اے میرے کلیم اے موسیٰ تو میری حمد بجا لا اس پر کہ میں

نے تجھے اپنی ہمکلامی کے ساتھ اپنے حبیب احمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)
پر ایمان لانا عطا فرمایا اور اگر تُو میرے احمدؐ پر ایمان نہ لاتا تو تُو میرے
گھر (جنّت) میں میرا قُرب حاصل نہ کر سکتا، نہ میری جنّت میں تُو
نعمتیں حاصل کر سکتا۔ اے میرے پیارے کلیم اے مُوسٰی سارے
نبیوں، رسُولوں میں سے جو کوئی میرے احمدؐ پر ایمان نہ لاتے
ان کی تصدیق نہ کرے اور ان کا مشتاق نہ ہو اس کی نیکیاں سب
کی سب مردُود ہونگی اور اسے حکمت سے محرُوم کر دوں گا اس
کے دل میں ہدایت کا نُور نہ داخل کروں گا بلکہ اس کا نام نبیوں
کے دفتر سے مٹا دوں گا۔ اے مُوسٰی سُن جو کوئی میرے احمدؐ پر
ایمان لائے گا اور اس کی تصدیق کرے گا وہی بامُراد اور کامیاب
ہوگا اور ساری مخلوق میں سے جس نے میرے احمد (صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم)
کے ساتھ کُفر کیا اور ان کو جُھٹلایا وہی خسارہ پانے والا وہی شرمسار
اور وہی غافل اور بے خبر لوگ ہیں۔

سُبحان اللّٰہ سُبحان اللّٰہ کیا اعلٰی وارفع مقام ہے جب نبیوں
رسُولوں کی حبیبِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مقابلے میں یہ حیثیّت
ہے جو کہ مذکورہ آیت پاک میں بیان کی گئی ہے تو ما و شما

ؐ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم

کس گنتی شمار میں ہیں۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا باللّٰہ العَلیّ العظیم - وَصَلّی اللّٰہ تعالٰی عَلٰی رَسُولہ الّذی اتخذہٗ حَبِیبًا فی الدنیا وَالآخرۃ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اہلبیتہ وازواجہ الطاہرات المطہرت امہات المؤمنین بعدد رمل الصحاری والقفار الیٰ یوم الدّین -

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہٗ
ولوالدیہ ولاحبابہ
۱۵ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۹۴ء

فہرستِ مضامین